روحانی حج و عمرہ

خواجہ شمس الدین عظیمی

www.ksars.org

Khwaja Shamsuddin Azeemi Research Society

روحانی حج وعمرہ

خواجہ شمس الدین عظیمیؒ

الکتاب پبلیکیشنز

A.645بلاکHنارتھ ناظم آباد کراچی۔فون6622784

e-mail: salam_arif@yahoo.com

اشاعت اول۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جنوری ۲۰۰۳ ءء

تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۰۰۰

پبلشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔الکتاب پبلیکیشنز

پرنٹرز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عظیمی پرنٹرز ناظم آباد

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔تاجی کمپوزر ناظم آباد کراچی

نوٹ:

اس کتاب کی تمام عربی مسلم کمرشل بینک کی کتاب ''کتاب الحج'' سے اسکین کی گئی ہے جو ۱۹۹۶ ءمیں شائع ہوئی ہے۔

فہرست

باب اوّل

مکہ بحیثیت مرکز

دنیا کے مختلف شہروں، گاؤں اور گوٹھوں میں دیوی دیوتاؤں کی پرستش کی لئے بت کدے اور بڑے بڑے مندر موجود تھے۔ سورج چاند اور ستاروں کی پوجا کے لئے وسیع وعریض ہیکل تھے لیکن کوئی عبادت خانہ ایسا نہیں تھا جسے ایک مرکز کی حیثیت حاصل ہو۔

''ہم نے اس گھر کو تمام انسانوں کے لئے مرکز اور امن کی جگہ قرار دے دیا۔''

(البقرہ:۱۲۸)

بیت اللہ شریف کسی خاص قبیلے، قوم یا کسی خاص مذہب کے ماننے والوں کے لئے مرکز نہیں ہے۔ پوری توحید پرست انسانی برادری کے لئے اسے مرکز بنایا گیا ہے۔

۴۰۰ قبل مسیح تاریخ میں قبطی دیوتاؤں کے ضمن میں 'لات' دیوتا کا ذکر ملتا ہے۔ جس کا ہیکل طائف کے قریب تھا۔ اہل مکہ اس کی زیارت اور قربانی کے لئے جمع ہوتے تھے۔

سو سال قبل مسیح حجاز میں ایک معبدہ تھا۔ جس کا سب لوگ احترام کرتے تھے۔ تاریخ کے مطابق دوسری صدی قبل مسیح میں ساٹھ ہیکل سبا میں اور پینسٹھ ہیکل بنی عطفان کی بستیوں میں تھے۔ ہیکلوں کے چاروں طرف کا علاقہ حرم کہلاتا تھا۔ ان میں کام کرنے والے لوگوں کو ''کاہن'' کہ جاتا تھا۔ بتوں کی قدرت ظاہر کرنے کے لئے ان کے ہاتھوں میں مختلف چیزیں سجا دیں جاتی تھیں۔ ''حرم'' کعبہ سب سے زیادہ مشہور تھا اس میں وڈ اور ہبل نامی بتوں کے ہاتھوں میں کمان اور تیر تھے۔ آفتاب پرستوں نے ایک بت نصب کر رکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں روشن اور چمک دار ہیرا تھا۔

مکہ کرہ ارض کے تقریباً وسط میں واقع ہے۔ اسی وجہ سے مکہ کو زمین کی ناف کہتے ہیں۔

مکہ طول میں تقریباً ۳ کلو میٹر اور عرض میں آدھا کلو میٹر ہے۔ وادی مکہ شمالاً جنوباً دو پہاڑی سلسلوں میں گھری ہوئی ہے۔ یہ پہاڑ مشرق، مغرب اور جنوب یعنی شہر کے تینوں دروازوں پر قریب قریب باہم مل جاتے ہیں۔

قدیم زمانے میں شہر میں داخل ہونے اور باہر جانے کے لئے صرف تین راستے تھے۔

پہاڑوں کی قدرتی ترتیب شہر پناہ کا کام دیتی ہے۔

یہ شہر خشک پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ جن کی بلندی ۲۰۰ سے ۶۰۰ فٹ تک ہے۔ مکہ سطح سمندر سے ۳۳۰ میٹر بلندی پر واقع ہے۔ سردیوں میں ۲۵ ڈگری سینٹی گریڈ اور گرمیوں میں ۵۰ ڈگری سینٹی گریڈ تک درجہ حرارت ریکارڈ کیا گیا ہے۔ سردیوں میں معمولی سردی اور گرمیوں میں سخت گرمی ہوتی ہے۔ اوسط درجہ حرارت ۳۵ ڈگری سینٹی گریڈ رہتا ہے۔ دن رات عموماً برابر وقفے پر مشتمل ہوتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹے کا فرق ہوتا ہے۔

امیر حج

حج ۹ ہجری میں فرض ہوا۔ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امیر حج مقرر کر کے صحابہ کرام کو مکہ معظمہ بھیجا۔ جبرئیل امین وحی لے کر اور سورۃ توبہ کی ابتدائی ۴۰ آیتیں نازل ہوئیں۔ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علیؓ کو مکہ معظمہ روانہ کیا اور احکامات الٰہی حاجیوں کے اجتماع میں پڑھ کر سنائے گئے۔ اس موقع پر مشرکین کا داخلہ مسجد الحرام میں بند کر دیا گیا۔

''اے ایمان والو! مشرکین ناپاک ہیں لٰہذا اس سال کے بعد یہ مسجد الحرام کے قریب پھٹکنے نہ پائیں۔''

(سورۃ التوبہ۔۲۸)

انبیائے کرامؑ کی قبور:

روایت کے مطابق کعبہ شریف کے ارد گرد تین سو انبیاء کی قبریں ہیں۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ستر انبیاء کی قبریں ہیں (*ایک روایت کے مطابق رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان ۹۹ انبیاء کی قبریں ہیں) اور حطیم کے اندر میزاب کعبہ کے نیچے سیدنا حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ ماجدہ سیدہ حضرت ہاجرہؑ کی قبریں ہیں۔ اسی طرح چاہ زم زم اور مقام ابراہیمؑ کے درمیان سیدنا ہودؑ، شعیبؑ اور حضرت صالحؑ کی قبریں ہیں۔ اتنی کثیر تعداد میں انبیاء کی قبریں دنیا بھر کے کسی بھی خطے میں نہیں ہیں۔ اہل مکہ کعبہ شریف میں چاروں سمت رخ کر کے صلوٰۃ قائم کرتے ہیں جبکہ دنیا میں کوئی بھی شہر ایسا نہیں ہے جہاں چاروں طرف منہ کر کے نماز ادا کی جاتی ہو۔

مکہ کے نام:

قرآن میں ہے:

''تحقیق پہلا گھر جو ٹھہرا لوگوں کے واسطے یہی ہے جو بکہ (مکہ) میں ہے۔ برکت والا اور نیک راہ جہاں کے لوگوں کو۔ اس میں نشانیاں ظاہر ہیں کھڑے ہونے کی جگہ ابراہیم کی، اور جو اس کے اندر آیا اسے امن ملا اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا، جو کوئی پاوے اس تک راہ اور جو کوئی منکر ہوا تو اللہ پرواہ نہیں رکھتا جہاں کے لوگوں کی۔''

(آل عمران: ۹۷۔۹۸)

بکہ اور مکہ ایک ہی لفظ ہے۔ بکہ کی 'با' میم سے بدل کر یہ لفظ مکہ بن گیا ہے۔ بطلیموس کے جغرافیہ کے مطابق لفظ 'عرب' دسویں صدی قبل مسیح میں مستعمل ہوا جبکہ حجاز کے نام سے اس سر زمین کو بہت بعد میں پکارا جانے لگا۔ دوسری صدی مسیح میں مکہ کے لئے 'مکاربا' کا نام بھی ملتا ہے۔

توریت میں اس مقام کی نشاندہی مدبار (بادیہ) کے نام سے کی گئی ہے اور قرآن مجید نے اس کو وادی غیر ذی زرع (بن کھیتی کی زمین) کہا ہے۔ لفظ ''عرب'' کے لفظی معنی بھی بادیہ اور صحرا کے ہیں۔

مکہ کلدانی یا بابلی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی بیت (گھر) کے ہیں۔ یونانی زبان میں یہ لفظ 'مکورابا' ہے جو سبائی زبان کے لفظ 'مکربی' سے مشتق ہے۔ مکربی کا ترجمہ عبادت گاہ ہے۔

مفہوم کے لحاظ سے مکہ ایسی جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں پانی کی قلت ہو اور ظالم اور جابر اپنے انجام کو پہنچتے ہوں۔ مکہ ایسی جگہوں کو بھی کہا جاتا ہے جس کی کشش لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے۔ مکہ کو ''مکہ'' اس لئے بھی کہتے ہیں کہ یہ شہر کرہ ارض کے وسط میں واقع ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہے:

''بکہ صرف بیت اللہ شریف ہے اور اس کے ماسوا پورا شہر مکہ ہے اور بکہ ہی وہ مخصوص مقام ہے جہاں طواف کیا جاتا ہے۔''

شہروں کی ماں:

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ شہر عزت و تکریم میں دنیا جہاں کے شہروں سے بزرگ اور برتر ہے اور چونکہ اسی کو پھیلا کر کرہ ارضی وجود میں آیا ہے اس لئے اسے ام القریٰ ''شہروں کی ماں'' کہا جاتا ہے۔

مکہ شریف کے مزید نام یہ ہیں:

۱۔الکوثی

۲۔قریۃالنمل

۳۔الحاطمۃ

۴۔المعاد

۵۔معاد

۶۔الراس

۷۔الباستہ

بیت اللہ شریف کے نام:

۱۔کعبہ

پہلا گھر بنی نوع انسان کے لئے بنایا گیا۔مکہ میں ہے (آل عمران)

۲۔بیت العبتین

۳۔بیت الحرام

۴۔مسجد الحرام

حدیث شریف میں ہے کہ آسمان اور زمین کی پیدائش کے وقت پانی کی سطح سے سب سے پہلے کعبہ کا مقام نمودار ہوا پھر اس کے بعد زمین پھیلا دی گئی۔

ہندو مذہب کی کتاب ہری ونش پران میں ناجی کمل میں ہے:

"بھگوان نے مخلوق کو پیدا کرنے کے ارادے سے اس کمل کو بنا کر اوپر سب سے بڑے عبادت گزار تمام جانداروں کے خالق برھماہی کو مقرر کر دیا۔اس میں پوری زمین کی حفاظت پائی جاتی تھی۔اس (برھماہی)۔اس زمین کے رحم سے نکلنے والی کو نپلیں پہاڑوں کا درمیانی حصہ ہی جمبو دویپ (*ج (جیون)،امبو(پانی)،دویپ (جزیرہ)یعنی ایسا پانی جہاں سے جیون شروع ہوا) ہے۔

بڑی عبادتوں کا مرکز اور عمل کرنے کی زمین اس نابھی کمل کی جو پنکھڑیاں ہیں انہیں ہی اندرونی حصے کے پہاڑ اور دھاتیں سمجھنا چاہئے۔ایسا مقام ہے جسے سمجھنا بے حد مشکل ہے۔جو غیر آریا قوم سے بھرا ہے۔کمل کے نیچے شیطانوں کے لئے پاتال اس کے بھی نیچے نرک (دوزخ)۔نابھی کمل کے چاروں طرف جو کیسر تھے انہی کو یکتا کا مرکز کہا جاتا ہے اور اس چاروں طرف پایا جانے والا پانی (زم زم) کو چار سمندر کہا گیا ہے۔زبردست علوم کے نانک پرانے مہارشیوں نے اسی طرح بتلایا ہے۔ان کا یہ نابھی کمل ہی دنیا کی پیدائش کی جڑ ہوتا ہے۔اسی نابھی کمل سے پہاڑ، ندی اور دنیا کے مختلف خطے پھیلے تھے۔"(* ہندی سے اردو ترجمے میں بین القوسین الفاظ مترجم کے ہیں)

دارو کا بن:

سنسکرت میں دار کے معنی ہیں بیوی اور بن کے معنی ہیں جنگل۔بائبل میں مکاشفات یوحنا کے ۱۲ باب میں کعبہ کو عورت کہا گیا ہے اور مکہ کو قرآن میں "ام القریٰ" یعنی "بستیوں کی ماں" کہا گیا ہے اور عرب کو جنگل کہا جاتا ہے۔ڈکشنری میں دارو کا بن کے معنی "تالندہ وشال شبہ ساگر" ہیں۔اس لفظ کے معنی ہیں۔

"ایک جنگل کا نام جسے تیرتھ کہا جاتا ہے۔"

یہ لفظ جس وید منتر میں استعمال ہوا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

"اے پوجا کرنے والے درویش ساحل سمندر کے قریب جو دارو کا بن ہے وہ انسان کا بنایا ہوا نہیں ہے اس میں عبادت کر کے ان کی مہربانی سے جنت میں پہنچو۔"

(رک وید:۳، ۱۰۰، ۱۰)

مکیشوتز:

مکیشوتز کا مطلب ہے خدا کا مکہ یا خدا کے لئے قربانی کی جگہ۔

مکھ:

مکھ کے معنی ہیں۔The City of Yagya, Makka

آخری الہامی کتاب قرآن میں کعبہ کے لئے جو نام استعمال ہوئے وہ یہ ہیں:

بیت العتیق:

عربی زبان میں عتیق تین معنوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ قدیم، آزاد اور معزز و مکرم۔

"پھر اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی قدریں پوری کریں اور اس قدیم گھر کا طواف کریں۔"

(سورۃ حج۔۲۹)

بیت الحرام:

قرآن حکیم میں کعبہ شریف کا تعارف بیت الحرام کے نام سے کرایا گیا ہے۔ یہ خدا کا ٹھہرایا ہوا محترم گھر ہے اس کے احترام کی حدود مقرر ہیں۔

"اللہ نے "کعبہ" حرمت والے گھر کو لوگوں کے لئے مرکز بنایا ہے۔"

(سورۃ المائدہ:۹۷)

مکہ مکرمہ ہمیشہ مذہبی، معاشی اور تمدنی زندگی کا مرکز رہا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عرب میں اخلاقی پستی اور بدامنی کا دور دورہ تھا لیکن بیت اللہ کی حرمت اور تقدس کی وجہ سے مکہ پرامن شہر تھا۔ اسی مبارک گھر کی برکت تھی کہ سال بھر میں چار ماہ کے لئے امن کی چادر پورے ملک پر محیط ہو جاتی تھی۔ جنگجو اور لوٹ مار کرنے والے قبیلے کشت و خون سے باز رہتے تھے۔

"اس میں نشانیاں ظاہر ہیں کھڑے ہونے کی جگہ ابراہیم کی اور جو اس کے اندر آیا اس کو امن ملا۔"

(سورۃ آل عمران:۹۲)

مسجد الحرام:

مسجد الحرام کے معنی حرمت اور عزت والی مسجد کے ہیں۔ اس سے مراد وہ عبادت گاہ ہے جس کے وسط میں خانہ کعبہ واقع ہے۔

"پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات ادب والی مسجد (مسجد الحرام) سے پرلی مسجد (مسجد الاقصیٰ)۔"

(سورۃ بنی اسرائیل۔۱)

جغرافیہ دانوں کی تحقیق کے مطابق بیت اللہ کرہ ارض کے تقریباً وسط میں واقع ہے۔ جغرافیائی مرکز ہونے کے علاوہ بیت اللہ امت مسلمہ کا مرکز بھی ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان نماز کے وقت اپنا رخ بیت اللہ شریف کی جانب کرتے ہیں۔

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکی زندگی میں عبادت کے لئے اس طرح کھڑے ہوتے تھے کہ بیت اللہ اور بیت المقدس دونوں ایک سمت میں سامنے ہوتے تھے۔ ہجرت کے بعد سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کرکے آپ ﷺ عبادت کرتے رہے۔

ہجرت کے دوسرے سال ماہ رجب میں غزرہ بدر سے کم و بیش دو ماہ پہلے قبلہ تبدیل کرنے کا حکم ہوا۔

''ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ اب پھیر منہ تو اپنا طرف مسجد الحرام کے اور جس جگہ تم ہوا کرو پھیر منہ اس کی طرف۔''

(سورۃ البقرہ: ۱۴۴)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور لوگوں پر خدا کا یہ حق ہے کہ اس کے گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ خدا سارے جہاں والوں سے بے نیاز ہے۔''

''اور نہ لوگوں کو چھیڑو جو اپنے رب کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش میں احترام والے گھر کی طرف جا رہے ہیں۔''

''حج اور عمرے کو محض خدا کی خوشنودی کے لئے پورا کیا جائے۔''

''اور سفر حج کے لئے زادِ راہ ساتھ لو اور سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے۔''

''اور لڑائی جھگڑے کی باتیں نہ ہوں۔''

''پھر جب تم حج کے تمام ارکان ادا کر چکو تو جس طرح پہلے اپنے آباؤ اجداد کا ذکر کرتے تھے اسی طرح اب خدا کا ذکر کرو بلکہ اس سے بڑھ کر۔''

حج کا سفر کرنے والا مسافر خدا کا خصوصی مہمان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حج کے ذریعے دونوں جہاں کی سعادت نصیب ہوتی ہے اور سعید لوگ کامیاب اور کامران ہوتے ہیں۔ حج ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے انسان خدا کی نافرمانی سے بچتا ہے۔ حاجی دوران حج ہر اس بات پر عمل کرتا ہے جو اس کے لئے سرمایہ آخرت ہے۔ فراخدلی اور ایثار سے کام لیتا ہے۔ ہر ایک کے ساتھ عفو و درگزر اور فیاضی کا برتاؤ کرتا ہے۔

احرام باندھنے کے بعد، ہر نماز کے بعد، ہر بلندی پر چڑھتے وقت اور ہر پستی کی طرف اترتے وقت اور ہر قافلے سے ملتے وقت اور ہر صبح نیند سے بیدار ہو کر حاجی تلبیہ پڑھتے ہیں۔

لبیک الھم لبی، لاشریک لک لبیک، ان الحمد والنعمتہ لک والملک لاشریک لک

ترجمہ: میں حاضر ہوں، خدایا میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بیشک ساری تعریف تیرے لئے ہی ہے، نعمت تیری ہی ہے، بادشاہی تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔"

مقاماتِ بیت الحرام

کعبہ کا نقشہ ایک بے قاعدہ مستطیل پر بنا ہوا ہے۔ دیواریں جن کا رخ شمال مشرق کی طرف ہے اور سامنے کی دیوار چالیس فٹ لمبی ہے۔ دوسری دو دیواریں ۳۵،۳۵ فٹ کی ہیں اور کعبہ کی اونچائی ۵۵ فٹ ہے۔ کعبہ کی عمارت میں سیاہی مائل بڑے پتھر استعمال کئے گئے ہیں جو مکے کے ارد گرد پہاڑوں میں ہیں۔ کرسی سنگ مرمر کی ہے۔ یہ دس انچ اونچی ہے اور ایک فٹ دیواروں سے باہر نکلی ہوئی ہے۔ شمالی کونہ الرکن العراقی، مغربی کونہ الرکن الشامی، جنوبی کوانا الرکن یمانی اور مشرقی کونہ الرکن الاسود کہلاتا ہے۔ سیدنا ابراہیمؑ نے کعبہ کی تعمیر میں مشرق کی طرف دروازہ رکھا تھا۔ دروازہ سطح زمین کے برابر تھا۔ اس میں چوکھٹ اور کواڑ نہیں تھے۔ مشہور ہے کہ دروازے میں چوکھٹ اور کواڑ سب سے پہلے شاہ تبع نے لگائے اور تالے اور چابی کا انتظام کیا۔ شاہ تبع کا بنایا ہوا دروازہ ایک کواڑ کا تھا۔ قریش نے تعمیر کے وقت زمین سے ۴ ذراع (تقریباً ۶ فٹ) کی بلندی پر دروازہ بنا کر اس میں دو کواڑ لگا دیئے اور کعبہ کے اندر داخل ہونے کے اوقات مقرر کر کے دروازے پر دربان بٹھا دیا۔۔۔۔۔ سوموار، جمعرات کو سیڑھی لگا کر دروازہ کھول دیتے تھے، لوگ سیڑھی پر چڑھ کر دہلیز تک آتے تھے۔

ہر دور میں کعبہ کی آرائش و زیبائش کی گئی ہے۔ بہترین قسم کی لکڑی پر چاندی کے پتروں اور سونے کی اشرفیوں سے مرصع دروازے مختلف حکمران لگواتے رہے ہیں موجودہ دروازہ دو کواڑ کا ہے۔ شاہ فہد ابن عبدالعزیز نے ۱۳۹۹ ھ میں یہ دروازہ نصب کرایا تھا۔ دروازے کے کواڑ سونے چاندی سے مرصع ہیں۔

یہ دراصل دو دروازوں کا مجموعہ ہے۔ ایک دروازہ اندرونی ہے اور دوسرا دروازہ بیرونی ہے۔ خانہ کعبہ کا اندرونی دروازہ جسے باب التوبہ کہتے ہیں نقش و نگار اور خوبصورتی میں بیرونی دروازے کی طرح ہے۔

دروازہ بنانے کے لئے مکہ میں ورکشاپ بنوائی گئی تھی اور اسلامی آرٹ کے ماہر انجینئرز نے اس کا ڈیزائن بنایا اور ٹیکنکل منصوبہ بندی کی۔ اس مقصد کے لئے سعودی مالیاتی کمپنی نے ۲۸۰ کلو گرام ۹۹،۹ فیصد خالص سونا اور تقریباً ایک کروڑ پینتیس لاکھ ریال فراہم کئے

تھے۔

کعبہ شریف کی تولیت سیدنا اسماعیلؑ کے بعد ان کے بڑے بیٹے نابت کو ملی۔ ان کے بعد حضرت اسماعیلؑ کے سسرالی قبیلہ بنو جرہم نے یہ خدمت انجام دی اور بنو خزاعہ نے جب مکہ میں اقتدار حاصل کیا تو کعبہ شریف کی تولیت بھی حکمران قبیلے کو مل گئی۔ صدیوں بعد قصی بن کلاب بن مرہ نے جب مکہ مکرمہ کی سلطنت کے عہدے اپنے بیٹوں میں تقسیم کئے تو کلید برادری کی کدمت عبدالدار کے حصے میں آئی۔ پھر اس کا بیٹا عثمان اس منصب پر فائز ہوا اور یہ سعادت نسل در نسل اس خاندان میں منتقل ہوتی رہی۔ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت عبدالدار کی چھٹی پشت میں عثمان بن ابی طلحہ اس خدمت پر معمور تھا۔ ہجرت سے پہلے کا تذکرہ ہے کہ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک روز کعبہ شریف میں داخل ہونے کے لئے چابی مانگی لیکن عثمان بن ابی طلحہ نے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”عثمان ایک دن یہ چابی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جسے چاہوں گا دوں گا۔“

عثمان بن طلحہ نے کہا:

”اگر ایسا ہوا تو قریش ہلاک اور ذلیل وخوار ہو جائیں گے۔“

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”نہیں، بلکہ اس دن وہ آباد اور باعزت ہو جائیں گے۔“

فتح مکہ کے دن سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حرم شریف میں صحابہ کرام کے درمیان رونق افروز تھے۔ آپ ﷺ نے سیدنا بلالؓ سے ارشاد فرمایا۔ عثمان بن ابی طلحہ سے کہو کہ کعبہ شریف کی چابی لے آئے۔ چابی اس کی والدہ سلوقہ بنت سعد کے پاس تھی اس نے چابی دینے سے انکار کر دیا۔ عثمان نے والدہ سے کہا کہ اگر آج چابی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد نہ کی گئی تو یقیناً مجھے قتل کر دیا جائے گا۔ یہ سن کر سلوقہ نے اس کو چابی دے دی اور وہ چابی لے کر خدمت میں حاضر ہو گیا دروازہ کھول کر آپ ﷺ کعبہ شریف کے اندر تشریف لے گئے۔ اسامہ بن زیدؓ، بلال بن رباح اور عثمان بن طلحہ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ نے کچھ دیر قیام کیا اور نماز قائم کی اور جب باہر تشریف لائے تو چابی آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھی۔ سیدنا عباسؓ چاہتے تھے کہ جس طرح ہمارا قبیلہ سقایہ کی خدمت انجام دے رہا ہے اسی طرح حجاج کی خدمت بھی انہیں عنایت کر دی جائے۔ آپ ﷺ نے عثمان بن طلحہ کو طلب فرمایا اور چابی سپرد کرتے ہوئے زمانہ جاہلیت کی بات یاد دلائی۔

عثمان نے کہا۔ بے شک آپ ﷺ کا ارشاد پورا ہو گیا۔ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ''اے طلحہ کی اولاد اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے یہ امانت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قبول کرو۔ اب ظالم کے سوا تم سے یہ امانت کوئی نہیں چھینے گا۔'' فتح مکہ کے دن بیت اللہ شریف کے اندر اور باہر جس قدر بت تھے سب توڑ کر باہر پھینک دیئے گئے اور سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت اللہ شریف کو اندر سے دھونے کا حکم دیا اس طرح بیت اللہ شریف کو غسل دینے کا طریقہ رائج ہو گیا۔

غسل کعبہ:

عموماً سال میں دو مرتبہ غسل کعبہ ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ ذیقعد کے آخر یا ذی الحجہ کی ابتداء میں اور دوسری مرتبہ ۱۲ ربیع الاول کو۔

اس دن کعبہ شریف کے کلید برداروں کا رئیس اپنے اقربا کے ساتھ سورج طلوع ہونے کے کچھ دیر بعد حطیم میں جا کر نفل ادا کرتا ہے اور پھر آل شیبہ کا آدمی کعبہ شریف کا دروازہ کھولتا ہے۔ عرق گلاب اور مختلف اقسام کے عطر، عود اور انتہائی قیمتی مرکب خوشبوئیں لائی جاتی ہیں۔ ایک کپڑا جسے شال کشمیر کہتے ہیں کعبہ شریف کے اندر لٹکانے کے لئے لایا جاتا ہے۔ آب زم زم میں عرق گلاب ملا کر فرش اور دیواروں کا نچلا حصہ دھونے کے بعد جہاں تک ہاتھ پہنچتا ہے۔ دیواروں پر عرق گلاب چھڑک کر گلاب کا عطر لگایا جاتا ہے۔ اسی طرح دوسری خوشبوئیں بھی لگائی جاتی ہیں اور پھر اسفنج سے فرش خشک کرنے کے بعد انتہائی عمدہ اور نفیس انگیٹھیوں میں عنبر، عود اور بخور سلگا کر ہر طرف دھونی دی جاتی ہے۔

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خوشبو پسند فرماتے تھے۔ قدیم زمانے میں عرب لوگوں کا یہ دستور تھا کہ کعبہ شریف کی تزئین اور آرائش کرتے تھے اور عود اور صندل اور لوبان کی دھونی دیتے تھے۔ کعبہ شریف کے اندر، باہر چھت اور اندر رکھی ہوئی ہر شئے کو خوشبو سے معطر کیا جاتا تھا۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ دھونی دیتے ہوئے کعبہ شریف کا غلاف جل گیا اور آگ لگ گئی لیکن یہ راج کبھی بھی ترک نہیں کیا گیا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ کا ارشاد ہے کہ ''کعبہ شریف کو خوشبو لگایا کرو کیونکہ یہ اس کی لطافت اور پاکیزگی کا موجب ہے۔'' قریش نے تعمیر کعبہ کے وقت دروازہ سطح زمین سے تقریباً چھ فٹ بلند کر دیا تھا لیکن کعبہ کے اندر فرش کی سطح کعبہ کے باہر زمین کے برابر تھی۔ حجاج بن یوسف نے حضرت ابن زبیرؓ کی تبدیل کردہ عمارت از سر نو قریش کی طرز پر تعمیر کی اور تعمیر میں بچ جانے والے پتھر اندر بھر کر فرش کی سطح کعبہ کے دروازے کے برابر کر دی۔ یہ طرز تعمیر موجودہ زمانے تک قائم ہے۔ کعبہ کے اندر فرش میں سنگ مرمر کی سلیں لگی ہوئی ہیں ان کا رنگ سفید، سرخ اور سبز ہے۔

کعبہ کے اندر چاروں گوشوں میں سونے اور چاندی سے مرصع تختیاں ہیں ان پر منقش کیل لگے ہوئے ہیں۔

کعبہ کی چھت تین چوبی ستونوں پر قائم ہے جس پر پہنچنے کے لئے سیڑھی بھی ہے۔ چھت میں سنہری اور روپہلی قندیلیں لٹک رہی ہیں۔۱۳۷۷ھ (۱۹۵۸ء) میں سعودی حکومت نے کعبہ شریف کی چھت تبدیل کرائی اور پرانا سنگ مرمر کا فرش اکھاڑے بغیر نیا فرش بچھا دیا گیا جس سے فرش کی سطح دو تین انچ مزید اونچی ہوگئی۔

حضرت ابن عباسؓ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان بتاتے ہیں کہ جو شخص بیت اللہ میں داخل ہوا وہ نیکیوں میں داخل ہوگیا اور جب بیت اللہ سے نکلا تو گناہوں سے پاک صاف نکلا اور اس کے گناہ معاف کردیئے گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ اونٹنی پر سوار ہوکر حرم شریف آئے۔ کعبہ کے کلید بردار عثمان بن طلحہ کو طلب فرمایا اور کعبہ کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ روایت کے مطابق سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علیؓ، اسامہ بن زیدؓ، حضرت بلالؓ اور عثمان بن طلحہؓ کے ہمراہ کعبہ شریف میں داخل ہوئے۔ عثمان بن طلحہؓ نے کعبہ شریف میں داخل ہوکر اندر سے دروازہ بند کردیا۔ قریش نے کعبہ شریف کی اندرونی دیواروں پر چھت کے اندر اور ستونوں پر انبیائے کرام کی تصویریں اور بیل بوٹے بنا رکھے تھے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا بت بھی تھا جس کے ہاتھ میں تیر رکھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ مشرکین کو غارت کرے۔ خلیل اللہ کا تیروں سے کیا تعلق؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بی بی مریمؑ کے بت بھی رکھے ہوئے تھے۔

پ ﷺ نے بتوں اور تصویروں سے کعبہ کو پاک کردیا۔

رسول اللہ ﷺ نے کچھ دیر کعبہ میں قیام فرمایا اور دو رکعت نماز قائم کی۔ پھر کعبہ شریف کے دروازے پر کھڑے ہوکر حرم میں موجود لوگوں سے خطاب فرمایا اور معافی اور بخشش کا اعلان کیا۔

حضرت ابن عمرؓ نے حضرت بلالؓ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ نے کعبہ شریف کے اندر کیا عمل کیا تھا۔ حضرت بلالؓ نے فرمایا پہلے دو ستونوں کے درمیان کھڑے ہوکر آپ ﷺ نے نماز ادا کی تھی۔ اس وقت کعبہ شریف کے اندر چھ ستون تھے۔ حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کعبہ کے اندر تشریف لے جاتے تھے تو دروازے کے اندر داخل ہوکر سیدھے آگے جاتے تھے یہاں تک کہ دیوار تین گز پر رہ جاتی تھی۔ آپ ﷺ کھڑے ہوجاتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ شریف کی تعمیر میں اس کے اندر تقریباً ساڑھے چار فٹ گہرا کنواں بنایا تھا۔ کعبہ شریف پر چڑھائی جانے والی نذر و نیاز اس میں جمع کی جاتی تھی۔ اس کنویں کو ''الجب'' اور ''العضب'' کہا جاتا تھا اور جو خزانہ اس میں جمع ہوتا تھا اسے ''الابرق'' کہتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص جمع شدہ مال چرانے کی نیت سے کنویں میں داخل ہوا کنویں کے منہ پر رکھا ہوا پتھر اس

پر گر گیا اور وہ اندر پھنس گیا۔ اس واقعہ کے بعد اس کنویں کا نام ''الاخسف'' (دھنسانے والا) بھی مشہور ہو گیا۔ روایت کے مطابق عہد خزانہ، عہد جرہم اور کچھ عرصے قریش کے دور تک ایک بہت بڑا سانپ مال اسباب سے بھرے ہوئے کنویں میں ڈیرہ جمائے موجود رہا اس طرح خزانے کی حفاظت کا انتظام قدرت کی طرف سے ۵۰۰ سال تک قائم رہا۔ قریش کے زمانے میں تعمیر کعبہ کے وقت ایک بہت بڑا پرندہ اژدہے کو اچک کر لے گیا تھا۔ فتح مکہ کے وقت کنویں میں ستر ہزار اوقیہ سونا موجود تھا۔ حضرت علیؓ نے کزانے کو اسلامی مملکت کے لئے استعمال کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو پسند نہیں کیا۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں اس سے کچھ عرصے بعد تک خزانہ جوں کا توں محفوظ رہا۔ ابن زبیرؓ کی تعمیر تک کنویں کی موجودگی کا ذکر تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے۔ حجاج بن یوسف نے جب کعبہ شریف کی تعمیر کی تو پتھر بھر کر اندر کا فرش دہلیز تک اٹھا دیا۔ اس طرح کنواں ختم ہو گیا اور خزانہ شیبہ بن عثمان بن طلحہ کے گھر میں رکھا جانے لگا۔ ۱۹۹ھ میں حسین بن الحسن العلوی نے خزانہ پر قبضہ کر کے اپنی تحویل میں لے لیا۔ خزانے میں سونے چاندی کی قندیلیں، جواہرات سے مرصع چھتریاں، سونے کی زنجیریں، طلائی فانوس، جانوروں اور انسانی شکل کے سونے چاندی کے بت، سونے چاندی کے برتن اور نفیس و قیمتی کپڑے شامل تھے۔

کعبہ کی دیواریں چاروں طرف سے سیاہ پردے میں ڈھکی رہتی ہیں۔ کعبہ کو زینت دینے کا رواج قدیم زمانے سے ہے۔ اسلام نے اس کو برقرار رکھا۔

حضرت اسماعیلؑ نے سب سے پہلے کعبہ پر غلاف چڑھایا تھا۔ اس کے بعد سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اجداد میں عدنان نے کعبہ پر غلاف چڑھایا۔ تیسرا نام یمن کے بادشاہ تبع اسعد الحمیری کا ہے۔ کعبہ پر غلاف چڑھانے کے ضمن میں مذکورہ افراد کے علاوہ صدیوں پر محیط تاریخ میں کوئی نام نہیں ملتا۔

ظہور اسلام سے تقریباً سات سو سال قبل یمن کا بادشاہ تبع فوج کشی کے ارادے سے مکہ آیا تھا۔ قبیلہ ہزیل کے چند آدمیوں نے بادشاہ سے کہا کہ مکہ معظمہ میں ایک گھر کے اندر خزانہ ہے۔ اس خزانے میں جواہرات، زبرجد، یاقوت، سونا، چاندی اور دیگر بیش بہا قیمتی اشیاء موجود ہیں۔ اہل مکہ اس گھر کی عبادت کرتے ہیں۔ چند مصاحبوں نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ مکہ پر حملہ کا ارادہ ترک کر دے۔ اگر بادشاہ نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا تو یہ اس کے لئے ہلاکت کا سبب ہو گا۔

شاہ تبع نے مدینہ منورہ کے علماء سے مشورہ کیا۔ انہوں نے کہا اہل مکہ اس گھر کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں تمہیں بھی اس کی تعظیم کرنی چاہئے۔ ادب و احترام سے اس گھر کا طواف کرو اور فوج کشی کا ارادہ ترک کر دو۔

شاہ نے علماء سے دریافت کیا کہ تم اس گھر کی تعظیم وتوقیر کیوں نہیں کرتے؟ علماء نے کہا۔۔۔۔۔اس میں شک نہیں کہ وہ مقدس گھر ہمارے جدامجد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا مگر اس وقت اس پر بت پرستوں کا تسلط ہے۔اس کے اندر اور باہر بہت سے بت رکھے ہوئے ہیں۔ان بتوں پر نذر ونیاز اور چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں اور ان کے نام کی قربانیاں دی جاتی ہیں۔اس لئے ہم وہاں عبادت میں شریک نہیں ہوتے۔

شاہ تبع نے علماء نے مشورہ قبول کر لیا اور دھوکہ دہی سے بادشاہ کو کعبہ کی بے حرمتی پر آمادہ کرنے کے جرم میں قبیلہ ہزیل کے ان افراد کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے۔بادشاہ عجز وانکساری کے ساتھ مکہ معظمہ میں داخل ہوا۔بیت اللہ شریف کا طواف کیا سر کے بال منڈوائے اور قربانی کی۔قبیلہ قریش نے جب کعبہ شریف کی تولیت کا انتظام سنبھالا تو باری باری ہر سال مختلف خاندان کعبہ پر غلاف چڑھاتے تھے۔یہ روایات زمانہ اسلام تک برقرار رہیں۔قریش ہر سال یوم عاشورہ یعنی ۱۰ محرم کو کعبہ کا غلاف بدلتے تھے۔ اور اس دن احتراماً روزہ رکھتے تھے۔

غلاف کعبہ پر قرآنی آیات کاڑھنے کا رواج ۷۶۱ ہجری میں والئ مصر سلطان حسن کے حکم سے شروع ہوا۔سورۃ آل عمران کی آیت ۹۶۔۹۷، سورۃ المائدہ آیت نمبر ۹۷ اور بقرۃ کی آیت نمبر ۱۲۷۔۱۲۸ تین اطراف کاڑھی جاتی ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں عرب کے قبائلی سردار جب زیارت کے لئے آتے تھے تو کعبہ پر لٹکانے کے لئے طرح طرح کے پردے ساتھ لاتے تھے۔کچھ پردے لٹکا دیئے جاتے تھے باقی کعبہ کے خزانہ میں رکھ دیئے جاتے تھے۔

سیدنا حضورﷺ کے بچپن میں آپ کے چچا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب گم ہوگئے۔آپؐ کی دادی نے نذر مانی اور بیٹے کی بازیابی کے بعد کعبہ پر سفید رنگ کا ریشمی غلاف کعبہ پر چڑھایا۔بتایا جاتا ہے کہ ریشمی غلاف سے کعبہ کی دیواروں کو مزین کرنے کا یہ پہلا موقع تھا۔

تاریخ اسلام میں سب سے پہلے سیدنا حضورﷺ نے فتح مکہ کے دن یمنی کپڑے سے بنا ہوا سیاہ غلاف کعبہ شریف پر چڑھایا تھا۔فتح مکہ کے دن مشرقی سمت سے داخل ہونے والے دستے کی قیادت سعد بن عبادہؓ کر رہے تھے۔مکہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے بے اختیار ہو کر اعلان کر دیا ''آج کا دن حملے کا دن ہے اور آج حرمت ختم ہوگئی۔'' یہ خبر جب حضورﷺ تک پہنچی تو آپ رسول اللہﷺ نے فرمایا۔ ''سعد بن عبادہؓ نے غلط کہا ہے کہ آج کا دن کعبہ کی عظمت کا دن ہے۔آج کعبہ کو لباس پہنانے کا دن ہے۔'' اور دستے کی قیادت سعد بن عبادہؓ سے لے کر ان کے بیٹے قیس بن سعدؓ کے سپرد کر دی۔

سیدنا حضورﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنے زمانے میں کعبہ پر یمنی چادر کا غلاف چڑھاتے تھے۔ مصر فتح ہونے کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے مصر کے قصبہ قبطیہ کے ماہر کاریگروں سے قباطی (*قباطی باریک قسم کے سوتی کپڑے کو کہتے ہیں) کپڑے کا غلاف تیار کراکے کعبہ شریف پر چڑھایا۔ آپؓ ہر سال نیا غلاف چڑھاتے اور پرانا غلاف حجاج میں تقسیم کردیتے تھے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے بھی اپنے دور خلافت میں قباطی کپڑے کے غلاف تیار کروائے۔

قدیم زمانے سے دستور تھا کہ حج کے بعد ۱۰ محرم کو کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا۔ سیدنا حضورﷺ اور خلفائے راشدین نے اس طریقے کو جاری رکھا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ:

’رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے مسلمان یوم عاشورہ (۱۰) محرم کا روزہ رکھتے تھے۔ اور یہ وہ دن تھا جب خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا۔‘‘

امیر معاویہؓ نے اپنے عہد میں دو مرتبہ غلاف چڑھانے کا طریقہ اختیار کیا۔ یوم عاشورہ کے دن دیبا کا غلاف چڑھایا جاتا تھا۔ اور عیدالفطر کی آرائش کے لئے رمضان کے آخری دن قباطی کپڑے کا غلاف ڈالتے تھے بعد کے خلفاء نے اس کی تقلید کی۔

اسلامی حکومت کے فرمانروا اور ان کا پایۂ تخت تبدیل ہونے کے ساتھ ساتھ سلطنتوں کے آپس کے تعلقات میں اونچ نیچ ہوتی رہی تھی۔ عباسی خلفاء کے انتقال کے بعد مرکزی حکومت برقرار رہی۔ اس کے مختلف علاقوں کے سلاطین غلاف کعبہ تیار کرکے بھیجتے رہے۔ غلاف سفید، زرد، سرخ، سبز اور سیاہ رنگ کے ہوتے تھے۔ بعد میں سیاہ غلاف چڑھانے کا رواج ہوگیا۔

۱۹۶۳ء میں غلاف پاکستان میں تیار ہوا جس کی پورے ملک میں نمائش کی گئی اور ۲۳ مارچ کو اس کا جشن منایا گیا۔ مصر کو یہ سعادت حاصل رہی ہے کہ وہاں غلاف تیار کرنے کا کارخانہ تیار کیا گیا تھا۔ مصر کے علاوہ ترکی سے بھی غلاف بن کر آتے رہتے تھے۔ کعبہ کے بیرونی غلاف کے علاوہ کعبہ کے اندر کا غلاف، حجرہ نبوی کے پردے اور منبر نبوی کے غلاف ان ملکوں میں تیار کئے جاتے تھے۔

سعودی عرب نے غلاف کعبہ تیار کرنے کے لئے مکہ معظمہ کے اندر دارالکسواہ قائم کیا ہے۔ اب غلاف اسی فیکٹری میں تیار کئے جاتے ہیں۔ کسوہ سیاہ کمخواب سے بنایا جاتا ہے۔ جس میں کلمہ شہادت لکھا ہوتا ہے۔ اس کی دو تہائی پٹی پر زردوزی کا کام کیا جاتا ہے جسے حزام کہتے ہیں۔ پٹی میں قرآنی آیات خوشخطی سے کشیدہ کاری کی جاتی ہیں۔

ہر قسم کے حوادثات سے محفوظ ہونے کی وجہ سے اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں صرف چند مرتبہ اندر کا غلاف تبدیل کیا گیا ہے۔ البتہ سلاطین عثمانی ہر سال بیرونی اور اندرونی غلاف چڑھاتے رہے ہیں۔ اندر والا غلاف عموماً سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ قدیم زمانے میں دروازے کی جگہ خالی چھوڑ کر غلاف چڑھایا جاتا تھا۔ بعد میں کعبہ شریف کے دروازے پر منقش پردہ ڈالا جانے لگا۔

دروازے کے ڈیزائن کی طرز پر خوبصورت اور دیدہ زیب پردہ ڈالا جاتا ہے جسے ستارہ کعبہ، برقع کعبہ یا پردہ باب کعب کہتے ہیں۔اس پر سونے اور چاندی کے تاروں سے انتہائی نفاست کے ساتھ قرآنی آیات کشیدہ کی جاتی ہیں۔

حجر اسود:

کعبہ کے مشرقی کونے میں تقریباً پانچ فٹ کی بلندی پر حجر اسود نصب ہے۔اس کے گرد ایک ہالہ بنایا گیا ہے اور اس ہالے پر چاندی کا چوکھٹا ہے۔ایک اندازے کے مطابق اس کا قطر بارہ انچ ہے۔ حجر اسود کی رنگت سرخی مائل سیاہ ہے۔

بنو نزار نے جب مکہ میں شورش برپا کی اور بغاوت کر دی تو بنو مضر نے انہیں نکال دیا۔بنو نزار کے چند لوگوں نے رات کے اندھیرے میں حجر اسود کو اکھاڑا اور اونٹ پر لاد کر اپنے ساتھ لے گئے، کچھ دور جانے کے بعد اونٹ نڈھال ہو کر گر گیا۔ حجر اسود دوسرے اونٹ پر لادا گیا لیکن کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ اونٹ بھی جب تیسرا اونٹ حجر اسود کو اٹھا کر چلنے میں ناکام ہو گیا تو وہ لوگ حجر اسود کو زمین میں دفن کر کے چلے گئے۔ یہ سب کارگزاری بنو خزاعہ کی ایک عورت نے دیکھ لی۔ صبح کے وقت لوگوں نے حجر اسود کو غائب پایا تو سخت تشویش ہوئی اس عورت نے رات کا واقعہ بتایا اور اس جگہ کی نشاندہی کی جہاں حجر اسود دبایا گیا تھا۔اسے نکال کر پھر نصب کر دیا گیا۔

ملتزم:

ملتزم کے معنی ہیں ''جہاں چمٹا جائے'' بیت اللہ کے دروازے سے حجر اسود تک دیوار ملتزم کہلاتی ہے۔طواف سے فارغ ہونے کے بعد بیت اللہ کے اس حصے سے چمٹ کر دعا مانگی جاتی ہے۔سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملتزم پر دونوں ہاتھ سر سے اوپر اٹھا کر سینہ اطہر اور رخسار مبارک دیوار پر رکھ کر رو رو کر دعائیں مانگی تھیں۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے ''ملتزم پر جو دعا مانگی جاتی ہے قبول کر لی جاتی ہے۔''

سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ نے ملتزم پر کھڑے ہو کر اپنا سینہ اور رخسار دیوار سے چمٹائے اور دونوں بازو سر سے بلند کر کے دیوار پر پھیلا دیئے اور کہا۔۔۔''میں نے اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا تھا۔''

رکن یمانی:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

’’جب میں رکن یمانی کی طرف سے گزرتا ہوں تو یہاں پر مقرر فرشتے سے آمین کہتے ہوئے سنتا ہوں۔ پس جب تم رکن یمانی کے پاس سے گزرو تو یہ دعا پڑھو۔

رَبَّنَآ اٰتِنَافِي الدُّنْيَاحَسَنَةً وَّفِيالْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَاعَذَابَ النَّارِ

(پارہ۔۳)

میزاب:

بیت اللہ کی چھت پر جمع ہونے والا بارش کا پانی نکالنے کے لئے قریش نے چھت پر پرنالہ نصیب کر دیا تھا جس کا پانی حطیم میں گرتا تھا۔ ابتداء میں پرنالہ لکڑی یا پتھر سے بنایا گیا تھا۔ موجودہ میزاب قسطنطنیہ میں بنوایا گیا تھا اور اس پر ۵۰ رطل سونا صرف کیا گیا ہے۔

میزاب رحمت کی پیمائش تقریباً ۱۰۶ انچ طویل، عرض اندر سے ۱۰ انچ اور اونچائی ۱۲۳ انچ بتائی جاتی ہے۔

حطیم:

کعبہ کی شمال مغربی دیوار سے کچھ فاصلے پر سفید سنگ مرمر کی ۳فٹ بلند ۵ فٹ موٹی قوس نما دیوار ہے۔ قوس کے دونوں سرے کعبہ کی دیوار سے تقریباً چھ چھ فٹ کے فاصلے پر ہیں۔ یہ احاطہ حطیم کہلاتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کو جس جگہ اللہ کے آسرے پر چھوڑ کر چلے گئے تھے وہ جگہ موجودہ حطیم ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے حکم سے جب کعبۃ اللہ کی تعمیر کی اس وقت حطیم کے مقام پر حضرت اسماعیلؑ کی رہائش اور بکریاں رکھنے کے لئے پیلو کی لکڑی اور کھجور کی شاخوں سے مکان بنا ہوا تھا۔ اسی مناسبت سے اسے حجرہ اسماعیلؑ بھی کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔روایت ہے کہ حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ احاطہ حطیم میں مدفون ہیں۔

یہ قطعہ زمین کعبہ کا حصہ ہے۔ قریش نے بیت اللہ شریف کی تعمیر کا ارادہ کیا تھا۔ جمع شدہ آمدن اتنی نہیں تھی کہ حضرت ابراہیمؑ کی تعمیر کردہ عمارت کی بنیادوں پر نئی عمارت تعمیر کی جاتی۔ قریش نے شمالی جانب سے کچھ حصہ چھوڑ کر عمارت مکمل کر دی اور قدیم بنیادوں کی نشاندہی کے لئے نصف دائرے کی صورت میں دیوار بنا دی۔

سیدہ عائشہؓ نے ایک مرتبہ بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کیا کہ میں کعبہ شریف کے اندر داخل ہونا چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’جب بھی کعبہ شریف میں داخل ہونے کو جی چاہے حطیم میں داخل ہو جایا کرو۔ حطیم بیت اللہ شریف کا حصہ ہے۔‘‘

مقام ابراہیمؑ:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیلؑ مل کر کعبہ شریف کی تعمیر فرما رہے تھے جب دیواریں کافی بلند ہوگئیں اور پتھر لگانے میں دشواری ہونے لگی تو آپ نے اپنے فرزند حضرت اسماعیلؑ سے پتھر لانے کو کہا، جس پر کھڑے ہو کر دیواریں مزید بلند کی جاسکیں۔

چنانچہ حضرت اسماعیلؑ یہ پتھر لائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر کھڑے ہو کر تعمیر کعبہ کا کام مکمل کیا۔

سیدنا ابراہیمؑ اپنے لخت جگر سیدنا اسماعیلؑ سے ملاقات کے لئے مکہ تشریف لے گئے مگر آپ گھر پر موجود نہیں تھے۔ حضرت اسماعیلؑ کی بیوی عمارہؓ نے آپ کی عزت و تکریم کی اور اس وقت کے دستور کے مطابق آپ سے درخواست کی کہ آپ گھر پر تشریف لائیں تا کہ میں آپ کے گرد آلود بال دھونے کی سعادت حاصل کروں لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے نیچے اترنے کی اجازت نہیں ہے چنانچہ حضرت عمارہؓ ایک پتھر لائیں جس پر پہلے آپ نے دایاں پاؤں رکھا اور سر جھکا دیا پھر بایاں پاؤں رکھ کر سر کو جھکایا اور حضرت عمارہؓ نے آپ کا سر دھویا اور پتھر پر جہاں آپ نے پاؤں رکھا تھا، وہاں بہت گہرے نشانات بن گئے۔

جب حضرت اسماعیل گھر تشریف لائے تو حضرت عمارہؓ نے حضرت ابراہیمؑ کی آمد اور ان کے قدموں کے نشانات پتھر پر مرتسم ہونے کا واقعہ بتایا۔ حضرت اسماعیلؑ نے اس پتھر کو محفوظ کر لیا۔ بیت اللہ کی تعمیر کے وقت حضرت اسماعیلؑ نے وہی پتھر لا کر رکھ دیا اور حضرت ابراہیمؑ نے بیت اللہ کی تعمیر مکمل کی اسی پتھر پر کھڑے ہو کر آپ نے حج کا اعلان کیا تھا اور پھر باب کعبہ کی جانب رکھ کر اپنے قبلہ کی سمت درست کی تھی۔

قریش نے سیلاب سے بچانے کے لئے مقام ابراہیمؑ اصل جگہ سے ہٹا کر کعبہ سے بالکل قریب نصب کر دیا تھا۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں زبردست سیلابی ریلہ مسجد الحرام میں داخل ہوا اور مقام ابراہیمؑ اپنے ساتھ بہا کر لے گیا۔ تلاش و جستجو کے بعد یہ پتھر محلہ مسفلہ سے ملا۔ حضرت عمرؓ بنفس نفیس مکہ آئے اور تعمیر ابراہیمی کے مطابق سنگ ابراہیمؑ کا اصل مقام تحقیق کیا اور اسے اصل جگہ نصب کرا دیا۔ ایک زمانے تک سنگ ابراہیمؑ مطاف کے باہر مشرقی جانب باب السلام اور کعبہ کے درمیان آٹھ فٹ بلند ایک مختصر عمارت میں ایک صندوق میں رکھا رہا۔ شاہ فیصل شہید نے ۱۳۸۷ھ میں اسے شفاف بلوریں صندوق میں منتقل کیا جس میں یہ مقدس پتھر صاف نظر آتا ہے۔

اس پتھر کی اونچائی پون ذراع (*ایک ذراع ۱۸انچ یا تقریباً ۴۶ سینٹی میٹر کے برابر ہے) اور یہ ایک مربع چوڑا ہے۔ اس پر سات انگلیوں کے نشان واضح نظر آتے ہیں۔

مسجد الحرام میں جماعت کا امام اسی مقام کو اپنا مصلیٰ بناتا ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں سب سے پہلے اذان دے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کو حج کے لئے پکارا تھا۔

زم زم:

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالی کے حکم کی تعمیل میں اپنے شیر خوار بچے حضرت اسماعیلؑ اور پاک باطن بیوی حضرت ہاجرہؓ کو مکہ کے بے آب و گیاہ ریگستان میں چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت خاص سے سوکھی زمین سے ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ جاری کر دیا اور حضرت ہاجرہؓ نے پتھر اور مٹی سے پانی کے گرد منڈیر بنادی تاکہ پانی ضائع ہونے سے محفوظ رہے۔

زم زم کے معنی بہت زیادہ پانی کے ہیں۔ بہتے ہوئے پانی کو ادھر ادھر پھیلنے سے روکنے کے لئے رکاوٹ بنانے کو بھی زم زم کہتے ہیں۔ جس وقت پانی زمین سے نکلتا ہے مخصوص دھیمی آواز سے بہتا ہے اس ''آواز'' کو زم زم کہتے ہیں۔

حضرت اسماعیلؑ کے لئے جاری ہونے والے چشمے سے مخلوق خدا صدیوں سے سیراب ہوتی آرہی ہے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب مکہ کے حکمراں قبیلے نے زمین پر فساد برپا کر دیا۔ تنبیہہ کے طور پر مقدس پانی کی بیش بہا نعمت میں کمی ہوگئی چشمہ زمین کی تہہ میں چلا گیا اور اس کے آثار گم ہوگئے۔

کئی نسلیں ختم ہو گئیں۔ حوادث زمانہ اور لمحات کے تغیر کا عمل جاری رہا۔ زم زم کا کنواں قصہ پارینہ بن گیا تھا۔ کعبہ کے متولی حضرت عبدالمطلب نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے طیبہ کو کھودو۔ آپ نے پوچھا طیبہ کیا ہے؟

وسری رات کہا گیا کہ برّہ کو کھودو۔ آپ نے پوچھا برّہ کیا ہے؟ تیسری رات پھر خواب میں کہا گیا کہ مضنونہ کو کھودو۔ حضرت عبدالمطلب نے پوچھا مضنونہ کیا ہے؟ چوتھی رات کہا گیا زم زم کو کھودو آپ نے پوچھا زم زم کیا ہے؟

جواب دیا گیا۔۔۔۔۔۔

زم زم وہ ہے جس کا پانی ختم نہ ہوگا نہ اس کی مزمت کی جائے گی۔ کعبہ کی زیارت کو آنے والوں کو سیراب کرے گا۔ آپ نے پوچھا یہ کہاں ہے؟ بتانے والے نے بتایا گندگی اور خون کے درمیان اس جگہ جہاں ''غراب اعصم'' کرید تا رہتا ہے۔ وہاں چیونٹیوں کے بل کثرت سے ہیں۔ غراب اعصم ایک کوا تھا جس کے دونوں پاؤں اور چونچ سرخ رنگ کے تھے۔ اس کے پیروں میں کچھ سفیدی تھی۔ کعبہ کے قریب بتوں کے چڑھاوے کے لئے قربان گاہ تھی اس نسل کا ایک کوا وہاں آکر بیٹھتا تھا اور زمین میں کرید تا رہتا تھا۔ عبدالمطلب نے خواب میں بتائی گئی نشانی کے مطابق قربان گاہ کا جائزہ لیا انہیں وہاں چیونٹیوں کے بل مل گئے۔ سرداران مکہ باطل معبودوں کی ناراضگی کے ڈر سے قربان گاہ کی کھدائی کے حق میں نہیں تھے۔ قریش نے حضرت عبدالمطلب کا ساتھ نہیں دیا تو

حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے کے ہمراہ زمین کھودنا شروع کر دی۔ تین دن کی محنت کے بعد زمین سے پانی نکل آیا۔ کھدائی کے دوران کنویں میں دفن شدہ کعبہ کا خزانہ بھی برآمد ہوا۔ یہ خزانہ دو سونے کے ہرن، سات قلعی دار تلواروں اور پانچ زرہوں پر مشتمل تھا۔ صدیوں پہلے مکہ سے جاتے ہوئے بنو جرہم نے یہ چیزیں زم زم کے خشک کنوئیں میں ڈال کر زمین ہموار کر دی تھی۔

فضائل حج:

قرآن پاک اور احادیث میں حج کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے جب بیت اللہ شریف کی تعمیر پوری مکمل کر دی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کر دو۔ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا: ''یااللہ! میری آواز کس طرح پہنچے گی۔ یہاں ہم تین آدمیوں کے علاوہ کوئی نظر نہیں آتا۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''ابراہیم! آواز پہنچانا ہمارے ذمہ ہے۔''

حضرت ابراہیمؑ نے حج کا اعلان کر دیا۔ اس آواز کو آسمانوں اور زمین میں اور اس کے درمیان جتنی بھی مخلوق ہے سب نے سنا۔

موجودہ دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ آواز ہزاروں میل دور سنی جا سکتی ہے۔ لاسلکی نظام کے تحت یا برقی نظام کے بغیر ہوا کے دوش پر آواز پھیلتی ہے۔ اور جگہ جگہ سنائی دیتی ہے۔ یہ جتنے سائنسدان ہیں۔ اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں۔ دماغ، عقل، شعور و فہم و تفکر سب اللہ کا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر فکر و فہم نہ دے تو کوئی آدمی سائنسدان نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ ماں کے بطن سے پیدا نہ کرے تو کوئی سائنسدان نظر نہیں آئے گا۔ جس اللہ نے سائنسدان تخلیق کر دیئے ہیں۔ اس قادر مطلق کے لئے یہ مشکل نہیں تھا اور نہیں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی آواز کو پوری کائنات میں پھیلا دے اور کائنات کی مخلوق اس آواز کو سن لے۔ حج کا یہی وہ اعلان ہے جس کے جواب میں حاجی حضرات حج کے دوران لبیک الھم لبیک کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس شخص نے بھی خواہ وہ پیدا ہو چکا تھا یا ابھی عالم ارواح میں تھا حضرت ابراہیمؑ کی آواز سن کر لبیک کہا وہ حج ضرور کرتا ہے۔'' یہ بھی ارشاد ہے کہ جس نے ایک مرتبہ ''لبیک'' کہا وہ ایک مرتبہ حج کرتا ہے جس نے دو مرتبہ حج کہا وہ دو مرتبہ حج کرتا ہے اور جس نے زیادہ مرتبہ لبیک کہا اس کو اتنے ہی حج نصیب ہوتے ہیں۔

ترجمہ: ''حج کے چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں۔ پس جو شخص ان ایام میں اپنے اوپر حج مقرر کر لے تو پھر نہ کوئی فحش بات جائز ہے اور نہ حکم عدولی درست ہے اور نہ کسی قسم کا جھگڑا زیبا ہے اور جو نیک کام کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں۔''

(سورۃ البقرہ:۲۵)

یہود کے علماء نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کیا کہ تم قرآن پاک میں آیت پڑھتے ہو اگر وہ آیت ہم نازل ہوتی تو ہم اس دن عید مناتے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ ''وہ کون سی آیت ہے؟'' یہودی علماء نے عرض کیا۔

''الیوم اکملت لکم دینکمO''

حضرت عمرؓ نے فرمایا:

''مجھے معلوم ہے کہ یہ آیت کس دن اور کہاں نازل ہوئی۔ ہمارے یہاں دو عیدیں ہیں ایک جمعہ کا دن، دوسرا عرفے کا دن۔ عرفے کا دن بھی حاجی کے لئے عید کا دن ہے۔''

یہ آیت جمعہ کے دن شام کے وقت عصر کے بعد اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ عرفات کے میدان میں اپنی اونٹنی پر تشریف فرما تھے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اس آیت کے بعد حلال و حرام کے بارے میں کوئی نیا حکم نازل نہیں ہوا۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی بوجھ کی وجہ سے بیٹھ گئی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ اونٹنی پر سوار ہوتے اور وحی نازل ہوتی تو اونٹنی اپنی گردن گرادیتی اور جب تک وحی کا سلسلہ قائم رہتا اونٹنی حرکت نہیں کرسکتی تھی۔

حج کے اہم فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تکمیل دین سے متعلق آیت مبارکہ حج کے موقع پر نازل ہوئی۔

ترجمہ: ''آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل اور مکمل بنادیا اور تم پر اپنا انعام پورا کردیا۔ اور میں نے اسلام کو تمہارے دین بننے کے لئے پسند کرلیا۔''

(سورۃ المائدہ۔۱)

حج اور عمرہ کے فضائل کے بارے میں بہت ساری احادیث ہیں۔

ترجمہ: ''حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے حج کرے اس طرح کہ اس حج میں نہ رفث ہو (یعنی فحش بات) اور نہ فسق ہو (یعنی حکم عدولی) وہ حج سے ایسا واپس ہوتا ہے جیسا اس دن تھا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔''

(متفق علیہ مشکوۃ)

*ایک مرتبہ حضرت عمرؓ صفا مروہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ ایک جماعت آئی جو اپنے اونٹوں سے اتری اور بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ صفا مروہ کے درمیان سعی کی حضرت عمرؓ نے سے دریافت کیا، "تم لوگ کون ہو؟" انہوں نے عرض کیا کہ عراق کے لوگ ہیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ "یہاں کیسے آنا ہوا؟" انہوں نے کہا، حج کے لئے۔

حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ "کیا کوئی اور غرض بھی ہے۔ مثلاً اپنی میراث کا کسی سے مطالبہ ہو یا کسی قرض دار سے روپیہ وصول کرنا ہو یا کوئی اور تجارتی غرض ہو۔"

انہوں نے کہا۔ "نہیں کوئی دوسری غرض نہیں ہے۔"

آپؓ نے فرمایا: "تمہارے پہلے سارے گناہ معاف ہو گئے ہیں۔"

*نبی کریم نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ حج کی خوبی نرم کلام کرنا اور لوگوں کو کھانا کھلانا ہے لہٰذا کسی سے سختی سے گفتگو کرنا، نرم کلام کے منافی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آدمی اپنے ساتھیوں پر بار بار اعتراض نہ کرے، کسی کے ساتھ سختی سے پیش نہ آئے، ہر شخص سے تواضع، حلم اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرے۔

*حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے۔

"نیکی والے حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔"

*ایک جماعت سعدون خولانیؒ کے پاس آئی اور ان سے یہ قصہ بیان کیا کہ قبیلہ کنامہ کے لوگوں نے ایک شخص کو قتل کر دیا۔

ات بھر اس پر آگ جلاتے رہے مگر آگ نے اس پر ذرا بھی اثر نہیں کیا۔ سعدونؒ نے فرمایا:

"شاید اس شخص نے تین حج کئے ہوں گے۔"

لوگوں نے کہا۔ "جی ہاں! اس نے تین حج کئے تھے۔"

سعدونؒ نے کہا۔ "مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جس شخص نے ایک حج کیا اس نے اپنا فریضہ ادا کیا۔ جس نے دوسرا حج کیا اس نے اللہ کو قرض دیا اور جو تین حج کرتا ہے تو اللہ جل شانہ اس پر آگ حرام کر دیتا ہے۔"

امام غزالیؒ نے ایک صاحب کشف صوفی کا قصہ لکھا ہے کہ ۔۔۔۔۔۔

عرفہ کا دن شیطان نظر آیا۔ بہت ہی کمزور دکھائی دے رہا تھا۔ چہرہ ہلدی کی طرح زرد تھا۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ نقاہت سے کمر جھکی ہوئی تھی۔ ان بزرگ نے شیطان سے پوچھا تو کیوں رو رہا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ مجھے یہ بات رلا رہی ہے کہ حاجی لوگ بلا کسی دنیاوی غرض کے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔ مجھے یہ غم ہے کہ اللہ پاک کی ذات ان لوگوں کو نامراد نہیں رکھے گی۔ انہوں نے پوچھا تو دبلا کیوں ہوگیا ہے؟ اس نے کہا۔ گھوڑوں کی آواز سے جو ہر وقت اللہ کے راستوں میں (حج، عمرہ، جہاد وغیرہ) پھرتے رہتے ہیں۔ کاش یہ سواریاں میرے راستے میں نہ ہوتیں۔ انہوں نے پوچھا۔ تیرا رنگ زرد کیوں پڑ گیا ہے؟ شیطان نے کہا۔ لوگ ایک دوسرے کو نیکیوں کی تلقین کرتے ہیں اور لوگ آمادہ ہوجاتے ہیں۔ ایک دوسرے کے کام آتے ان کی مدد کرتے ہیں۔ اگر یہ آپس کی امداد واعانت گناہ کرنے میں ہوتی تو میں بہت خوش ہوتا۔ ان بزرگ نے پوچھا تیری کمر کیوں جھک گئی ہے؟ شیطان نے کہا۔ بندہ ہر وقت یہ کہتا ہے کہ یا اللہ خاتمہ بالخیر عطا کر۔ ایسا شخص جس کو اپنے خاتمہ کی ہر وقت فکر رہے نیک عمل کرتا ہے۔ ابن شامہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس حاضر ہوئے ان کا آخری وقت تھا۔ حضرت عمرؓ بہت دیر روتے رہے۔ اس کے بعد اپنے اسلام لانے کا قصہ سنایا اور فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام قبول کرنے کا جذبہ پیدا کیا تو میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ بیعت کے لئے ہاتھ دے دیجئے۔ میں مسلمان ہوتا ہوں۔ حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک پھیلایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ''کیا بات ہے؟''

میں نے عرض کیا۔ حضور ﷺ! میری ایک شرط ہے اور شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے پچھلے گناہ معاف کردے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''عمر! تجھے یہ بات معلوم نہیں کہ اسلام ان سب گناہوں کو دھو دیتا ہے جو کفر کی حالت میں کئے گئے ہوں۔ ہجرت ان سب نفرتوں کو ختم کردیتی ہے جو ہجرت سے پہلے کی ہوں اور حج ان سب قصوروں کو صاف یعنی خاتمہ کردیتا ہے جو حج سے پہلے کئے ہوں۔'' حضور ﷺ عرفہ کی شام عرفات کے میدان میں امت کی مغفرت کے لئے بہت الحام وزاری سے دعا مانگتے رہے۔ رحمت الٰہی کو جوش آگیا۔ ارشاد ہوا۔ ''میں نے تمہاری دعا قبول کرلی اور میرے بندوں نے جو گناہ کئے ہیں وہ معاف کردیئے۔ البتہ ایک دوسرے پر جو ظلم کئے ہیں ان کا بدلہ لیا جائے گا۔'' اللہ تعالیٰ کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر درخواست کی۔

”یااللہ! تواس پر قادر ہے کہ مظلوم کے ظلم کا بدلہ عطافرمادے اور ظالم کے قصور کو معاف کر دے۔“ صبح مزدلفہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ دعا بھی قبول کر لی۔اس وقت حضور ﷺ نے تبسم فرمایا۔صحابہ کرام نے عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ میں ایسی حالت (الحام وزاری کی) میں تبسم فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کی تو شیطان آہ وواویلا کرنے لگا اور غم سے مٹی اپنے سر پر ڈالنے لگا۔“

ایک صحابیؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا۔

”یارسول اللہ ﷺ! ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں۔حج کرتے ہیں۔ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

یہ ان تک پہنچتا ہے؟“

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔”پہنچتا ہے اور وہ اس سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تمہارے پاس طباق میں کوئی ہدیہ پیش کیا گیا ہو۔“

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

”اللہ تعالیٰ (حج بدل میں) ایک حج کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں۔ایک مردہ (جس کی طرف سے حج بدل کیا جارہا ہے) دوسرا حج کرنے والا۔تیسرا وہ شخص جو حج کرارہا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

”حاجی کی سفارش چار سو گھرانوں میں مقبول ہوتی ہے اور حاجی اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا پیدائش کے دن تھا۔“

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے:

”جب کسی حاجی سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرو۔اس سے مصافحہ کرو اور اس سے پہلے کے وہ اپنے گھر میں داخل ہو اس سے اپنی مغفرت کے لئے دعا کراؤ۔“

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

''میں نے حضور ﷺ سے جہاد میں شرکت کی اجازت مانگی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تمہارا جہاد حج ہے۔''

ایک صحابی عورت نے حضور ﷺ سے دریافت کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! میرے والد بوڑھے ہیں اور سواری پر سوار بھی نہیں ہو سکتے۔ کیا میں ان کی طرف سے حج بدل کر سکتی ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ''ہاں! ان کی طرف سے حج کر سکتی ہو۔''
ابن موفق کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی طرف سے متعدد حج کئے۔ ایک مرتبہ خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''اے ابن موفق! تو نے میری طرف سے حج کئے؟'' میں نے عرض کیا۔ جی حضور ﷺ کئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''تو نے میری طرف سے لبیک کیا؟'' میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! جی ہاں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ''میں قیامت کے روز اس کا بدلہ دونگا کہ حشر کے میدان میں تیرا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کردونگا۔

باب دوئم

حج اور عمرے کا طریقہ

وضو کر کے عمرے کے لئے حرم شریف میں پڑھتے ہوئے داخل ہوں اور کتاب میں دیئے ہوئے طریقے کے مطابق عمرہ ادا کریں۔

حرم شریف میں داخل ہوتے وقت اپنا دایاں پاؤں پہلے بڑھائیں۔

کعبۃ اللہ پر پہلی نظر

حرم شریف میں آپ باب الفتح یا کسی بھی دروازے سے داخل ہوں تو خشوع و خضوع کے ساتھ کعبۃ اللہ کی عظمت و جلال کا دھیان کرتے ہوئے داخل ہوں اور جوں ہی کعبۃ اللہ پر نظر پڑے تو اپنی نظریں وہیں جما دیجئے اور ٹھہر جایئے اور پھر جی بھر کر بصد ادب و شکر اپنی خوش قسمتی پر نازاں نہایت عجز و نیاز سے دین و دنیا کی ساری جائز اور نیک خواہشات کی دعا مانگئے۔ دعا کے قبول کرنے والے کا گھر آپ کی نظروں کے سامنے ہے۔ اختیار تو اسی کو ہے لیکن قبولیت دعا کی ساعت جب مل جاتی ہے۔ اس وقت جو بھی مانگنا ہے مانگ لیجئے۔ اللہ رب العزت اس وقت مانگی ہوئی دعا رد نہیں کرتا۔ اس لئے آپ کو پہلے ہی سے تیاری کر لینی چاہیے کہ جب میری پہلی نظر کعبۃ اللہ پر پڑے گی تو مجھے اپنے رب سے کیا مانگنا ہے۔ جب تک آپ کی نظر بند نہ ہو گی یعنی پہلی نظر کا سلسلہ قائم رہے گا جب تک اس ساعت کی مانگی ہوئی دعائیں یقیناً قبول ہوتی ہیں۔ یوں تو اللہ آپ کی دعائیں ہر وقت ہی قبول کرے گا مگر پہلی نظر کی دعا کی لذت اور اس کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔ جب تک آنکھ کھلی رہتی ہے دعائیں قبول ہوتی رہتی ہیں۔ پہلی دفعہ جب انسان کعبۃ اللہ کو دیکھتا ہے تو ایک عجیب ہیبت سی طاری ہو جاتی ہے اور آنکھ جلد ہی جھپک جاتی ہے۔ اس لئے جو بھی دعا مانگنی ہو اسے پہلے ہی سے یاد کر لیں۔ دنیا کی، آخرت کی، عافیت کی دعا مانگیں اور یہ بھی دعا مانگ لیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُo اَللّٰهُ اَكْبَرُo اَللّٰهُ اَكْبَرُo لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ

ترجمہ: ''اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔''

اے اللہ رب العزت میں زندگی میں جو بھی دعا مانگوں اسے قبول کیجئے۔

اللہ تعالیٰ ہی دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔ یہ تو اللہ کا اپنے بندوں سے وعدہ ہے اور یہی اس کی شان کریمی ہے۔ ہم اس کے ساتھ جو گمان کریں گے ویسا ہی معاملہ وہ ہمارے ساتھ کرے گا۔

دعا سے فارغ ہونے کے بعد اب آپ تلبیہ پڑھتے ہوئے کعبۃ اللہ کی طرف بڑھیں۔

حرم شریف کے چاروں طرف اونچی محرابوں والے دو منزلہ دالان ہیں اور ان کے درمیان مسجد الحرام کا صحن ہے اور صحن کے وسط میں خانہ کعبہ ہے۔ خانہ کعبہ کے ساتھ ہی مقام ابراہیمؑ اور حطیم ہیں۔ حطیم بیت اللہ کے شمال جانب متصل زمین کا وہ حصہ ہے جسے طواف میں شامل کرنا واجب ہے۔ کعبۃ اللہ کے چار کونے ہیں۔ اس کے ایک کونے میں حجر اسود نصب ہے۔ یہ وہ پتھر ہے جسے جنت سے دنیا میں بھیجا گیا تھا اور اسے کعبۃ اللہ یعنی اللہ کے گھر میں لگا دیا گیا تھا۔

عمرہ

*احرام عمرہ کی شرط ہے۔

*خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانا یعنی طواف کعبہ عمرہ کا فرض کہلاتا ہے۔

*صفا و مروہ یعنی دونوں پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگانا۔ یعنی صفا اور مروہ کی سعی عمرہ کا واجب ہے۔

*حلق (سر منڈوانا یا قصر سر کے بال کتروانا) عمرہ کا دوسرا واجب ہے۔

عمرہ کرنے کا آسان طریقہ

طواف شروع کرنے سے پہلے آپ کعبۃ اللہ کے اس کونے میں آئیں گے۔ جہاں حجر اسود نصب ہے اور جسے بوسہ دے کر یا چھو کر اس کی طرف استلام کا اشارہ کر کے طواف کا ہر چکر شروع کیا جاتا ہے۔ اس کونے پر پہنچ کر آپ سیدھا شانہ کھلا رکھیں گے اس طرح کہ سیدھے ہاتھ کی بغل میں سے احرام کا کپڑا نکال کر بائیں ہاتھ کے کندھے پر ڈال لیں گے اس کو اضطباع کہتے ہیں۔ حجر اسود کے سامنے اس طرح کھڑے ہوں کہ پورا حجر اسود آپ کے دائیں جانب ہو جائے یعنی حجر اسود آپ کے دائیں جانب اس طرح سے ہو جائے کہ آپ کا دایاں کندھا حجر اسود کے بائیں کنارے کی سیدھ میں ہو جائے۔ پھر طواف کی نیت کریں۔

طواف کی نیت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ

ترجمہ: ''(شروع کرتاہوں)اللہ کے نام سے جو بڑامہربان اور نہایت رحم والاہے۔

اے اللہ میں نیت کرتاہوں طواف کرنے کی تیرے مقدس گھر کا، پس تواسے آسان فرمادے مجھ پر اورانہیں میری طرف سے قبول فرما،ان سات چکروں کو(طواف)جو محض یکتاعزوجل کی خوشنودی کے لئے (اختیار کرتاہوں)۔''

اور تلبیہ بند کردیں۔

طواف کی نیت کرنے کے بعد ذرا سادائیں جانب اتنا چلیں کہ دونوں پاؤں پٹی کے اوپر ہوں اور حجر اسود کے بالکل سامنے ہوں۔(حجر اسود پر حج کے دونوں میں خوشبو لگی ہوتی ہے اس لئے حالت احرام میں نہ بوسہ دیں،نہ ہاتھ لگائیں کیونکہ حالت احرام میں خوشبو لگانا منع ہے البتہ حرام کے بغیر والے طواف میں بوسہ دینااور ہاتھ لگاناجائز ہے) پھر نماز کی نیت کے وقت جس طرح کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہی اسی طرح ہاتھ اٹھائیں کہ ہتھیلیوں کارخ حجر اسود کی طرف ہواور یہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ

ترجمہ: ''(شروع کرتاہوں)اللہ کے نام سے۔اللہ سب سے بڑاہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔''

اور ہاتھوں کو چوم لیں۔طواف کرتے ہوئے سیدھے چلیں نگاہ سامنے رکھیں،دائیں بائیں نہ دیکھیں کیونکہ حجر اسود کے استلام یا اشارہ کے سوا کعبہ کی طرف سینہ یا پشت کرنا ناجائز ہے۔اس لئے ایسا کرنے سے سخت احتیاط کریں۔

اس کے بعد طواف شروع کریں یعنی دائیں طرف کعبۃ اللہ کے دروازے کی جانب چلیں اور کعبۃ اللہ آپ کے بائیں ہاتھ کی طرف ہو۔عمرہ کے طواف میں پہلے تین چکروں میں رمل کیا جاتاہے۔یہ ہمارے نبی ﷺ کی سنت ہے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلوانوں کی طرح اکڑ کر تیزی سے جلدی جلدی قدم اٹھا کر دونوں کندھوں کو ہلاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر چلیں اس کو رمل کہتے ہیں۔(رمل اور اضطباع صرف مردوں کے لئے ایسے طواف میں سنت ہے جس کے بعد صفااور مروہ کی سعی کرنا ہو)۔معلم کے ساتھ طواف کرنے میں طواف تو ہو جاتاہے مگر طواف کرنے والے کے پلے کچھ نہیں پڑتا۔طواف کرنے والا اگر خود دعائیں پڑھے

تب وہ طواف کی حقیقی لذت محسوس کر سکتا ہے۔ اگر آپ یہ دعائیں نہ پڑھ سکیں تو آپ ایسا کریں کہ اس دعا مبارک کا ورد رکھیں اس کی بھی بڑی فضیلت ہے۔

لیکن یاد رکھیں طواف میں یہ دعا یا کوئی ورد ضروری نہیں ہے۔ آپ کچھ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِيّ الْعَظِيْمِ

ترجمہ: ''اللہ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور نہیں طاقت نیکی کی اور نہ گناہ سے بچنے کی مگر سوائے اللہ کی مدد سے جو بہت بلند شان اور بڑی عظمت والا ہے۔''
اگر یہ کلمات یاد نہ کر سکیں یا اس وقت یاد نہ ہوں تو پھر

سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

کا ورد زبان پر رکھیں اور اپنے دل میں اپنی زبان سے جو بھی دعا مانگنا چاہتے ہوں، وہ مانگتے رہیں۔

حجر اسود والے کونے سے جو طواف آپ نے شروع کیا ہے تو وہ یہیں آکر ختم بھی ہوگا۔ جب آپ کعبۃ اللہ کے تین کونوں کے چکر لگا کر چوتھے کونے پر پہنچیں گے اس کونے کا نام رکن یمانی ہے۔ رکن یمانی تک پہنچتے پہنچتے آپ تین کونوں کا طواف کر چکتے ہیں۔ رکن یمانی سے حجر اسود کے چکر پورا کرتے ہوئے یہ دعا پڑھیں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَاعَذَابَ النَّارِ

ترجمہ: ''اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔''

اس دعا کو رسول پاک ﷺ نے کثرت سے پڑھا ہے۔ حجر اسود تک پہنچ کر اس طرح آپ کا ایک چکر مکمل ہو گیا۔ نیچے پاؤں کے پاس پٹی دیکھ کر اطمینان کر لیں کہ آپ حجر اسود کے بالکل سامنے ہیں (اس بات کا خیال رہے کہ حجر اسود پر حج کے دنوں میں خوشبو لگی ہوتی ہے، اس لئے حالت احرام میں نہ بوسہ دیں نہ ہاتھ لگائیں کیونکہ حالت احرام میں خوشبو لگانا منع ہے۔ البتہ احرام کے بغیر والے طواف میں بوسہ دینا اور ہاتھ لگانا جائز ہے)۔ وہیں سے استلام کا اشارہ کریں۔ جس کا ذکر پہلے چکر کے بیان میں آچکا ہے۔ اسی طرح بقیہ چھ چکر مکمل کریں جس طرح پہلا کیا تھا (اچھی طرح یاد رکھیں کہ حالت احرام میں حجر اسود کو نہ بوسہ دیں نہ ہاتھ لگائیں)۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

ترجمہ: "(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔"

اور پھر دونوں ہاتھوں کو بوسہ دے کر گرادیں اور دوسرا چکر شروع کر دیں۔ اس طرح جب آپ سات چکر پورے کر لیں تو ایک بار پھر استلام کریں۔ یہ استلام سنت موکدہ ہے اس کے بعد آپ نے یہ ایک طواف مکمل کر لیا۔ اب دونوں کندھے ڈھانک لیں اب آپ ملتزم کی جانب آجایئے۔ حجر اسود اور خانہ کعبہ کی چوکھٹ کے درمیان ۵۔۶ فٹ کی جو جگہ ہے اسے ملتزم کہتے ہیں۔ خانہ کعبہ میں یہ بڑا اعلیٰ مقام ہے اور دعا قبول ہونے کی جگہ سے بہت سے انبیاء اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس ملتزم پر اپنا سینہ لگا کر اور رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگی ہیں۔ لاکھوں آدمیوں کے ہجوم میں آپ کو یہ موقع مشکل ہی سے نصیب ہو سکتا ہے مگر کسی وقت بھی رات کو جب بھیڑ کم ہو تو ایک موقع نکال ہی لیں اور اگر کسی طرح بھی یہ موقع نصیب نہ ہو تو اپنا منہ اور اپنی نگاہ ملتزم کی طرف کر کے دور کھڑے ہو کر دعا مانگ لیں۔

دعا ختم کر کے مقام ابراہیمؑ کے پاس آکر دو رکعت نماز واجب الطواف ادا کیجئے۔ یہ نماز اسی وقت قائم کر لیں بشرطیکہ وہ نوافل کا مکروہ وقت نہ ہو۔ ایسی صورت میں یہ وقت گزر جانے کے بعد پڑھیں۔ یہ دو رکعت نماز اگر مقام ابراہیمؑ میں قائم کی جائے تو زیادہ بہتر ہے جہاں اکثر اور بھی لوگ یہ نفل ادا کر رہے ہوں۔ اگر ہجوم زیادہ ہو تو مسجد کے صحن میں اور مسجد الحرام میں کسی جگہ بھی یہ نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ سلام پھیر کر دل کے خشوع سے جو دعائیں جس زبان میں مانگنا چاہتے ہوں مانگئے۔

زم زم:

دعا سے فارغ ہونے کے بعد قبلہ رخ کھڑے ہو کر تین سانسوں میں پیٹ بھر کر زم زم پیجئے اور یہ دعا مانگیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّا فِعًاوَّرِزْقًاوَّاسِعًاوَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے نفع رساں علم اور وسیع رزق اور ہر ایک بیماری سے شفا کا طلبگار ہوں۔

زم زم پینے کے بعد جب چند قدم چلیں گے تو آپ محسوس کریں گے کہ زم زم ہضم ہو گیا۔ یہ زم زم کی خصوصیت ہے۔ آب زم زم کا کنواں حرم شریف کے صحن میں نیچے تہ خانہ میں ہے (جب آپ خانہ کعبہ کے دروازے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوں گے تو زم زم کا کنواں آپ کی پشت کی جانب ہو گا۔ خانہ کعبہ کے دروازے سے اس کا فاصلہ تقریباً ۲۰۰ فٹ ہے)۔ یہاں عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے علیحدہ علیحدہ پینے کی جگہ بنادی گئی ہے اور حجاج کی سہولت کے لئے حرم شریف میں کافی تعداد میں آب زم زم سے بھرے ہوئے کولر بھی رکھ دیئے گئے ہیں۔

سعی صفا و مروہ

صفا اور مروہ کی سعی کے لئے مسجد الحرام ہی میں حجر اسود کے بالکل مقابل کافی فاصلے پر ایک گنبد اور مینار نظر آئے گا۔ یہ صفا کی پہاڑی کے اوپر ہے۔ صفا اور مروہ دراصل دو پہاڑیاں تھیں جن کی چوٹیاں مسجد الحرام کے شمالی دالان کے دونوں کونوں میں اٹھی ہوئی تھیں۔ اس کے قریب ہی وہ جگہ تھی جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اپنی نیک بی بی حضرت ہاجرہؓ اور شیر خوار فرزند حضرت اسماعیلؑ کو چھوڑ گئے تھے۔ پانی کی تلاش میں حضرت ہاجرہؓ نے صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائے۔ ان پہاڑیوں کا درمیانی حصہ نشیب میں تھا لہٰذا بی بی ہاجرہؓ ننھے اسماعیلؑ کے نظر سے اوجھل ہو جانے کے سبب اس جگہ دوڑ کر گزرتی تھیں۔ بی بی ہاجرہؓ کی اس سعی کو اللہ تعالیٰ نے بے حد پسند اور قبول فرما کر ننھے اسماعیلؑ کی ایڑیوں کی رگڑ کی جگہ پانی جاری فرما دیا جس کو بی بی ہاجرہؓ نے مٹی اور پتھر سے گھیر کر زم زم (ٹھہر جا) کہا تھا جو زمین پر بہنے سے تو رک گیا مگر ایسے خشک ریگستان میں لامحدود مقدار میں جاری و ساری ہے چنانچہ ہر حج اور عمرہ کرنے والے کو بی بی ہاجرہؓ کی پریشانی اور پانی کی سعی کی اتباع میں صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگانے کا حکم ہے۔ اب صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سنگ مرمر کا دو منزلہ برآمدہ بنا دیا گیا ہے۔ عموماً نیچے کی منزل میں سعی کی جاتی ہے مگر حج کے زمانے میں حجاج کے ہجوم کے باعث اوپر کی منزل میں بھی سعی کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ نے طواف احرام کی حالت میں عمرے کا کیا ہے تو دو رکعت نماز واجب الطواف ادا کرنے اور آب زم زم پینے کے بعد اگر موقع مل جائے تو حجر اسود کا نواں استلا کریں۔ یہ استلام مسنون ہے اور اللہ اکبر اور کلمہ شریف پڑھتے ہوئے باب الصفا سے نکل کر پہاڑی پر پہنچ جائیں۔ دوسرے دروازوں سے بھی جانا جائز ہے یہاں پہنچ کر کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے سعی کی نیت کریں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَلسَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِّوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہٗ مِنِّیْ

ترجمہ: اے اللہ صفا اور مروہ کے درمیان سات چکروں سے سعی کرتا ہوں محض تیری بزرگ ذات کے لئے پس میرے لئے اسے آسان کر دے اور مجھ سے وہ قبول کر لے۔

سعی کا آسان طریقہ

سب سے پہلے صفا پر چڑھیں اور کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں اور دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک آسمان کی طرف اس طرح اٹھائیں جس طرح دعا میں ہاتھ اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے ہوئے تین مرتبہ اللہ اکبر پڑھیں، تکبیر و کلمہ بلند آواز سے پڑھیں اور پھر درود شریف آہستہ پڑھ کر خوب دل لگا کر دعا کریں کیونکہ یہ بھی دعا کے قبول ہونے کا موقع ہے۔ اب یہ دعا پڑھتے ہوئے صفا سے اتر کر مروہ کی طرف چلیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرْ وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

ترجمہ: ''اللہ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور نہیں طاقت نیکی کی اور نہ گناہ سے بچنے کی مگر سوائے اللہ کی مدد سے جو بھی بہت بلند شان اور بڑی عظمت والا ہے۔

صفا سے مروہ کی طرف جاتے ہوئے چند قدموں کے فاصلے پر سعی کے راستے میں دو سبز ستون ہیں جن کے درمیان کچھ فاصلہ ہے۔ جب سبز ستونوں کے قریب پہنچیں تو ان کے درمیان مرد حضرات متوسط طریق سے دوڑ کر چلیں لیکن خواتین نہ دوڑیں اور یہ دعا کریں۔

رَبِّ اغْفِرْوَارْحَمْ اَنْتَ الْاَعَزُّالْاَکْرَمُ

یہ وہی جگہ ہے جو بی بی ہاجرہؓ کے زمانے میں نشیب میں تھی اور بی بی ہاجرہؓ ننھے اسماعیلؑ کی نظر سے اوٹ میں ہو جانے کے سبب اس حصہ سے دوڑ کر گزرتی تھیں۔اس کی پیروی میں اس حصے سے صرف حاجیوں کو ذرا دوڑ کر چلنے کا حکم ہے۔ پھر جب مروہ پر پہنچ جائیں تو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے دعا بالکل اسی طرح کریں جس طرح صفا پر کی تھی اور پھر مروہ سے صفا کی طرف آتے ہوئے وہی پڑھیں جو صفا سے مروہ کی طرف جاتے ہوئے پڑھا تھا۔ یاد رکھیں مروہ سے صفا کی طرف آتے ہوئے بھی صفا سے کچھ پہلے جب سبز ستونوں کے قریب پہنچیں تو ان کے درمیان وہی دعا پڑھیں جو صفا سے مروہ کی طرف جاتے ہوئے ان ستونوں کے درمیان پڑھی تھی۔

صفا اور مروہ کے چکروں کے بارے میں ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ صفا اور مروہ تک جانے کو ایک چکر کہتے ہیں اور پھر مروہ سے صفا تک آنے کو دوسرا چکر اور پھر صفا سے مروہ تک جائیں گے تو تیسرا چکر اور پھر مروہ سے صفا تک آئیں گے تو چوتھا چکر۔اس طرح ساتواں چکر مروہ پر ختم ہو گا۔ ساتویں چکر کے بعد مروہ پر آپ کی سعی مکمل ہو جائے گی۔ اس کے بعد مرد حضرات سارے سر کے بال منڈوائے یا کتروائیں۔ اگر بال لمبے ہو تو انگلی کے ایک پورے کی لمبائی سے کچھ زیادہ تمام سر کے بال کتروانا بھی جائز ہے لیکن سر منڈوانا افضل ہے اور خواتین تمام سر کے بال انگلی کے ایک پورے سے کچھ زیادہ خود کتریں یا کسی دوسری عورت یا اپنے محرم سے کٹوائیں۔ عورتوں کے لئے سر منڈوانا جائز نہیں۔ بعض حضرات قینچی سے چند بال کتروا کر سمجھتے ہیں کہ احرام کھل گیا یہ غلط ہے۔ مرد اور عورت نے اگر چوتھائی سر کے بالوں سے کم کٹوائے تو واجب ادا نہیں ہو گا اور احرام نہیں کھلے گا کیونکہ احرام کھلنے کے لئے کم از کم چوتھائی سر کے بال منڈوانا ایک انگلی کے پورے کے برابر کترنا واجب ہے اور تمام سر کے بال منڈوانا یا کترنا سنت ہے۔ لیجئے اب آپ کا عمرہ مکمل ہو گیا۔ اس کے بعد اگر ہو سکے تو دو نفل مسجد الحرام میں کسی بھی جگہ قائم کر لیں مروہ پر قائم کرنا مکروہ ہے۔

طواف کی مکمل دعائیں اور نیت

ہدایت واضح رہے کہ طواف کی جو دعائیں آگے آرہی ہیں، وہ طواف میں ضروری اور لازمی نہیں ہیں اور ہر گز طواف کا لازمی حصہ نہیں اگر کسی کو یہ دعائیں نہ آتی ہوں یا وہ جان بوجھ کر بھی نہ پڑھے تو کوئی فکر کی بات نہیں۔اس کے طواف میں کوئی خلل نہیں آئے گا لیکن اگر کوئی یہ دعائیں مانگنا چاہے تو اس کے واسطے لکھی جارہی ہیں، کوئی عربی میں نہ مانگ سکے تو اردو میں مانگ لے۔اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اور اس کے طواف میں کوئی حرج نہیں آئے گا۔ طواف کی نیت کرنے سے پہلے حجر اسود کے سامنے اسی طرح کھڑے ہوں۔

نیت:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ

ترجمہ: (شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔اے اللہ میں نیت کرتا ہوں طواف کرنے کی تیرے مقدس گھر کا پس تو اسے آسان فرمادے مجھ پر اور انہیں میری طرف سے قبول فرما۔ان سات چکروں کو (طواف) جو محض تجھ یکتا عزوجل کی خوشنودی کے لئے، (اختیار کرتا ہوں)۔

اب حجر اسود کے سامنے آجایئے اور موقع ملے تو حجر اسود کو بوسہ دیجئے اور بھیڑ یا ہجوم زیادہ ہو تو دور ہی سے دونوں ہتھیلیوں سے استلام کا اشارہ کیجئے اور کہیں

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرْ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

ترجمہ: (شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

پڑھتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو چوم لیں اور خانہ کعبہ کا پہلا چکر مکمل کیجئے اور یہ دعا پڑھیے۔

پہلا چکر

سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم

ایمانا بک و تصدیقا بکلما تک ووفاء بعهدک و اتبا عالسنة نبیک و حبیبک محمد صلی الله علیه و سلم اللّٰهم انی اسئلک العفو والعافیة والمعافاة الدائمة فی الدین والدنیا والاخرة والفوز بالجنة والنجاة من النار

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور (گناہوں سے بچنے کی) طاقت اور (عبادت کی طرف راغب ہونے کی) قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بزرگی اور عظمت والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام (نازل ہو) اللہ کے رسول ﷺ پر۔ اے اللہ تعالیٰ تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیرے احکام کو مانتے ہوئے اور تجھ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے حبیب محمد ﷺ کو سنت کی پیروی کرتے ہوئے (میں طواف شروع کرتا ہوں) اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں (گناہوں سے) معافی کا اور (ہر بلا سے) سلامتی کا اور (ہر تکلیف سے) دائمہ حفاظت کا، دین اور دنیا اور آخرت میں اور جنت کے متمتع اور دوزخ سے نجات پانے کا۔

رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعا ختم کر دیجئے اور اس سے آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھئے۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة و قنا عذاب النار و اد خلنا الجنة مع الابرار یا عزیز یا غفار یا رب العالمین

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑی عزت والے، اے بڑی بخشش والے، اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

یہ دعا پڑھنے کے بعد حجر اسود پر پہنچ کر اگر ممکن ہو تو بوسہ دیجئے ورنہ دور ہی سے دونوں ہتھیلیوں سے استلام کا اشارہ کیجئے اور

بسم الله الله اکبر و لله الحمد

ترجمہ: (شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

پڑھتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو چوم لیں اور دوسرے چکر کی دعا شروع کیجئے۔

دوسرا چکر

اللّٰهم ان هذا البیت بیتک والحرام حرمک والامن امنک والعبد عبدک و انا عبدک و ابن عبدک و هذا مقام العائذ بک من النار فحرم الحومنا و بشرتنا علی النار اللّٰهم حبب الینا الایمان و زینه فی قلوبنا و کره الینا الکفر والفسوق والعصیان واجعلنا من الراشدین اللّٰهم قنی عذابک یوم تبعث عبادک اللّٰهم ارزقنی الجنة بغیر حساب

ترجمہ: یااللہ بے شک یہ گھر تیرا گھر ہے اور یہ حرم تیرا حرم ہے اور (یہاں کا) امن وامان تیرا ہی دیا ہوا ہے اور ہر بندہ تیرا ہی بندہ ہے اور میں بھی تیرا ہی بندہ ہوں اور تیرے ہی بندے کا بیٹا ہوں اور یہ دوزخ کی آگ سے تیری پناہ پکڑنے والوں کی جگہ ہے سو تو ہمارے گوشت اور کھال کو دوزخ پر حرام کر دے۔ اے اللہ ہمارے لئے ایمان کو محبوب بنادے اور ہمارے دلوں میں اس کو آراستہ کر دے اور ہمارے لئے کفر، بدکاری اور نافرمانی کو ناپسند بنادے اور ہمیں ہدایت پانے والوں میں شامل کر لے، اے اللہ جس دن تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے، مجھے اپنے عذاب سے بچانا۔ اے اللہ مجھے بغیر حساب کے جنت عطا فرما۔

رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعا ختم کر دیجئے اور اس سے آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھئے۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة و قنا عذاب النار و ادخلنا الجنة مع الابرار یا عزیز یا غفار یا رب العالمین

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑی عزت والے، اے بڑی بخشش والے، اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

یہ دعا پڑھنے کے بعد حجر اسود پر پہنچ کر اگر ممکن ہو تو بوسہ دیجئے ورنہ دور ہی سے دونوں ہتھیلیوں سے استلام کا اشارہ کیجئے اور

بسم اللّٰہِ اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد

ترجمہ: (شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

پڑھتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو چوم لیں اور تیسرے چکر کی دعا شروع کیجئے۔

تیسرا چکر

اللّٰھم انی اعوذبک من الشک والشرک والشقاق والتفاق وسوء الاخلاق و سوء المنظر والمنقلب فی المال والاھل والولد اللّٰھم انی اسئلک رضاک والجنته واعوذبک من سنحطک والنار اللّٰھم انی اعوذ بک من فتنته القبر واعوذبک من فتنته التحیا والممات

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں (تیرے احکام میں) شک سے اور (تیری ذات وصفات میں) شرک سے اور اختلاف و نفاق سے اور برے اخلاق سے اور برے حال اور برے انجام سے مال میں اور اہل و عیال میں اے اللہ میں تجھ سے تیری رضامندی کی بھیک مانگتا ہوں اور جنت کی اور تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تیرے غضب سے اور دوزخ سے۔ اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں، قبر کی آزمائش سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کی ہر مصیبت سے۔

رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعاختم کر دیجئے اوراس سے آگے بڑھتے ہوئے یہ دعاپڑھئے:

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنته و قنا عذاب النار و ادخلنا الجنته مع الابرار یا عزیز یا غفار یا رب العالمین

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیامیں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑی عزت والے، اے بڑی بخشش والے، اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

یہ دعاپڑھنے کے بعد حجر اسود پر پہنچ کر اگر ممکن ہو تو بوسہ دیجئے ورنہ دور ہی سے دونوں ہتھیلیوں سے استلام کا اشارہ کیجئے اور

بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد

ترجمہ: (شروع کرتاہوں) اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑاہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

پڑھتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو چوم لیں اور چوتھے چکر کی دعاپڑھتے ہوئے چوتھا چکر شروع کر دیجئے۔

چوتھا چکر

اللّٰھم اجعله حجا مبرورا و سعیا مشکورا وذنبا مغفورا و عملا صالحا مقبولاو تجارة تبور یا عالم ما فی الصدور اخرجنی یا اللّٰہ من الظلمات الی النور اللّٰھم انی اسئلک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والسلامته من کل اثم والغنیمته من کل بروالفوز بالجنته والنجاة من النار رب قنعنی بمارزقتنی و بارک لی فیما اعطینی واخلف علی کل غائبته لی منک بخیر

ترجمہ: اے اللہ! بنادے میرے اس حج کو حج مقبول اور کامیاب کوشش اور گناہوں کی مغفرت کاذریعہ اور مقبول نیک عمل اور بے نقصان تجارت۔ اے دلوں کے حال کو جاننے والے، اے اللہ! مجھے (گناہ کی) اندھیروں سے (ایمان و عمل صالح کی) روشنی کی طرف نکال۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتاہوں تیری رحمت (کے حاصل ہونے) کے لازمی ذریعوں کا اور ان اسباب کا جو تیری مغفرت کو (میرے لئے) لازمی بنادیں اور ہر گناہ سے سلامتی کا اور نیکی سے فائدہ اٹھانے کا اور جنت سے بہرہ ور ہونے کا، اور دوزخ سے نجات پانے کا اور اے میرے پروردگار تونے جو کچھ مجھے رزق دیاہے اس پر قناعت بھی عطاکر اور جو نعمتیں مجھے عطافرمائی ہیں ان میں برکت بھی دے اور میری ہر غائب چیز پر تو میرا قائم مقام بن جا (اور حفاظت فرما)۔

رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعاختم کر دیجئے اوراس سے آگے بڑھتے ہوئے یہ دعاپڑھئے:

ربنا اتنا فی الدنیا حسنته و فی الاخرة حسنته و قنا عذاب النار و ادخلنا الجنته مع الابرار یا عزیز یا غفار یا رب العالمین

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑی عزت والے، اے بڑی بخشش والے، اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

یہ دعا پڑھنے کے بعد حجر اسود پر پہنچ کر اگر ممکن ہو تو بوسہ دیجئے ورنہ دور ہی سے دونوں ہتھیلیوں سے استلام کا اشارہ کیجئے اور

بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر و للّٰہ الحمد

ترجمہ: (شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

پڑھتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو چوم لیں اور پانچویں چکر کی دعا پڑھتے ہوئے پانچواں چکر شروع کر دیجئے۔

پانچواں چکر

اللّٰھم اظلنی تحت ظل عرشک یوم لا ظل الا ظل عرشک ولا باق الا وجھک واسقنی من حوض نبیک سیدنا محمد صلی اللّٰہ علیہ و سلم شربتہ ھنئتہ مریئتہ لا نظما بعدھا ابدا اللّٰھم انی اسئلک من خیر ما سئلک منہ نبیک سیدنا محمد صلی اللّٰہ علیہ و سلم و اعوذبک من شتر ما استعاذک منہ نبیک سیدنا محمد صلی اللّٰہ علیہ و سلم اللّٰھم انی اسئلک الجنتہ و نعیمھا و ما یقربنی الیھا من قول اوفعل اوعمل و اعوذبک من النار و ما یقربنی الیھا من قول اوفعل اوعمل

ترجمہ: اے اللہ جس پر روز سوائے تیرے عرش کے سایہ کے کہیں سایہ نہ ہو گا اور تیری ذات پاک کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا مجھے اپنے عرش کے سایہ کے نیچے جگہ دینا اور اپنے نبی سیدنا محمد ﷺ کے حوض (کوثر) سے مجھے ایسا خوشگوار اور خوش ذائقہ گھونٹ پلانا کہ اس ک بعد کبھی ہمیں پیاس نہ لگے۔ اے اللہ میں تجھ سے ان چیزوں کی بھلائی مانگتا ہوں جن کو تیرے نبی سیدنا محمد ﷺ نے تجھ سے طلب کیا اور ان چیزوں کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں جن سے تیرے نبی سیدنا محمد ﷺ نے پناہ مانگی۔ اے اللہ میں تجھ سے جنت اور اس کی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں اور ہر اس قول یا فعل یا عمل (کی توفیق) کا جو مجھے جنت سے قریب کر دے اور میں دوزخ سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور ہر اس قول یا فعل یا عمل سے جو مجھے دوزخ سے قریب کر دے۔

رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعا ختم کر دیجئے اور اس سے آگے بڑھتے ہوئے۔ یہ دعا پڑھئے۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنتہ و فی الاخرۃ حسنتہ و قنا عذاب النار و ادخلنا الجنتہ مع الابرار یا عزیز یا غفار یا رب العالمین

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑی عزت والے، اے بڑی بخشش والے، اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

یہ دعاپڑھنے کے بعد حجراسود پر پہنچ کرا گر ممکن ہو تو بوسہ دیجئے ورنہ دور ہی سے دونوں ہتھیلیوں سے استلام کا اشارہ کیجئے اور

بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد

ترجمہ: (شروع کرتاہوں) اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑاہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

پڑھتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو چوم لیں اور چھٹے چکر کی دعاپڑھتے ہوئے چھٹا چکر شروع کردیجئے۔

چھٹا چکر

اللّٰھم ان لک علی حقوقا کثیرۃ فیما بینی و بینک و حقوقا کثیرۃ فیما بینی و بین خلقک اللّٰھم ما کان لک منھا فاغفرہ لی و ما کان لخلقک فتحملہ عنی و اغنی بحلا لک عن حرامک و بطاعتک عن معصیبتک و بفضلک عن من سواک یا واسع المغفرۃ اللّٰھم ان بیتک عظیم ووجھک کریم و انت یا اللّٰہ حلیم کریم عظیم تحب العفوفا عف عنی

ترجمہ: اے اللہ! مجھ پر تیرے بہت سے حقوق ہیں ان معاملات میں جو میرے اور تیرے درمیان ہیں اور بہت سے حقوق ہیں ان معاملات میں جو میرے اور تیری مخلوق کے درمیان ہیں۔ اے اللہ! ان میں سے جن کا تعلق میری ذات سے ہو ان کی (کوتاہی کی) مجھے معافی دے اور جن کا تعلق مخلوق سے ہو ان (کی فروگزاشت کی معافی) کا تو ذمہ دار بن جا۔ اے اللہ! مجھے (رزق) حلال عطافرما کر حرام سے اور فرمانبر داری کی توفیق عطافرماکر نافرمانی سے اور اپنے فضل سے بہرہ مند فرما۔ اپنے سوادوسروں سے مستغنی کردے۔ اے وسیع مغفرت والے، اے اللہ! بے شک تیرا گھر بڑی عظمت والا ہے اور تیری ذات بڑی عزت والی ہے اور تو اے اللہ بڑا باوقار، بڑا کرم والا اور بڑی عظمت والا ہے۔ معافی کو پسند کرتا ہے سو میری خطاؤں کو بھی معاف کردے۔

رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعاختم کردیجئے اور اس سے آگے بڑھتے ہوئے یہ دعاپڑھئے:

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنتہ و قنا عذاب النار و ادخلنا الجنتہ مع الابرار یا عزیز یا غفار یا رب العالمین

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑی عزت والے، اے بڑی بخشش والے، اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

یہ دعاپڑھنے کے بعد حجراسود پر پہنچ کرا گر ممکن ہو تو بوسہ دیجئے ورنہ دور ہی سے دونوں ہتھیلیوں سے استلام کا اشارہ کیجئے اور

بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد

ترجمہ: (شروع کرتاہوں) اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑاہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

پڑھتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو چوم لیں اور ساتویں چکر کی دعا پڑھتے ہوئے ساتواں چکر شروع کر دیجئے۔

ساتواں چکر

اللّٰھم انی اسئلک ایمانا کاملا ویقیناًصادقاورزقا واسعا وقلبا خاشعا ولسانا ذاکراورزقا حلالا طیبا و توبته نصوحا و توبته قبل الموت وراحته عندالموت و مغفرة ورحمته بعد الموت والعفو عندالحساب والفوز بالجنته والنجاة من النارر برحمتک یا عزیز یا غفار رب زدنی علما والحقنی بالصالحین

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں، کامل ایمان اور سچا یقین اور کشادہ رزق اور عاجزی کرنے والا دل اور (تیرا) ذکر کرنے والی زبان اور حلال اور پاک روزی اور سچے دل کی توبہ اور موت سے پہلے کی توبہ اور موت کے وقت کا آرام اور مرنے کے بعد مغفرت اور رحمت و حساب کے وقت معافی اور جنت کا حصول اور دوزخ سے نجات (یہ سب کچھ میں مانگتا ہوں) تیری رحمت کے وسیلے سے، اے بڑی عزت والے، اے بڑی مغفرت والے، اے پروردگار میرے علم میں اضافہ کر اور مجھے نیک لوگوں میں شامل فرما دے۔

رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعا ختم کر دیجئے اور اس سے آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھئے:

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنته و قنا عذاب النار و ادخلنا الجنته مع الابرار یا عزیز یا غفار یا رب العالمین

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑی عزت والے، اے بڑی بخشش والے، اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

یہ دعا پڑھنے کے بعد حجر اسود پر پہنچ کر اگر ممکن ہو تو بوسہ دیجئے ورنہ دور ہی سے دونوں ہتھیلیوں سے استلام کا اشارہ کیجئے اور

بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد

ترجمہ: (شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

پڑھتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو چوم لیں۔

اب ملتزم کے پاس آجایئے۔ حجر اسود اور خانہ کعبہ کی چوکھٹ کے درمیان جو جگہ ہے اسے ملتزم کہتے ہیں یہاں چمٹ کر رو رو کر دعائیں کی جاتی ہیں۔ یہ دعا کی قبولیت کا مقام ہے۔ رسول پاک ﷺ نے اس کے ساتھ چمٹ کر دعائیں مانگی تھیں۔ یہاں کھڑے ہو کر دعائیں خوب رو رو کر کیجئے جو بھی دل میں آئے مانگئے جس زبان میں جی چاہے مانگئے اور یہ سمجھ کر مانگئے کہ رب

کریم کے گھر پر پہنچ گیا ہوں اور اس کی چوکھٹ سے لگا کھڑا ہوں اور وہ میرے حال کو دیکھ رہا ہے اور یہ دعا دل کے حضور سے معنی سمجھ کر پڑھئے۔

مقام ملتزم پر پڑھنے کی دعا

اللّٰھم یا رب البیت العتیق اعتق رفابنا و رقاب ابائنا و امھا تنا واخواننا واولادنا من النار یا ذاالجود والکریم والفضل و المن و العطاء ولاحسان اللّٰھم احسن عاقبتنا فی الامور کلھا و اجرنا من خزی الدنیا و عذاب الاخرۃ اللّٰھم انی عبدک وابن عبدک واقف تحت بابک ملتزم باعنابک متذلل بین یدیک ارجو رحمتک واخشی عذابک من النار یا قدیم الاحسان۔ اللّٰھم انی اسئلک ان ترفع ذکری و تضع وزری و تصلح امری و تطھر قلبی و تنورلی فی قبری و تغفرلی ذنبی واسئلک الدرجات العلی من الجنتہ امین

ترجمہ: اے اللہ! اے اس قدیم گھر کے مالک! ہماری گردنوں کو ہمارے باپ داداؤں، ماؤں (بہنوں)، بھائیوں اور اولاد کی گردنوں کو دوزخ سے آزاد کر دے۔ اے بخشش والے، کرم والے، فضل والے، احسان والے، عطا والے، اے اللہ تمام معاملات میں ہمارا انجام بخیر فرما اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور بندہ زاد ہوں، تیرے (مقدس گھر کے) دروازے کے نیچے کھڑا ہوں اور تیرے دروازے کی چوکھٹوں سے لپٹا کھڑا ہوں، تیرے سامنے عاجزی کا اظہار کر رہا ہوں اور تیری رحمت کا طلبگار ہوں اور تیرے دوزخ کے عذاب سے ڈر رہا ہوں کہ میرے ذکر کو بلندی عطا فرما اور میرے گناہوں کا بوجھ ہلکا کر اور میرے کاموں کو درست فرما اور میرے دل کو پاک کر اور میرے لئے قبر میں روشنی فرما اور میرے گناہ معاف فرما اور میں تجھ سے جنت کے اونچے درجوں کی بھیک مانگتا ہوں۔ آمین

یہ دعا ختم کر کے مقام ابراہیم کے پاس آ کر اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز واجب الطواف ادا کیجئے ورنہ کچھ دیر انتظار کر لیں۔ اگر وہاں ہجوم کی وجہ سے پڑھنے کا موقع نہ ہو تو اس کے قریب کہیں پڑھ لیں ورنہ حطیم میں جا کر یا مطاف میں یا مسجد الحرام میں کہیں بھی پڑھ لیں اور سلام پھیر کر دل کے خشوع سے جو دعائیں جس زبان میں مانگنا چاہتے ہوں مانگئے اور ساتھ ہی یہ دعا پڑھئے۔

مقام ابراہیمؑ کی دعا

اللّٰھم انک تعلم سری و علا نیتی فاقبل معذ ربی و تعلم حاجتی فاعطنی سؤلی و تعلم ما فی نفسی فاغفرلی ذنوبی۔ اللّٰھم انی اسئلک ایمانا یباشرقلبی و یقیناًصادقا حتیٰ اعلم انه لا یصیبنی الا ماکتبت لی و رضا منک بما قسمت لی انت ولی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلما و الحقنی بالصالحین۔ اللّٰھم لا تدع لنا فی مقامنا ھذا ذنبا الا غفرته ولا مما الا فرجته و لا حاجة الا قضیتها و یسرتها فیسر امور نا و اشرح

صدورنا و نور قلوبنا و اختم بالصالحات اعمالنا۔ اللّٰھم توفنا مسلمین والحقنا بالصالحین غیر خزایا ولا مفتونین امین یا رب العلمین۔

ترجمہ: اے اللہ تو میری سب چھپی اور کھلی باتیں جانتا ہے لہٰذا میری معذرت کو کو قبول فرما اور تو میری حاجت کو جانتا ہے لہٰذا میری خواہش کو پورا کرا اور تو میرے دل کو جانتا ہے لہٰذا میرے گناہوں کو معاف فرما، اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں ایسا ایمان جو میرے دل میں سما جائے اور ایسا سچا یقین کہ میں جان لوں کہ جو کچھ تو نے میری تقدیر میں لکھ دیا ہے وہی مجھے پہنچے گا اور تیری طرف سے قسمت پر رضامندی تو ہی میرا مددگار ہے دنیا اور آخرت میں، مجھے اسلام کی حالت میں وفات دے اور نیک لوگوں کے زمرہ میں شامل فرما۔ اے اللہ اس مقدس مقام (کی حاضری کے موقع) پر کوئی ہمارا گناہ بغیر معاف کئے نہ چھوڑنا اور کوئی پریشانی دور کئے بغیر نہ چھوڑنا اور کوئی ضرورت پوری کئے بغیر اور سہل کئے بغیر نہیں چھوڑنا۔ سو ہمارے تمام کام آسان کردے اور ہمارے سینوں کو کھول دے اور ہمارے اعمال کو نیکیوں کے ساتھ ختم فرما۔ اے اللہ ہمیں اسلام کی حالت میں موت دے اور ہمیں نیک لوگوں میں شامل فرما کہ نہ ہم رسوا ہوں اور نہ آزمائش میں پڑیں۔ آمین اے رب العالمین۔

اس کے بعد زم زم پر آیئے اور قبلہ رخ کھڑے ہو کر بسم اللہ پڑھ کر تین سانس میں خوب ڈٹ کر آب زم زم پیجئے اور الحمد للہ کہہ کر یہ دعا مانگئے۔

اللّٰھم انی اسئلک علمانا فعاورزقا و اسعا وشفاء من کل داء

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے نفع رساں علم اور وسیع رزق اور ہر ایک بیماری سے شفا کا طلبگار ہوں۔

تمام دعائیں عام فہم ترجمے کے ساتھ لکھ دی گئی ہیں تاکہ آپ کی سمجھ میں آئے کہ آپ کیا مانگ رہے ہیں لیکن آپ اپنی زبان میں یا اردو زبان میں گریہ زاری کریں یا دعا مانگیں تو بھی اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے، انشاءاللہ مگر عربی زبان میں مانگنا پڑھنا افضل ہے اور کار ثواب ہے یعنی یہ زبان قرآن پاک کی ہے اور ہمارے پیغمبر رسول کریم ﷺ کی بھی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص نہیں پڑھ سکتا تو کوئی حرج نہیں۔ اللہ رب العزت ہر زبان میں دعا قبول کرنے والا ہے۔ اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں۔

سعی کی مکمل دعائیں اور نیت

آب زم زم سے فارغ ہونے کے بعد اگر طواف احرام کی حالت میں عمرے کا کیا ہو تو حجر اسود کا نواں استلام کریں۔ یہ استلام مسنون ہے دونوں ہاتھوں سے استلام کا اشارہ کیجئے اور ہاتھ چوم لیں جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے پھر صفا کی طرف چلیں۔ کوہ صفا کی طرف یہ کہتے ہوئے جائیں۔

ابدء بما بدأ اللّٰہ تعالیٰ۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ فمن حج البیت اواعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما و من تطوع خیرا فان اللّٰہ شاکر علیم

ترجمہ: میں ابتدا کرتا ہوں ساتھ اس کے جس کے ساتھ ابتدا کی ہے اللہ تعالیٰ نے (اپنے اس فرمان میں) تحقیق صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، پس جو شخص بیت اللہ شریف کا حج یا عمرہ کرے پس اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ دونوں کا طواف کرے اور جو خوشی سے بھلائی کرے پس بے شک اللہ تعالیٰ قدر دان جاننے والا ہے۔

سعی کی نیت

صفا کی پہاڑی پر زیادہ اوپر چڑھنا خلاف سنت ہے اور مروہ پر بھی زیادہ اوپر نہیں چڑھنا چاہئے صرف اتنا چڑھنا کافی ہے کہ اگر سامنے مسجد الحرام کے دالان نہ ہوتے تو وہاں سے بیت اللہ نظر آنے لگتا۔ کوہ صفا پر چڑھیں تو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں اور سعی کی نیت دل میں کریں اور منہ سے اس طرح پڑھیں۔

اللّٰھم انی اریدالسعی بین الصفا والمروۃ سبعۃ اشواط لوجھک الکریم۔ فیسرہ لی و تقبلہ منی

ترجمہ: اے اللہ صفا اور مروہ کے درمیان سات چکروں سے سعی کرتا ہوں محض تیری بزرگ ذات کے لئے پس میرے لئے اسے آسان کر دے اور مجھ سے وہ قبول کر لے۔

پھر دونوں ہاتھوں کو اس طرح اٹھائیں جس طرح دعا اٹھاتے ہیں۔ تکبیر و کلمہ بلند آواز سے پڑھیں اور درود شریف آہستہ پڑھیں اور خوب دل لگا کر دعا کریں ہر ایک کے لئے دعا مانگیں، مسلمانوں کے حق میں دعا کریں اور اپنے ملک کی سلامتی اور بقا کے لئے دعا کریں۔ یہ بھی دعا کے قبول ہونے کا وقت ہے۔

سعی کے سات پھیرے اور سات خصوصی دعائیں

سعی کی ادائیگی صفا اور مروہ کے درمیان سات پھیرے کرنے پر مشتمل ہے۔ سعی کی جو دعائیں آگے آرہی ہیں وہ سعی میں ضروری اور لازمی نہیں ہیں اور ہرگز سعی کا لازمی حصہ نہیں۔ اگر کسی کو یہ دعائیں نہ آتی ہوں یا وہ جان بوجھ کر بھی نہ پڑھے تو فکر کی بات نہیں اس کی سعی میں کوئی خلل نہ آئے گا لیکن اگر کوئی یہ دعائیں مانگنا چاہے تو اس کے واسطے لکھی جارہی ہیں۔ کوئی عربی میں نہ مانگ سکے تو اردو میں مانگ لے اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کی سعی میں کوئی خلل نہ آئے گا۔ یاد رکھیں کے سعی کے درمیان آپ جو کچھ بھی پڑھ سکتے ہیں جو آپ کو آتا ہو اور اپنے دل میں اپنی زبان سے جو بھی مانگنا چاہتے ہوں وہ مانگتے رہیں حتیٰ کہ کسی اچھے کلمے کا ورد بھی کیا جاسکتا ہے۔

صفااور مروہ پردعا

مندرجہ ذیل دعاصفاپرپڑھیں اورجب مروہ پر پہنچ جائیں تومروہ پربھی یہ دعاپڑھیں۔اسی طرح ہر پھیرے پر صفااور مروہ پریہ دعا پڑھیں۔

لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد و ھو علی کل شیء قدیر سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ و لا الہ الا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔ لا الہ الا اللّٰہ وحدہ و صدق و عدہ و نصر عبدہ و اعزجندہ و ھزم الاحزاب وحدہ۔ اللّٰھم صل علی سیدنا محمد و علی الہ و اصحابہ و اتباعہ الی یوم الدین۔ اللّٰھم اغفرلی ولوالدی والحمدللّٰہ رب العالمین۔

ترجمہ:اللہ کے سواکوئی عبادت کے لائق نہیں،وہ اکیلاہےاس کاکوئی شریک نہیں،اسی کی بادشاہی ہےاوراسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے،اللہ پاک ہے اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے،اس کے سواکوئی معبود نہیں،اللہ سب سے بڑاہے۔نیکی کرنے کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی توفیق صرف اللہ کی مدد سے ہی ہے جو بلند شان اور عظمت والا ہے۔اللہ کے سواکوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔اس نے اپنے وعدے کو سچا کر دیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اس کے لشکر کو غالب کیا اور اس اکیلے نے تمام گروہوں کو شکست دی اور قیامت تک اللہ کی رحمتیں اور سلامتی جو ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر،آپ کی آل پاک پر،صحابہ کرامؓ اور پیروی کرنے والوں پر،اے اللہ مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور سب تعریف اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

میلین اخضرین (یعنی سبز ستون)

سعی کے دوران جب آپ صفاسے مروہ کی طرف چلیں توصفاسے اپنی رفتار سے اتریں۔راستے میں کچھ ہی دور جانے کے بعد دو سبز ستون نظر آئیں گے۔یہی وہ جگہ ہے جہاں سے حضرت ہاجرہؑ ننھے اسماعیلؑ کے نظروں سے اوجھل ہو جانے کے سبب دوڑ کر گزری تھیں۔یہ حصہ نشیب میں تھا۔لہٰذاان ستونوں کے درمیان ساتوں پھیروں میں صرف مردوں کو دوڑناچاہئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایساہی کیاہے۔سبز ستونوں کے درمیان سعی میں عورتوں کو نہ دوڑناچاہئے،ستونوں کے درمیان دوڑنے میں رمل کی نسبت ذرا تیز چلیں اور سواری پر ہوں توسواری کو تیز کردیں۔

سبز ستونوں کے درمیان دوڑنے کے علاوہ بقیہ سعی عام رفتار سے کریں اور مروہ تک اپنی چال سے چڑھیں۔واپسی میں بھی سبز ستونوں کے درمیان دوڑیں اور صفاپر اپنی چال سے چڑھیں اسی طرح سعی مکمل کریں۔

مروہ پر پہنچیں تو یہاں سب عمل اسی طرح کریں جس طرح صفا پر کئے تھے اور وہی دعائیں پڑھیں جو صفا پر پڑھی جاتی ہیں اور اسی طرح تمام عمل کریں اور درود شریف پڑھیں۔

سعی کے ساتوں پھیروں کی مکمل دعائیں

جس وقت نماز کی اقامت ہو تو سعی کو چھوڑ دینا چاہئے۔ اسی طرح جب نماز جنازہ تیار ہو تو سعی کو چھوڑ دینا چاہئے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد جس قدر سعی باقی ہو اس کو ادا کریں۔

سعی کا پہلا پھیرا (صفا سے مروہ تک):

سعی کا پہلا پھیرا صفا سے شروع ہو کر مروہ تک ختم ہو جاتا ہے۔ پہلے پھیرے میں مانگی جانے والی دعا کا مکمل متن یہ ہے۔

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر والحمد للّٰہ کثیراً و سبحان اللّٰہ العظیم وبحمدہٖ الکریم بکرۃً و اصیلاً و من اللیل فاسجد لہ و سبحہ لیلاً طویلاً۔ لا الہ الا اللّٰہ وحدہ انجز وعدہ ولصر عبدہ و ھذم الاحزاب وحدہ لا شیء قبلہ ولا بعدہ یحیی و یمیت و ھو حیی دائماً لا یموت ولا یفوت ابداً بیدہ الخیر و الیہ المصیر و ھو علی کل شیء قدیر۔ اب اغفروارحم واعف و تکرم و تجاوز عما تعلم۔ انک تعلم مالا نعلم انک انت اللّٰہ الاعزالاکرم۔ ربنا نجنا من النار سالمین غانمین فرحین مستبشرین مع عبادک الصالحین الذین من انعم اللّٰہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھدآء والصالحین و حسن اولیک رفیقاً۔ ذالک الفضل من اللّٰہ و کفیٰ باللّٰہ علیماً۔ لا الہ الا اللّٰہ حقاً حقاً۔ لا الہ الا اللّٰہ تعبدًا ورقاً۔ لا الہ الا اللّٰہ ولا نعبد الا ایاہ مخلصین لہ الدین و لو کرہ الکافرون۔

ان الصفاوالمروۃ شعائر اللہ فمن حج البیت أو اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما ومن تطوع خیراً فأن اللہ شاکر علیم۔

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے لئے سب تعریفیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور عظیم ہے۔ صبح شام اس کی تعریف کرو جو کریم ہے۔ رات کے کچھ حصے میں اس کے حضور سجدے کرو اور رات بھر اس کی تعریف کرو۔ اس ایک اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد فرمائی اور احزاب کو برباد کر ڈالا۔

نہ اس سے پہلے کچھ تھا اور نہ اس کے بعد کچھ ہو گا۔ وہی زندگی اور موت دیتا ہے۔ اسے موت اور فنا کبھی نہ ہو گا۔ اس کے ہاتھوں خیر ہے۔ اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے پروردگار! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے معاف فرما اور مجھ پر کرم کر۔

(میرے گناہ) جو تو جانتا ہے نظر انداز کر دے۔ بے شک تو وہ کچھ جانتا ہے جو ہم نہیں جانتے۔ بے شک تو اللہ ہے، سب سے زیادہ طاقتور، سب سے زیادہ کریم۔ اے پروردگار! ہمیں جہنم سے نجات دلا، محفوظ، کامیاب، خوش و خرم رکھ اپنے ان نیکوکار بندوں کے

ساتھ جن پر تو نے نعمتیں نازل کیں۔ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں کے ساتھ۔ ان کی رفاقت کس قدر عمدہ ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور جاننے کے لئے اللہ کافی ہے۔ بلاشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے بندے اور غلام کے لئے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم اس کے سوا کسی کی پر خلوص عبادت نہیں کرتے اگرچہ کافروں کو اس سے نفرت ہی کیوں نہ ہو۔

بیشک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے۔ جو کوئی اپنی مرضی سے نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ شکر قبول کرنے والا، جاننے والا ہے۔

یہ یاد رہے کہ سعی کی دعا کے مذکورہ بالا آخری جملے سعی کے ساتوں پھیروں کی ساتوں دعاؤں میں مشترک ہیں اور سعی کے ساتوں پھیروں کی ساتوں دعائیں انہی مشترک جملوں پر ختم ہوتی ہیں۔ اس دعا کے اختتام پر زائر مروہ والی طرف پہنچ جاتا ہے۔ یہاں پھر مروہ پہاڑی پر چڑھ کر منہ کعبہ کی جانب کر کے، ہاتھ اوپر اٹھا کر بالکل ایسے ہی تکبیر اور تہلیل پڑھی جاتی ہے اور دعا مانگی جاتی ہے جیسے کہ پہلا پھیرا شروع کرتے وقت صفا پہاڑی والی طرف کیا جاتا ہے۔

سعی کا دوسرا پھیرا (مروہ سے صفا تک):

اب سعی کا دوسرا پھیرا شروع ہوتا ہے۔ یہ پھیرا مروہ سے صفا تک ہے۔ اس سعی کی دعا مندرجہ ذیل ہے جو زبانی یاد کر کے پڑھی جا سکتی ہے، کتاب کھول کر پڑھی جا سکتی ہے یا معلم کے پیچھے دہرائی جا سکتی ہے اور اگر یہ سب ممکن نہ ہو تو کسی زبان میں کوئی بھی دعا مانگی جا سکتی ہے۔

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد لا الٰہ الا اللّٰہ الواحد الفرد الصمد الذی لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا۔ و لم یکن لہ شریک فی الملک و لم یکن لہ ولی من الذل و کبرۃ تکبیرا۔ اللّٰھم انک قلت فی کتابک المنزل ادعونی أستجب لکم۔ دعوناک ربنا فاغفرلنا کما امرتنا انک لا تخلف المیعاد۔

ربنا اننا سمعنا منا دیا ینا دی للایمان ان امنو بربکم فامنا۔ ربنا فاغفرلنا ذنوبنا و کفر عنا سیئاتنا و توفنا مع الابرابر۔ ربنا و اتنا ماوعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد۔ ربنا علیک توکلنا و الیک أنبنا و الیک المصیر ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف الرحیم۔ رب اغفر وارحم واعف و تکرم و تجاوزعما تعلم انک تعلم مالا نعلم انک انت اللّٰہ الاعز الاکرام۔

ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ فمن حج البیت أواعتمرفلا جناح علیہ ان یطوف بھما و من تطوع خیرا فان اللّٰہ شاکر علیم۔

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جس کی ذات ایک ہے، جس کی کوئی بیوی یا اولاد نہیں، جس کے اقتدار میں کوئی شریک نہیں اور نہ ہی ذات کے وقت پر اس جیسا کوئی مددگار ہے۔ اور اس کو بڑا جان کر اس کی بڑائی بیان کر۔ اے اللہؐ بیشک تونے اپنی نازل کردہ کتاب میں فرمایا ہے "مجھے پکارو، میں تمہیں جواب دوں گا"۔ اے ہمارے پروردگار ہم تجھے پکارتے ہیں۔ ہمیں بخش دے جیسا کہ تونے فرمایا ہے کہ تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اے ہمارے پروردگار، بیشک ہم نے ایک مبلغ کو سنا ہے جو ایمان کی دعوت دے رہا ہے (یہ کہتے ہوئے) کہ "اپنے پروردگار پر ایمان لے آؤ" چنانچہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہ بخش دے۔ ہماری برائیوں کی تلافی فرما اور ہمیں نیکوکاروں کے ساتھ وفات دے۔ اے ہمارے پروردگار! تونے اپنے رسولوں کے ذریعے ہم سے جو وعدے کئے ہیں وہ ہمیں عطا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوانہ کرنا، بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اے ہمارے پروردگار! ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا ہے، ہم تجھ ہی سے التجا کرتے ہیں اور تیری طرف ہی پلٹنا ہے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لئے کوئی کینہ نہ رکھنا۔ اے ہمارے پروردگار! تو بیشک بڑا شفیق اور بڑے رحم والا ہے۔ اے پروردگار! ہمیں بخش دے، رحم فرما، معاف فرما اور کرم کر۔ (میرے گناہ) جو تو جانتا ہے نظر انداز کردے۔ بے شک تو وہ کچھ جانتا ہے جو ہم نہیں جانتے۔ بے شک تو اللہ ہے، سب سے زیادہ طاقتور، سب سے زیادہ کریم۔

بیشک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے۔ جو کوئی اپنی مرضی سے نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ شکر قبول کرنے والا، جاننے والا ہے۔

سعی کا تیسرا پھیرا (صفا سے مروہ تک)

سعی کا تیسرا پھیرا صفا سے شروع ہو کر مروہ پر ختم ہو جاتا ہے۔ تیسرے پھیرے کی مکمل دعا یوں ہے۔

اللّٰه اكبر اللّٰه اكبر اللّٰه اكبر ولِلّٰه الحمد ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انک علی کل شئ قدیر۔ اللّٰھم انی اسئلک الخیر کله عاجله وآجله وأ ستغفرک لذنبی و اسئلک رحمتک یا ارحم الراحمین۔ رب اغفر وارحم واعف و تکرم وتجاوز عما تعلم انک تعلم مالا نعلم انک انت اللّٰه الاعزالاکرام۔

رب زدنی علما ولا تزغ قلبی بعد اذهدیتنی۔ و هب لی من لدنک رحمة انک انت الوهاب اللّٰهم عافنی فی سمعی و بصری لا اله الا انت۔ اللّٰهم انی اعوذبک من عذاب القبر۔ لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ اللّٰهم انی اعوذبک من الکفر والفقر۔ اللّٰهم انی اعوذبک برضاک من سخطک و بمعافاتک من عقوبتک و اعوذبک منک لا احصی ثناء علیک انت کما أتنیت علی نفسک فلک الحمد حتی ترضی۔

ان الصفا والمروة من شعائر اللّٰه فمن حج البيت أواعتمرفلا جناح عليه أن يطوف بهما و من تطوع خيرا فأن اللّٰه شاكر عليم۔

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہمارا نور ہمارے لئے مکمل کر دے۔ ہمیں بخش دے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے ہمارے اللہ! میں تجھ سے ہر جلد یا تاخیر سے آنے والی بھلائی کا طلبگار ہوں۔ تجھ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے میں تیری رحمت کی بھیک مانگتا ہوں۔ اے ہمارے پروردگار! تو بیشک بڑا شفیق اور بڑے رحم والا ہے۔ اے پروردگار! ہمیں بخش دے، رحم فرما، معاف فرما اور کرم کر۔ (میرے گناہ) جو تو جانتا ہے نظر انداز کر دے۔ بے شک تو وہ کچھ جانتا ہے جو ہم نہیں جانتے۔ بے شک تو اللہ ہے، سب سے زیادہ طاقتور، سب سے زیادہ کریم۔ اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما، مجھے ہدایت دینے کے بعد میرے دل کو گمراہ نہ کر، مجھے اپنی رحمت سے نواز، بے شک تو خوب بخشنے والا ہے۔ اے اللہ! میری سماعت اور بصارت کو قائم رکھ۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے اللہ میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

تو پاک ہے، میں ناانصافیوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! میں تیرے غضب سے تیری خوشنودی میں پناہ چاہتا ہوں اور تیری سزا سے تیری معافی میں۔ میں (ہر مصیبت سے) تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا جس طرح تو نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے۔ تمام تعریف تیرے ہی لئے ہے حتیٰ کہ تیری خوشنودی حاصل ہو جائے۔

بیشک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے۔ جو کوئی اپنی مرضی سے نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ شکر قبول کرنے والا، جاننے والا ہے۔

سعی کا چوتھا پھیرا (مروہ سے صفا تک):

سعی کا چوتھا پھیرا مروہ کی جانب سے شروع ہو کر صفا پر ختم ہو جاتا ہے۔ چوتھے پھیرے کی دعا کی مکمل عبارت یوں ہے۔

اللّٰه اكبر اللّٰه اكبر اللّٰه اكبر ولله الحمد۔ اللّٰهم انى اسئلک من خير ما تعلم واعوذبک من شرما تعلم واستغفرک من کل ما تعلم انک انت علام الغيوب۔ لا اله الا اللّٰه الملک الحق المبين محمد رسول اللّٰه الصادق الوعد الامين۔ اللّٰهم انى اسئلک کما هديتنى للاسلام أن لا تنزعه منى حتى تتوفانى ونا مسلم۔ اللّٰهم اجعل فى قلبى نورا و فى سمعى نورا و فى بصرى نورا۔ اللّٰهم اشرح لى صدرى و يسرلى امرى و اعوذبک من شر وساوس الصدر و شتات الامر و فتنة القبر۔ اللّٰهم انى اعوذبک من شرما يلج فى الليل و شرما يلج فى النهار و من شرما تهب به الرياح يا ارحم الراحمين۔ سبحانک ما عبدنک حق عبادتک يا

اللّٰہ سبحانک ما ذکرناک حق ذکرک یا اللّٰہ۔ رب اغفر و ارحم واعف و تکرم و تجاوز عما تعلم انک تعلم مالا نعلم انک انت اللّٰہ الاعزالاکرام۔

ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت اَواعتمر فلا جناح علیہ اَن یطوف بھما و من تطوع خیرا فاَن اللہ شاکر علیم۔

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس بھلائی کا طلبگار ہوں جو تو جانتا ہے اور اس بدی سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو تو جانتا ہے۔ میں ہر اس (برائی) سے تیری بخشش چاہتا ہوں جسے تو جانتا ہے۔ بے شک تو غیب کا علم خوب جانتا ہے۔ اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو صاحب اختیار اور واضح سچائی ہے۔ (اور) حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول، وعدے کے سچے اور امین ہیں۔ اے اللہ میں جیسا کہ تو نے مجھے اسلام کے لئے ہدایت دی ہے میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اسے مجھ سے سلب نہ کیا جائے حتیٰ کہ تو میری وفات طور مسلمان کرے۔ اے اللہ میرے دل کو نور سے بھر دے، میری سماعت کو نور سے اور میری بصارت کو نور سے بھر دے۔ اے اللہ! میرا سینہ کشادہ کر دے اور میرے امور آسان کر دے۔ میں دل کے وسوسوں، معاملے کے بگاڑ اور قبر کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ میں اس برائی سے جسے ہوائیں اڑا لاتی ہیں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے، اے اللہ تو پاک ہے ہم نے تیری عبادت کا صحیح حق ادا نہیں کیا۔ اے اللہ تو پاک ہے ہم نے تیرے ذکر کا صحیح حق ادا نہیں کیا۔ اے پروردگار! ہمیں بخش دے، رحم فرما، معاف فرما اور کرم کر۔ (میرے گناہ) جو تو جانتا ہے نظر انداز کر دے۔ بے شک تو وہ کچھ جانتا ہے جو ہم نہیں جانتے۔ بے شک تو اللہ ہے، سب سے زیادہ طاقتور، سب سے زیادہ کریم۔

بیشک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے۔ جو کوئی اپنی مرضی سے نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ شکر قبول کرنے والا، جاننے والا ہے۔

سعی کا پانچواں پھیرا (صفا سے مروہ تک):

سعی کا پانچواں پھیرا صفا سے شروع ہو کر مروہ پر ختم ہو جاتا ہے۔ پانچویں پھیرے کی مکمل دعا یوں ہے۔

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد۔ سبحانک ما شکرناک حق شکرک یا اللّٰہ۔ اللّٰھم حبب الینا الایمان و زینہ فی قلوبنا وکرہ الینا الکفر والفسوق والعصیان واجعلنا من الراشدین۔ رب اغفروارحم واعف و تکرم و تجاوز عما تعلم انک تعلم ما لانعلم انک انت اللّٰہ

الاعزالاکرام۔ اللّٰھم قنی عذابک یوم تبعث عبادک۔ اللّٰھم اھدنی بالھدی و نقنی بالتقوی۔ واغفرلی فی الاخرۃ والاولی۔ اللّٰھم ابسط علینا من برکاتک و رحمتک و فضلک و رزقک۔ اللّٰھم انی اسئلک النعیم المقیم الذی لا یحول ولا یزول ابدا۔ اللّٰھم اجعل فی قلبی نورا۔ وفی بصری نورا۔ و فی لسانی نورا۔ و عن

یمینی نورا۔ و من فوق نورا۔ واجعل فی نفسی نورا۔ وعظم لی نورا۔ رب اشرح لی صدری و یسرلی امری۔
ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ فمن حج البیت أواعتمرفلا جناح علیہ أن یطوف بھما و من تطوع خیرا
فأن اللّٰہ شاکر علیم۔

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اے اللہ تو پاک ہے ہم نے تیرے شکر کا حق ادا نہیں کیا۔ اے اللہ ہم میں ایمان کی محبت پیدا کر، اسے ہمارے دلوں کی زینت بنا اور ہم میں کفر، گناہ اور نافرمانی کے لئے نفرت پیدا کر۔ ہمیں ہدایت فرما اور کرم کر۔ (میرے گناہ) جو تو جانتا ہے نظر انداز کر دے۔ بے شک تو وہ کچھ جانتا ہے جو ہم نہیں جانتے۔ بے شک تو اللہ ہے، سب سے زیادہ طاقتور، سب سے زیادہ کریم۔ ہمارے پروردگار! مجھے اپنے عذاب سے بچا جس روز تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔ اے اللہ مجھے اپنی ہدایت سے راستہ دکھا، تقویٰ سے میری صفائی فرما اور مجھے آخرت اور اس سے پہلے کی زندگی میں بخش دے۔ اے اللہ ہم پر اپنی برکتیں، رحمت، فضل اور رزق کشادہ کر۔ اے اللہ! میں تجھ سے ایسی دائمی نعمت کا سوال کرتا ہوں جو نہ کبھی بدلتی ہے اور نہ ہی تباہ ہوتی ہے۔ اے اللہ! میرے دل میں نور، میری نگاہ میں نور، میری زبان میں نور، میرے دائیں نور، میرے اوپر نور اور میرے نفس میں نور بھر دے۔ میرے نور میں اضافہ فرما۔ اے پروردگار! میرا سینہ کشادہ فرما اور میرے معاملوں میں آسانی فرما۔

بیشک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے۔ جو کوئی اپنی مرضی سے نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ شکر قبول کرنے والا، جاننے والا ہے۔

سعی کا چھٹا پھیرا (مروہ سے صفا تک):

سعی کا چھٹا پھیرا مروہ کی جانب سے شروع ہو کر صفا پر ختم ہو جاتا ہے۔ چھٹے پھیرے کی دعا کی مکمل عبارت یوں ہے۔

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد لا الہ الا اللّٰہ وحدہ صدق وعدہ و نصر عبدہ و ھزم الاحزاب وحدہ لا الہ الا اللّٰہ ولا نعبد۔ الاایاہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون۔ اللّٰھم انی اسئلک الھدی والتقی والعاف والغنی۔ اللّٰھم لک الحمد کالذی تقول و خیرا مما نقول۔ اللّٰھم انی اسئلک رضاک والجنۃ و اعوذبک من سخطک والنار وما یقربنی الیھا من قول اوفعل اوعمل۔ اللّٰھم بنورک اھتدینا و بفضلک استغنینا و فی کنفک وانعامک وعطائک و احسانک اصبحنا و أمسینا۔ انت الاول فلا قبلک شئ ولاخر فلا بعدک شئ۔ والظاھر فلاشئ فوقک والباطن و عذاب القبر و فتنۃ الغنی و نسئلک الفوز بالجنۃ۔ رب اغفروارحم واعف و تکرم و تجاوز عما تعلم انک تعلم ما لا نعلم۔ انک انت اللّٰہ الاعزالاکرام۔
ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ فمن حج البیت أواعتمرفلا جناح علیہ أن یطوف بھما و من تطوع خیرا
فأن اللّٰہ شاکر علیم۔

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔ اس ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ اپنے بندے کی مدد فرمائی۔ احزاب کو خود شکست دی۔ اس ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم دین کے لئے مخلص ہو کر صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں، خواہ کافر اس سے نفرت کیوں نہ کریں۔ اے اللہ میں تجھ سے رہنمائی، تقویٰ، سلامتی اور تونگری کا طلبگار ہوں۔ اے اللہ تمام تعریف تیرے ہی لئے ہے جیسا کہ تو فرماتا ہے اور اس سے بہتر جو ہم کہتے ہیں۔ اے اللہ میں تیری خوشنودی اور جنت کا طلبگار ہوں۔ جو مجھے اس کے قریب کر دے۔ اے اللہ ہم تیرے نور سے ہدایت پاتے ہیں۔ تیرے فضل سے استغناء پاتے ہیں اور تیری حفاظت، انعام، عطا اور احسان میں صبح شام سرشار رہتے ہیں۔ تو اول ہے، تجھ سے پہلے کچھ بھی نہ تھا۔ تو آخر ہے، تیرے بعد کچھ بھی نہ ہو گا۔ تو غالب ہے، تجھ سے برتر کچھ نہیں۔ ہم افلاس، سستی، عذاب قبر اور دولت کے فتنوں سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ ہم تجھ سے حصول جنت کے لئے کامیابی کے طلبگار ہیں۔ اے پروردگار! ہمیں بخش دے، رحم فرما، معاف فرما اور کرم کر۔ (میرے گناہ) جو تو جانتا ہے نظر انداز کر دے۔ بے شک تو وہ کچھ جانتا ہے جو ہم نہیں جانتے۔ بے شک تو اللہ ہے، سب سے زیادہ طاقتور، سب سے زیادہ کریم۔

بیشک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرے کرے اس کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے۔ جو کوئی اپنی مرضی سے نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ شکر قبول کرنے والا، جاننے والا ہے۔

سعی کا ساتواں پھیرا (صفا سے مروہ تک):

سعی کا ساتواں پھیرا صفا سے شروع ہو کر مروہ پر ختم ہو جاتا ہے۔ ساتویں پھیرے کی مکمل دعا یوں ہے۔

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر کبیرا والحمدللّٰہ کثیرا اللّٰھم حبب الی الایمان و زینہ فی قلبی و کرہ الی الکفر والفسوق والعصیان واجعلنی من الراشدین۔ رب اغفر وارحم واعف و تکرم و تجاوز عماتعلم انک تعلم ما لا نعلم انک انت اللّٰہ الاعزالاکرام اللّٰھم اختم بالخیرات اجالنا و حقق بفضلک امالنا وسھل لبلوغ رضاک سبلنا و حسن فی جمیع الاحوال اعمالنا یا منقد الفرق یا منجی الھلکی یا شاھد کل نجوی یا منتھی کل شکوی یا قدیم الاحسان یادائم المعروف یا من لاغنی بشئی عنہ ولا بدلکل شئی منہ یا من رزق کل شئی علیہ و مصیر کل شئی الیہ اللّٰھم انی عائذبک من شرما اعطینا و من شرما منعتنا اللّٰھم توفنا مسلمین والحقنا بالصالحین غیر خزابا ولا مفتونین رب یسر ولا تعسر رب اتمم بالخیر۔

ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ فمن حج البیت أواعتمرفلا جناح علیہ أن یطوف بھما و من تطوع خیرا فأن اللّٰہ شاکر علیم۔

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ بہت اور بکثرت تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اے اللہ مجھے ایمان کی محبت عطا فرما اور اسے میرے دل کی زینت بنا۔ کفر، گناہ اور نافرمانی سے مجھے متنفر فرما۔ مجھے ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرما۔ اے پروردگار! ہمیں بخش دے، رحم فرما، معاف فرما اور کرم کر۔ (میرے گناہ) جو تو جانتا ہے نظر انداز کر دے۔ بے شک تو وہ کچھ جانتا ہے جو ہم نہیں جانتے۔ بے شک تو اللہ ہے، سب سے زیادہ طاقتور، سب سے زیادہ کریم۔ اے اللہ ہمارا عرصہ حیات نیکیوں میں ختم ہو۔ ہماری امیدیں تیرے فضل سے پوری ہوں۔ تیری خوشنودی پانے کے لئے ہماری راہیں آسان فرما اور ہر حالت میں ہمارے اعمال میں حسن پیدا کر۔ اے ڈوبتوں کو بچانے والے، اے ہلاک ہونے والوں کی پناہ گاہ، اے ہر سرگوشی کے گواہ، اے ہر شکایت کا آخری مقام، اے دائمی احسان کرنے والے، اے ہمیشہ بھلائی کرنے والے، اے وہ ذات جس کے بنا وہ کچھ ممکن نہیں، اے وہ ذات جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں، اے وہ ہستی جس پر سب کا رزق منحصر ہے اور جس کی طرف سب کو لوٹنا ہے۔ اے اللہ، جو کچھ تو نے ہمیں دیا ہے اور جو کچھ ہم سے روکا ہے میں ان سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ ہمیں بحیثیت مسلمان وفات دے اور رسوائی اور دیوانگی کے بغیر نیکوکاروں میں شامل فرما۔ اے پروردگار کام آسان فرما، مشکل نہ بنا۔ اے پروردگار انجام بہتر فرما۔

بیشک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرے کرے اس کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے۔ جو کوئی اپنی مرضی سے نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ شکر قبول کرنے والا، جاننے والا ہے۔

ساتویں چکر کے بعد مروہ پر آپ کی سعی مکمل ہو جائے گی۔ اب آپ تمام سر کے بال منڈوالیں یا انگلی کے ایک پور کی لمبائی کے برابر بلکہ کچھ زیادہ تمام سر کے بال کتروائیں۔ اگر بال انگلی کے ایک پور کی لمبائی سے کم ہیں تو سر منڈوانا ہی ضروری ہے۔ بعض حضرات مروہ کی پہاڑی پر جو لوگ قینچی لئے کھڑے ہوتے ہیں، ان سے سر کے چند بال کتروا کر سمجھتے ہیں کہ احرام کھل گیا، یہ غلط ہے۔ حنفی محرم کے حلال ہونے کیلئے سر کے چند بال کتروانا ہرگز کافی نہیں ہے۔ اگر کسی نے اس طرح سے چند بال کتروا کر سلے ہوئے کپڑے پہن لئے اور پورے ایک دن یا ایک رات یا اس سے زیادہ پہنے رہا تو اس پر دم واجب ہو جائے گا کیونکہ احرام کھلنے کے لئے کم از کم چوتھائی سر کے بال کتروانا واجب ہے اور تمام سر کے بال کتروانا یا منڈوانا سنت ہے، سر منڈوانے میں پہلے دائیں جانب سے منڈوانا مسنون ہے۔ عورتوں کے لئے سر منڈوانا جائز نہیں۔ آپ کے ساتھ بیوی ہو یا ایسی عورت جس کے آپ محرم ہیں تو یہ حکم ہے کہ انگلی کے ایک پور کے برابر یا اس سے کچھ زیادہ ساری چٹیا پکڑ کر یا چٹیا کے دائیں بائیں اور پیچھے تین حصے کر کے ہر حصے سے انگلی کے ایک پور کے برابر یا اس سے کچھ زیادہ بال کٹوائیں یا کاٹ دیں تو احرام سے نکلنے کیلئے کافی ہے۔

مناسکِ حج

حج کا پہلا دن۔۔۔۸ ذی الحجہ

*مکہ سے منیٰ کو روانگی۔

*منیٰ میں آج کے دن ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز قائم کرنی ہے۔

*رات منیٰ میں قیام۔

حج کا دوسرا دن۔۔۔9ذی الحجہ

*فجر کی نماز منیٰ میں ادا کر کے عرفات کو روانگی۔

*ظہر کی نماز عرفات میں قائم کرنی ہے۔

*وقوفِ عرفات۔

*عصر کی نماز عرفات میں قائم کرنی ہے۔

*مغرب کے وقت مغرب کی نماز قائم کئے بغیر مزدلفہ کو روانگی۔

*مغرب اور عشاء کی نمازیں عشاء کے وقت مزدلفہ میں قائم کرنی ہیں۔

*رات مزدلفہ میں قیام کرنا ہے۔

حج کا تیسرا دن۔۔۔10ذی الحجہ

*مزدلفہ میں فجر کی نماز کے بعد منیٰ کو روانگی۔

*پہلے بڑے شیطان کی رمی۔

*پھر قربانی کرنا۔

*پھر سر کے بال منڈانا یا کترنا۔

*پھر طواف زیارت کے لئے مکہ جانا۔

*رات منیٰ میں قیام۔

حج کا چوتھا دن۔۔۔۱۱ذی الحجہ

*منیٰ میں رمی کرنا زوال کے بعد سے صبح صادق تک۔

*پہلے چھوٹے شیطان کی۔

*پھر درمیانے شیطان کی۔

*پھر بڑے شیطان کی رمی کرنا ہے۔

*طواف زیارت اگر کل نہیں کیا تھا تو آج کرلیں۔

*رات منیٰ میں قیام

حج کا پانچواں دن۔۔۔۱۲ذی الحجہ

*منیٰ میں رمی کرنا زوال کے بعد سے صبح صادق تک۔

*پہلے چھوٹے شیطان کی۔

*پھر درمیانے شیطان کی۔

*پھر بڑے شیطان کی رمی کرنا ہے۔

*طواف زیارت اگر کل نہیں کیا تھا تو آج مغرب سے پہلے کرلیں۔

* ۱۳ذی الحجہ کو اگر قیام کا ارادہ ہے تو کنکریاں زوال سے پہلے ماری جاسکتی ہیں مگر مکروہ ہے۔

نوٹ:اس کے علاوہ حج کے بقیہ دنوں میں روزمرہ کی طرح نمازیں ادا کریں۔طواف زیارت کا وقت ۱۰ذی الحجہ کی فجر سے ۱۲ذی الحجہ کی غروب آفتاب یعنی مغرب تک ہے۔طواف زیارت سے رات کے کسی بھی حصے میں فارغ ہوں تو بقیہ رات قیام کے لئے منیٰ میں چلے جائیں۔

ایامِ حج

۸ذی الحجہ سے ۱۲ذی الحجہ کے دن حج کے دن کہلاتے ہیں۔یہی دن اس سارے سف کا حاصل ہیں اور انہی دنوں میں اسلام کا اہم رکن مکمل ہوتاہے۔۷ذی الحجہ مغرب کے بعد ۸ذی الحجہ کی رات شروع ہو جائے گی۔رات ہی کو منیٰ کے لئے روانگی کی سب تیاری کر لیں۔سنت کے مطابق پہلے غسل کریں تو افضل ہے ورنہ غسل کریں اور اس غسل میں نیت احرام کی کریں۔اگر مکروہ وقت نہ ہو تو احرام کی چادریں باندھ کر سر ڈھک کر دو رکعت نفل قائم کریں۔اس کے بعد جائے نماز پر ہی پہلے اپنا سر کھول لیں اور پھر دل میں حج کی نیت کریں۔زبان سے کہہ لینا بھی افضل ہے۔

حج کی نیت

اللّٰھم انی ارید الحج۔فیسرہ لی وتقبلہ منی۔واعنی علیہ وبارک لی فیہ نویت الحج واحرمت بہ للہ تعالیٰ

ترجمہ:اے اللہ میں حج کی نیت کرتاہوں پس اس کو میرے لئے آسان کردے اور مجھ سے قبول کرلے اور اس میں میری مدد فرما اور اس میں میرے لئے برکت ڈال۔نیت کی میں نے حج کی اور احرام باندھا اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے۔

اس کے فوراً بعد قدرے بلند آواز سے تین مرتبہ تلبیہ کہیں،آہستہ آواز سے درود شریف پڑھیں اور دعا بھی مانگیں۔اب آپ پر ایک دفعہ پھر احرام کی پابندیاں لازم ہو گئیں،احتیاطاً ایک دفعہ یہ پابندیاں کتاب میں پھر دیکھ لیں۔اگر آسانی سے ممکن ہو تو حرم شریف میں جاکر بیت اللہ کا طواف کریں اور واجب الطواف کی دو رکعت قائم کرکے پھر احرام کی نیت سے دو رکعت نفل قائم کریں اور حج کی نیت وہاں کریں۔یہ افضل ہے مگر لازمی اور ضروری ہر گز نہیں۔اگر معلم کی یا دوسری جس سواری سے آپ منیٰ جارہے ہیں اس کے جانے تک وقت اجازت دے تو ضرور جائیں کیونکہ آپ کو اپنی سواری جو منیٰ حاجیوں کو لے جارہی ہے اس کا خیال رکھنا ہے کہ کہیں آپ رہ نہ جائیں اور بعد میں پریشان ہوتے پھریں اس لئے احتیاط لازم ہے۔منیٰ کو روانگی ۸ذی الحجہ کو فجر سے پہلے رات میں بھی کسی وقت ہو سکتی ہے۔روانگی کے وقت احرام کی فاضل چادریں یا تولئے اگر ہیں،لوٹا،گلاس،کھانے اور چائے کے دو چار برتن اور چمچے،قربانی اور سفر کے دوران اخراجات کی رقم ساتھ لے لیں۔

اپنی ساری رقم ساتھ لئے پھرنا کسی طور پر مناسب نہیں۔رقم کو اپنی رہائش گاہ پر کسی محفوظ الماری یا بکس میں مقفل اور محفوظ کرنا ممکن نہ ہو تو کسی بینک یا معتبر اور مستند امانت دار کے پاس رکھوا کر وقفے وقفے سے حسب ضرورت لے کر خرچ کرنے کے لئے رکھنا بھی حفاظت کا ایک طریقہ ہے۔ایسے امانت دار کے طور پر مدرسہ صولتیہ جو پچھلے ایک سو دس سال سے حاجیوں کی خدمت کررہا

ہے۔ آپ بلاخوف وخطر یہاں اپنی رقم جمع کرا کے رسید حاصل کرلیں۔ (مدرسہ صولتیہ، شارع جبل کعبہ، محلہ حارۃ الباب، حرم شریف کے مشہور دروازے باب العمرہ سے پانچ منٹ کے فاصلے پر واقع ہے۔)

۸ ذی الحجہ۔۔۔حج کا پہلا دن

منیٰ کو روانگی:

۸ ذی الحجہ کی صبح فجر کی نماز سے فارغ ہو کر منیٰ کی جانب کوچ ہوگا۔ اس سفر میں تلبیہ کثرت سے پڑھتے رہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کو آپ کے یہ کلمات بہت پسند ہیں۔ جتنی کثرت سے حاجی اس کو پڑھیں گے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا قرب حضور پاک ﷺ کے طفیل آپ کے ساتھ ہوگا۔ ساتھ ساتھ استغفار پڑھتے رہیں اور درود شریف کی کثرت رکھیں۔ ظہر سے پہلے پہلے آپ انشاء اللہ منیٰ پہنچ جائیں گے۔ آپ کے معلم نے آپ کے لئے خیمہ میں یا جہاں بھی قیام کی جگہ کا انتظام کیا ہے وہاں آپ آرام کریں۔ یہاں کے مناسک حج میں آج ظہر، عصر، مغرب اور عشاء تک چار اور ۹ ذی الحجہ کی فجر کی نماز منیٰ میں ادا کرنا شامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی پانچ نمازیں منیٰ میں ادا فرمائی تھیں۔ منیٰ میں یہ دعا پڑھیں۔

سبحان الذی فی السماء عرشه۔ سبحان الذی فی الارض موطۂ۔ سبحان الذی فی البحر سبیله۔ سبحان الذی فی النار سلطانه۔ سبحان الذی فی الجنة رحمة۔ سبحان الذی فی القبر قضاۂ۔ سبحان الذی فی الهواء روحه۔ سبحان الذی رفع السمآء سبحان الذی وضع الارض۔ سبحان الذی لا ملجا ولا منجا الا الیه۔

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس کا عرش آسمان میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کا ٹھکانہ زمین میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کا راستہ سمندر میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کی حکمرانی آگ پر ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کی رحمت جنت میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کا حکم آخری قبر میں ظاہر ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کا حکم ہوا پر ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے آسمان کو بلند کیا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے زمین کو بچھایا۔ پاک ہے وہ ذات جس کے سوا کوئی سہارا ہے اور نہ جائے پناہ ہے۔

منیٰ کو دیکھ کر ذہن پھر صدیوں پیچھے چلا جاتا ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حکم سے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کے ارادے سے منیٰ میں لائے تھے اور انہیں ماتھے کے بل گرادیا تھا تو اس وقت ان کی قربانی اس طرح قبول فرمائی گئی۔ ''اور ہم نے ندا دی کہ اے ابراہیمؑ تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک کھلی آزمائش تھی اور ہم نے ایک بڑی قربانی فدیہ میں دے کر اس بچے کو چھڑا لیا اور اس کی تعریف اور توصیف ہمیشہ کے لئے بعد کی نسلوں میں چھوڑ دی۔ سلام ہے ابراہیمؑ پر۔ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔''

(سورۃالصّٰفّٰت:۱۰۴۔۱۱۰)

آج کا سارا دن اور ساری رات منیٰ ہی میں بسر ہو گی۔ یہ عبادتوں کے دن ہیں، عبادتوں کی راتیں ہیں اور لوگ اس مالک کو یاد کرتے ہیں جو ان سب کا آقا ہے۔ رات اس کے حضور اس کی عبادت اور اس کی جناب میں گریہ زاری میں بسر ہوتی ہے۔ اللہ کا بندہ سب سے الگ اپنے رب کے سامنے اپنے گناہوں سے توبہ مانگتا ہے۔ شب کے ان تاریک لمحوں میں ایک اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے جو اپنے پشیمان بندے کو دیکھتی ہے۔ رات میں استغفار پڑھتے رہیں اور درود شریف کی کثرت رکھیں۔

۹ذی الحجہ۔۔۔حج کا دوسرا دن

فجر کی نماز منیٰ میں ادا کرنے کے بعد سورج نکل کر دھوپ جبل ثبیر پر پھیل جائے تو عرفات جانا اولیٰ ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بعد فجر تشریف لے گئے تھے۔ آج مغفرت کا دن ہے آج یوم عرفہ ہے۔ حج کا رکن اعظم، مسئلہ کی رو سے میدان عرفات میں ۹ذی الحجہ کی دوپہر سے ۱۰ذی الحجہ کی صبح صادق تک کچھ دیر کا قیام حج کا رکن اعظم ہے جس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔

عرفات کو روانگی

آپ کو مکہ معظمہ سے منیٰ لانے والی گاڑیاں یہاں سے عرفات لے جائے گی۔ عرفات کی طرف جاتے ہوئے ان لمحات میں خشوع و خضوع کے ساتھ دعائیں مانگیں۔

اے اللہ! تیرے پیارے حبیب ﷺ نے جس میدان عرفات میں جا کر امت کے لئے دعائیں مانگیں تھیں اسی میدان میں ہم تیرے پاس آرہے ہیں۔ اے اللہ تو ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ رہنے میں ہماری مدد فرما۔

اکثر فجر کی نماز کے بعد عرفات پہنچنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہاں آپ کو انسانوں کا ایک سمندر نظر آئے گا جس میں آپ بھی شامل ہیں۔ اس سمندر کی موجیں ایک دوسرے کے ساتھ لہراتی آگے بڑھتی چلی آرہی ہیں۔ اب نہ قومیت کی پرواہ نہ زبان کا خیال، نہ رنگ کی پرواہ، نہ نسل کا خیال، سب ایک دوسرے کے کندھے سے کندھا ملائے بڑھتے ہوئے چلے جارہے ہیں۔ عرفات کی جانب، یہ سب اللہ کے بندے ہیں۔ سب اللہ کے مہمان ہیں۔ ان سب کو اللہ نے بلایا ہے، یہ سب اللہ کی طلبی پر یہاں آئے ہیں اور پھر جس قدر ہو سکے تلبیہ، درود شریف اور کلمہ چہارم جو حضور پاک ﷺ نے اس جگہ پڑھا اور پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ خوب پڑھیں اور عرفات کے راستے میں یہ بھی پڑھتے ہوئے جائیں۔

اللّٰھم اجعلھا خیر غدوۃ غدوتھا قط و اقربھا من رضوانک وابعدھا من سخطک اللّٰھم الیک توجھت و علیک توکلت ووجھک اردت فاجعل ذنبی مغفورا و حجی مبرورا و ارحمنی ولا تخیبنی و بارک لی فی سفری

واقض بعرفات حاجتی انک علی کل شئی قدیر

ترجمہ: اے اللہ میری تمام صبحوں سے اس صبح کو بہتر کردے، اپنی رضامندی سے زیادہ قریب کردے اور اپنے غصے سے زیادہ دور کردے۔ اے اللہ! میں تیری طرف متوجہ ہوا اور تجھ پر ہی بھروسہ رکھتا ہوں اور تیری ذات کو چاہتا ہوں۔ پس میرے گناہوں کو بخش دے اور حج کو قبول کر اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے محرم نہ کر اور میرے سفر میں برکت ڈال اور عرفات میں میری حاجت پوری کر۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

انسانوں کا یہ ٹھاٹیں مارتا ہوا سمندر ظہر سے پہلے پہلے میدان عرفات پہنچ جائے گا۔ میدان عرفات پہنچ کر جبل رحمت پر نظر پڑتی ہے۔ یہی وہ پہاڑ ہے جس کے دامن میں سرکار دوعالم جنات رسالت مآب ﷺ نے آخری حج کے موقع پر خطاب فرمایا تھا۔ حضور پاک ﷺ کے خطبہ حجتہ الوداع میں بیان کیا ہوا انسانیت کا منشور یاد آنے لگتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ ”نہ کسی عرب کو عجمی پر کوئی فوقیت ہے، نہ کسی عجمی کو کسی عرب پر، نہ کالا گورے سے افضل ہے اور نہ گورا کالے سے ہاں اگر بزرگی اور فضیلت کا کوئی معیار ہے تو وہ ”تقویٰ“ ہے۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اپنے غلاموں کا خیال رکھو، ہاں غلاموں کا خیال رکھو، انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو، ایسا ہی پہناؤ جیسا تم پہنتے ہو۔ عورتوں سے بہتر سلوک کرو کیونکہ وہ تو تمہاری پابند ہیں اور خود وہ اپنے لئے کچھ نہیں کرسکتیں۔ میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ تم کبھی گمراہ نہ ہوسکو گے اگر اس پر قائم رہے اور وہ ”اللہ“ کی کتاب ہے اور ہاں دیکھو دینی معاملات میں غلو سے بچنا کہ تم سے پہلے کے لوگ ان ہی باتوں کے سبب ہلاک کردیئے گئے تھے۔“

اور پھر ذہنوں میں قرآن پاک کی وہ آیت گونجنے لگتی ہے جو اسی میدان میں نازل ہوئی تھی۔ جب سرکار دوعالم ﷺ جبل رحمت سے خطبہ دینے کے لئے مسجد نمرہ کی طرف تشریف لے جارہے تھے۔

”آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کردیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے پسند کرلیا ہے۔“(سورۃ المائدہ۔۳)

عرفات پہنچ کر اپنے خیمے میں قیام کیجئے۔ عرفات کا میدان ایک عظیم الشان لق ودق میدان ہے۔ چاروں طرف اس کی حدود پر نشانات لگوادیئے ہیں تاکہ وقوف عرفات سے باہر نہ ہو۔ عرفات میں جس طرف سے داخل ہوتے ہیں وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قائم کی ہوئی ایک مسجد ہے یہی مسجد نمرہ ہے۔ میدان عرفات میں جہاں بھی جگہ ملے آپ ٹھہر جائیں۔ زوال سے پہلے توبہ واستغفار میں مصروف رہیں۔ مسئلے کی رو سے آپ کو ظہر اور عصر کی نماز عرفات میں ادا کرنی ہے۔ زوال کا وقت شروع ہوتے ہی مسجد نمرہ کے امام صاحب ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ ظہر کے وقت ظہر اور عصر کی نمازیں ملا کر پڑھاتے ہیں۔ مسجد نمرہ میں

جوامام صاحب نماز پڑھاتے ہیں وہ ریاض کے شہر سے آتے ہیں اور مسافر ہوتے ہیں۔ عرفات کا میدان دور تک پھیلا ہوا ہے اس لئے مسجد نمرہ سے دور ٹھہرنے والوں کو یہ مشورہ ہے کہ مسجد میں جانے کی کوشش نہ کریں کیونکہ ایک ہی شکل کے لاتعداد خیمے ہونے کے سبب زیادہ تر حضرات اپنے اپنے خیموں میں پہنچنے کے بجائے بھٹک جائیں گے تو پھر بہت تکلیف ہوگی۔ چنانچہ اپنے اپنے خیموں میں لوگ جمع ہو کر اپنے اپنے امام کے پیچھے صرف نماز ظہر قائم کریں اور عصر کے وقت عصر کی نماز قائم کریں۔ اس ضمن میں کسی سے حجت اور جھگڑا نہ کریں۔ اگر کوئی مسجد نمرہ کے علاوہ میدان عرفات میں دونوں نمازیں ملا کر قائم کر لیتا ہے اور اگر آپ مفتی، معلم یا عالم ہوں پھر بھی اس کو روکنے کی کوشش میں وقت ضائع نہ کریں، یہ دن ادھر ادھر کی باتوں میں یا کسی اور کام میں گزارنا نہیں چاہئے بلکہ عبادت اور دعاؤں میں گزارنا چاہئے۔

وقوفِ عرفات

ایک تھوڑے سے حصے میں تقریباً ۲۵ لاکھ کا ایک شہر آباد ہو گیا ہے۔ ایک ایسا شہر جس کے ہر فرد کا ایک لباس، جن کے لب پر ایک ہی نام، جس کے ہر فرد کے دل میں ایک ہی آرزو کہ "اللہ" اس کی توبہ قبول کر لے۔ اس کے گناہوں کو معاف کر دے۔ یہ دنیا بھر کے بکھرے ہوئے انسانوں کا سب سے بڑا اجتماع ہے جو ہر سال ہوتا ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ وقوف عرفات کا وقت عرفہ کے دن زوال آفتاب کے وقت سے شروع ہو جاتا ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر وقوف میں مصروف ہو جائیں۔ ممکن ہو سکے تو قبلہ رخ کھڑے ہو کر مغرب تک وقوف کیجئے اگر پورا وقت کھڑے رہنا مشکل ہو تو جتنی دیر کھڑے رہنے کی طاقت ہو کھڑے رہئے۔ وقوف کے وقت بیٹھنا بلکہ لیٹنا بھی جائز ہے۔ یہ وقت اور مقام دعاؤں اور مناجاتوں اور توبہ استغفار کی قبولیت کا ہے اور ایسا مبارک وقت سال بھر نہیں ملتا۔ نیز میدان عرفات جیسی مقدس جگہ اور کہیں نہیں مل سکتی۔ پتہ نہیں زندگی میں دوبارہ اس بارگاہ رحمت میں حاضری کا موقع نصیب ہوتا ہے یا نہیں چنانچہ ہر دعا دل سے مانگیں۔

حضور ﷺ نے عرفات کے میدان میں اپنی امت کو نہیں بھلایا اور رو رو کر مغرب کے وقت تک امت کے لئے دعائیں مانگیں۔ اس محبوب ﷺ کے اوپر اگر عرفات میں ہم درود نہیں بھیجتے تو پھر کامیابی کیسے ہو سکتی ہے۔ اس لئے حضور پاک ﷺ پر بے انتہا درود بھیجیں اور ۱۰۰ مرتبہ کلمہ چہارم ضرور پڑھیں حضور پاک ﷺ نے اور ان سے پہلے جتنے انبیاء آئے ہیں سب نے اس کلمہ کو اپنے لئے دعا کا درجہ دیا ہے۔

اپنے والدین کے لئے دعا مانگیں جس کے والدین فوت ہو گئے ہوں ان کی مغفرت کیلئے دعا مانگیں۔ امت کے لئے، صحابہ کرام کیلئے، ملک کے لئے بھی دعا مانگیں۔ ان دعاؤں کو مانگتے ہوئے نہایت عجز و انکساری سے کام لیں بالکل ایسے ادب سے کھڑے رہیں جیسے آپ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کے سامنے کھڑے ہیں۔ ہاں یہ اللہ رب العزت کا دربار ہی تو ہے اور آپ اس کی آغوش رحمت میں

کھڑے ہیں خوب گریہ وزاری کریں، روئیں اور دل کھول کر روئیں یہ قیمتی وقت اپنی ذات کو اللہ سے قریب لانے کا ہے۔ عصر کا وقت قریب آتا جارہا ہے۔ قبولیت کا وقت، بندے اپنے آقا سے اتنے قریب ہیں کہ شاید اللہ سے اتنے قریب ہونے کا نادر موقع نہیں ملے گا۔ یہی توبہ کا وقت ہے، یہی استغفار کی ساعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان یاد آنے لگتا ہے۔

''پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں۔''

اب دلوں کو مکمل یقین ہے کہ ان کی عبادت قبول ہو گی۔ توبہ کرنے والوں کو کامل یقین ہے کہ ان کی توبہ قبول ہو گی وہ بے اختیار اللہ کو پکارتے ہیں۔

وقوف عرفات کی دعا

یہ دعا قرآن پاک کی آیتوں اور مشہور و مقبول دعاؤں کا اردو ترجمہ ہے تا کہ ہر شخص سمجھ کر اور دل لگا کر پڑھے، ہر زبان کا پیدا کرنے والا آپ کی زبان کو جانتا اور سمجھتا ہے۔ انتہائی عجز وانکسار کے ساتھ اس کو پڑھئے۔ دل اور آنکھیں بھی دعا میں زبان کا ساتھ دیتی ہیں۔

''اے میرے اللہ! تو نے ہمیں دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور ہماری دعاؤں کو قبول کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے کہ ''مجھ سے مانگو میں پورا کرونگا۔''

اے ہمارے اللہ! ہماری کوتاہیوں سے در گزر فرما، ہماری برائیوں کی پردہ پوشی فرما، اپنی رحمت و کرم سے ہمارے تمام کاموں میں آسانیاں پیدا کر۔

اے اللہ! میں اس مبارک سفر میں اور اس میدان عرفات میں تجھ سے تیری دائمی خوشنودی اور رضامندی کے ساتھ ہر قسم کی آسانی اور سہولت کا طلبگار ہوں، تو ہی ہمارا رفیق و مددگار ہے تو ہی ہمارے بال بچوں اور گھر والوں کا محافظ و نگہبان ہے، اس سفر کی ہر زحمت کو قبول فرما اور ہر کام میں ہمیں نیک نیتی پر قائم رکھ۔ میں اس میدان عرفات میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ تیرے سوا میرا کوئی معبود و مالک نہیں اور حضرت محمد ﷺ تیرے خاص بندے اور برحق رسول اور پیغمبر ہیں۔

اے دنیا اور آخرت کے مالک، اے بے پناہ رحمت اور بخشش والے، مجھ پر تیری کس قدر بے شمار نعمتیں ہیں جن میں ہر نعمت پر تیرے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتا، مجھ پر رحم و کرم کرنے والے، مجھے فقر و تنگدستی سے ذلیل نہ کر، قرض کی بدنامی سے مجھے بچا اور جو نعمتیں تو نے مجھے دی ہیں ان کو مجھ سے واپس نہ لے، صحت، عافیت کی زندگی عطا فرما، اپنی تمام نعمتوں پر تجھے یاد کرنے، تیرا شکر اور

عبادت کا پورا حق ادا کرنے میں میری مدد فرما، ہر قسم کے شر فساد اور اس زمانے کے ہر فتنہ سے میری اور تمام مسلمانوں کی حفاظت فرما تو ہی اپنے بندوں پر رحم کرنے والا ہے۔

اے ہمارے اللہ! ہماری نماز، ہمارا حج، ہماری زکوٰۃ، ہمارے روزے، ہماری طرف سے قربانی، ہماری زندگی اور موت صرف تیرے لئے ہے۔ میں تجھ سے تیری رضا، تیری رحمت، تیری خوشنودی کا طلبگار ہوں۔ یہ سب کچھ میری عاجزانہ کوشش ہے اور تجھ پر میرا بھروسہ ہے۔

اے میرے اللہ! میں اس وقت تیری پاک سرزمین اور رحمت کے زیر سایہ ہوں۔ یہ وقت تیری رحمت و مغفرت اور بخشش کا ہے، توبہ کرنے، گناہ معاف کرانے اور تیرے کرم و احسان کی امید کا ہے، ہماری دعاؤں کے سننے اور قبول کرنے کا یہ خاص مقام ہے۔ ہر شخص اپنی دعائیں تیری بارگاہ میں پیش کر رہا ہے اور تو ہی اپنی رحمت سے ان کو قبول کرنے والا ہے۔ اس میدان عرفات میں جو آج تیری تجلیات اور برکتوں کا ایک خاص دن اور مقام ہے میری یہ حاضری عمر بھر میں آخری نہ ہو اور بار بار مجھے یہاں حاضری کی سعادت و نعمت حاصل رہے۔

اے اللہ! ہمیں ہدایت نصیب فرما، ہمارے ظاہر اور باطن کی اصلاح فرما تا کہ ہم گمراہیوں سے دور رہیں اور ان مقبول بندوں میں شامل فرما جو سچے دل سے ایمان لائے ہیں۔ تو پاک ہے اور بے عیب ہے، ہم تیری نعمتوں کا شمار نہیں کر سکتے۔ ہم تیری نعمتوں کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ تو ہی سب سے زیادہ رحیم و کریم ہے اور ہر مانگنے والے کو سب کچھ دینے والا ہے۔ اے کریم ہمیں عافیت و سلامتی عطا کر، اپنی اطاعت فرمانبرداری کی ہمت و توفیق نصیب کر، ہماری یہ زندگی تیری امانت ہے۔ اس لئے برحق دین اسلام پر ایسی حالت میں تیرے سامنے حاضر ہوں کہ تو ہم سے ہر طرح خوش اور راضی ہو۔ تیرے سوا میرا کوئی مالک، میرا کوئی پالنے والا اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کلمہ پر میری زندگی ختم ہو۔

اشھدان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

تو ہی آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اور دنیا و آخرت میں ہمارا مالک و مددگار ہے، اس تمنا کو قبول فرما کر سچے مسلمان کی طرح میرا انجام بخیر ہو۔ تیرے نیک اور مقبول بندوں کی رفاقت حاصل رہے۔ تو نے ہر چیز کو اپنی رحمت میں لے رکھا ہے تو ہر چیز سے باخبر ہے تیری بتائی ہوئی راہ پر ہمیشہ چلنے، گناہوں سے بچنے اور توبہ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ تو نے ہمیں جتنا علم دیا ہے ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے تو ہی سب کچھ جاننے والا ہے۔ میں تجھ سے دین و دنیا میں ہر طرح کی خیر، ہر آفت سے سلامتی اور ہر مصیبت سے عافیت کا امیدوار ہوں، اپنے گناہوں کی معافی کے ساتھ تیرے غضب اور دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتا ہوں۔

اے اللہ ! میرے سننے، میرے سمجھنے اور دیکھنے کی قوت کو ہمیشہ قائم رکھ اور میرے دل کو اپنے نور سے بھر دے، مجھے مال و دولت کے شر اور اس کی برائیوں سے پناہ میں رکھ، فقر و تنگدستی کی ذلت اور برے انجام سے ہمیشہ مجھے بچا، دل کی تاریکی، قبر کی سختی اور عذاب سے اپنی پناہ میں رکھ، تیرے سوا کوئی بچانے اور نجات دینے والا نہیں۔

اے اللہ ! میری التجا ہے کہ ہر وقت تیری یاد، تیری عبادت، تیری بندگی، ہر صورت سے تیری تابعداری کا حق ادا کروں، قرآن پاک کی تلاوت کو میرے دل کی بہار، میری آنکھوں کا نور اور میرے رنج و غم کو دور کرنے کا ذریعہ بنادے۔

اے اللہ ! تو اپنے کسی بندے پر اس کی طاقت اور برداشت سے زیادہ بار نہیں ڈالتا، ہر ایک جو کچھ کرے گا، اس کا نتیجہ پائے گا اور اپنے کئے کو بھگتے گا، اگر ہم بھول چوک سے کوئی غلطی کر جائیں تو ہماری گرفت نہ کر، ہمیں ہر قسم کے کفر و نفاق، باہمی مخالفت، بداخلاقی، بدنیتی سے اپنے حفظ وامان میں رکھ، دل میں پیدا ہونے والے برے خیالات، اپنے کاموں کی ابتری میں ہر بلا اور مصیبت سے تیری پناہ مانگتا ہوں تو ہمیں اچانک اور بے خبری میں نہ ہلاک کر، ہمیں یکایک اپنی پکڑ اور گرفت میں نہ لے، ہم کو ہر حق ادا کرنے، حق بات ماننے اور حق بات کہنے کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ ! میں ایسے علم سے جو آخرت میں کام نہ آئے اور ایسے عمل سے جو تیرے یہاں قبول نہ ہو اور ایسے قلب سے جو تیری یاد سے غافل رہے اور ایسی نفس پرستی سے جس کی حرص و ہوس کسی طرح کم نہ ہو اور ایسی دعا سے جو تیرے یہاں منظور نہ کی جائے ان سب چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اے اللہ ! تو پاک اور ہر طرح سے بے عیب ہے، ہم تیری عبادت، تیری فرمانبرداری اور تیری نعمتوں کے شکر کا پورا حق ادا نہ کر سکے تو اپنی محبت اور ایمان کو ہمارے دلوں کی زینت بنادے، بداعمالی اور سرکشی سے ہمیں بچا۔ دین دنیا میں اپنے لئے اور اپنے گھر والوں کی حفاظت کے لئے جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے ان سب کے لئے تیری رحمت تیری پردہ پوشی کا طلبگار ہوں۔ مجھے اس دن اپنے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندگی دے کر اٹھائے گا۔

اے اللہ ! تو ہی ہماری تمام ضرورتوں اور کاموں کو پورا کرنے والا، دنیا و آخرت میں ہمارا مرتبہ بلند کرنے والا، ہماری درد بھری آواز کو سننے اور ہماری دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔ اے سب کچھ جاننے والے ہمارے دلوں کو پاک کر، ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی فرما۔ ہمارے گھر والوں اور تمام مسلمان بھائیوں کو ہر مصیبت، ہر پریشانی اور تمام آفتوں سے اپنے حفظ وامان میں رکھ۔ اے بے کسوں کے سننے والے ہم سب کو پھیلنے والی بیماریوں، خاص طور سے لاعلاج بیماریوں، بلاؤں، قحط، گرانی سے بچا اور ہر قسم کے کھلے ہوئے یا پوشیدہ گناہوں سے، ناپسندیدہ کاموں سے ہم سب کی حفاظت فرما۔

اے اللہ ! مسلمان اپنی بداعمالی، سرکشی اور گمراہیوں کی بدولت ہر جگہ بہت سخت مصیبت اور آزمائش میں مبتلا ہیں۔ اے پریشان حالوں کی دعا کو قبول کرنے والے، ہمارے گناہوں کی پاداش میں ہم پر ان لوگوں کو غالب اور برسر اقتدار نہ کر جو تجھ سے نہیں ڈرتے اور ہم پر رحم نہیں کرتے۔

اے ہمارے اللہ ! جو تیری راہ میں سربکف ہیں، جم کر صبر اور ہمت سے تیرے دشمنوں کا مقابلہ کر رہے ہیں، تیرا نام بلند کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں جو دین کی خدمت و مدد کر رہے ہیں، جو اسلام کو دشمنوں سے بچانے پر تلے ہوئے ہیں اور وہ مسلمان جو تیرے دشمنوں کے ملک میں بے کس اور بے بس ہیں، تیرے دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں، بے یار و مددگار مظلوموں کی طرح اپنے ملک میں رہتے ہیں، اے زبردست قدرت والے اللہ ! اپنی رحمت و کرم سے ان سب کی مدد فرما، اسلام اور مسلمانوں کو عزت اور قوت اور برتری عطا فرما، دین کا نام بلند کر اور جو تیرے دین کی سچی خدمت و مدد کرتے ہیں ان کی تائید اور امداد فرما اور جو مسلمانوں کو ذلیل کریں، ان کو ذلت و خواری میں مبتلا کر، اے مدد چاہنے والوں کے زبردست مددگار، اے مظلوموں کی فریاد سننے والے ہماری حفاظت فرما۔ ہمیں نصرت اور کامیابی عطا فرما۔

اے ہمارے اللہ ! اے عزت و عظمت کے مالک، اے ہمیشہ قدرت اور اختیار رکھنے والے، اے سخت گیر اور زبردست قوت والے، اپنے حکم و ارادے کو فوراً پورا کرنے والے، ان کافروں اور مشرکوں پر لعنت اور اپنا غضب نازل فرما جو تجھ سے ہمارا تعلق ختم کرنا چاہتے ہیں۔ تیرے چاہنے والوں اور تیرے ان بندوں کی خوں ریزی کرتے رہتے ہیں جو حضرت محمد ﷺ کی امت میں سے ہیں۔ تو ہمارے دشمنوں کی مدد کرنے والوں میں جدائی اور اختلاف پیدا کر دے اور دشمنوں کی ہر جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ اے اللہ ! حضرت محمد ﷺ کے تمام دشمنوں پر اپنا وہ غضب و عذاب نازل فرما جس سے کسی ظلم و ستم کرنے والے کو کبھی پناہ نہ مل سکی، وہ ظالم جنہوں نے بے گناہ مسلمانوں کی خوں ریزی کی ان کے مال و دولت پر قبضہ کیا، ان کی آبرو و عزت پر دست درازی کی، تو ہی ہماری جانب سے ان دشمنوں کا مقابلہ کر، ان کے شر و فساد سے ان کی سازشوں سے، ان کے خطرناک ارادوں سے ہمیں اپنے حفظ و امان میں رکھ۔

اے اللہ ! ہمیں اور ہماری اولاد اور تمام متعلقین کو ان تمام چیزوں اور بلاؤں سے جو ہمارے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں جن سے ہمارا ایمان کمزور اور بصیرت ختم ہوگئی۔ ہمارے دل پتھر بن گئے۔ حیاء، غیرت اور شرم کم ہوگئی۔ ہم میں ہر قسم کے گناہ پھیل گئے۔ ہم ہر طرف سے ان گناہوں میں پھنسے ہوئے ہیں، ہمارا ملک، ہماری آبادیاں تیرے نبی کریم ﷺ کے دشمنوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اے رحیم و کریم ! ہمیں اور تمام مسلمانوں کو ان دشمنوں کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھ، ہماری ہدایت اور اصلاح فرما، ہماری حالت روز بروز ابتر ہوتی جارہی ہے ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ہماری دعاؤں کے لئے قبولیت کے دروازے کھول دے، تو ہی ہر

پریشان حال اور بے قرار کی دعا کو قبول کرتا ہے، اے بے پناہ قدرت و عظمت والے پروردگار ہم کو دوسری قوموں کے لئے لقمہ ترنہ بنا، جس طرح کہ کھانے والے بھوک میں دستر خوان پر لپکتے ہیں ہم کو اپنی کثرت تعداد کے باوجود خس و خاشاک کی طرح سیلاب بہا کرنہ لے جائے۔ ہمیں وہ ایمانی قوت عطا کر جس سے ہمارے دشمنوں کے دلوں پر ہماری ہیبت اور رعب قائم رہے۔ ہمارے دلوں میں کمزوری اور خوف پیدا نہ ہو اور ہمارے دلوں پر دنیا کی محبت غالب نہ آئے۔

اے اللہ! رحمتہ للعالمین محمد ﷺ کے دین کی تائید اور حفاظت فرما۔ دین کی مدد کرنے والوں کی نصرت فرما جس نے اسلام اور مسلمانوں کی بیخ کنی، توہین، بے عزتی کی تو اسے ذلیل و خوار کر دے۔

اے اللہ! تو جبار و قہار ہے۔ اپنا غضب، اپنا عذاب اور ہر قسم کی بلائیں اپنے دشمنوں پر نازل فرما، ان کے دلوں میں خوف و دہشت پیدا کر دے، ان کی شکل وصورت کو بگاڑ دے، تو ہی ہمارے دکھ درد کو سن سکتا ہے، تجھ ہی سے ہم مدد کے طلبگار ہیں، تیرے سوا ہمارا کوئی معبود و مددگار نہیں۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کی اصلاح فرما دے، ہم میں باہمی محبت و ہمدردی پیدا کر دے اور آپس کے جھگڑوں، ایک دوسرے کی اذیت، بغض و عداوت سے محفوظ رکھ۔ ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ محبت کا تعلق اور بھلائی کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہم تیری بارگاہ اور اس میدان رحمت میں اپنے تمام گناہوں کی معافی کی امید لے کر آئے ہیں۔ ہمیں اپنی رحمت سے محروم نہ رکھ، تو بڑا رحیم و کریم ہے، ہمارے حال پر رحم و کرم فرما، گناہوں سے ہماری حفاظت فرما تاکہ ہم تیرے عذاب سے ہمیشہ محفوظ رہیں۔

اے اللہ! ہمارے ملک اور ہمارے وطن پاکستان کی بھی حفاظت فرما، اسے اپنی امان میں رکھ اور اسے دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھ۔ اے رب العزت اگر کچھ لوگ ملک میں بدامنی، انتشار اور عصبیت پھیلانا چاہتے ہیں تو انہیں اپنے ناپاک ارادوں سے باز رکھ اور انہیں توفیق دے کہ ان کے دلوں میں اپنے ملک کی محبت، اپنے ملک کے استحکام اور بقا کے لئے کام کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ اے اللہ! اگر کچھ لوگ منفی انداز میں سوچتے ہوں انہیں مثبت انداز میں سوچنے کی توفیق عطا فرما۔ جو لوگ تخریبی ذہن رکھتے ہوں انہیں تعمیری ذہن میں بدل دے۔ اے ہمارے پروردگار! پاکستان کے ہر شہری کو یہ توفیق دے کہ اس کا دل تعصب، گروہ بندی اور فرقہ پرستی کے گھناؤنے خیالات سے پاک ہو اور وہ ہر فرقے اور ہر طبقے کے بھائیوں کے ساتھ محبت و آشتی اور امن اور سکون کے ساتھ رہے۔ اے اللہ ہم سب کو حلال روزی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ رشوت، نفع خوری، ذخیرہ اندوزی اور حرام و ناجائز طریقوں سے کمانے کے رجحان کو مٹا دے اور تو نے اپنے کلام کے ذریعے قرآن حکیم میں جائز طریقوں سے روزی کمانے کے جو اصول بتائے ہیں اور جن احکامات کی تلقین کی ہے لوگوں کو ان پر کاربند کر اور ان کے دلوں میں اپنا خوف پیدا کر۔ اے پروردگار!

ہماری سرزمین پاک کو ہر برائی سے پاک کردے اور پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلام کا مضبوط قلعہ بنادے اور ان لوگوں کو ہمت، جرأت اور استقامت دے جو اس پاک سرزمین پر اپنی اپنی بساط کے مطابق تیرے احکامات کے نافذ کرنے کی سعی اور کوشش کر رہے ہیں۔اے اللہ! ان لوگوں کو کامیابی سے ہمکنار کر جو زندگی کے مختلف شعبوں میں دین کی خدمت کر رہے ہیں انہیں اس کا اجر جمیل عطافرما۔آمین یارب العالمین۔

ہر چہرے پر وقوف عرفات مکمل ہونے پر خوشی کا اجالا اور آنکھوں میں پاکیزگی کا نور پھیل جاتا ہے۔اب میدان عرفات سے کوچ کا حکم ہے۔ مغرب کا وقت ہو گیا ہے۔ آج زندگی میں پہلی بار مغرب کی نماز اس وقت ادانہ کرنے کا حکم ہے۔اب وہ شہر جو میدان عرفات میں آباد تھا، مزدلفہ کی طرف روانہ ہو گا۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"پھر جب عرفات سے چلو تو مشعر حرام (مزدلفہ) کے پاس ٹھہر کر اللہ کو یاد کرو اور اس طرح یاد کرو کہ جس کی ہدایت اس نے تمہیں دی ہے ورنہ اس سے پہلے تو تم لوگ بھٹکے ہوئے تھے۔"

(سورۃ البقرۃ۔۱۹۸)

عرفات سے مزدلفہ روانگی

جب آفتاب غروب ہو جائے تو عرفات سے مزدلفہ روانہ ہو جائیں۔عرفات اور منیٰ کے درمیان منیٰ سے مشرق کی جانب حدود حرم میں داخل ہو کر ایک تین میل کا میدان ہے اسی کو مزدلفہ کہتے ہیں۔اس میدان کی آخری حد پر ایک پہاڑ ہے جسے مشعر حرام کہتے ہیں۔راستہ میں تسبیح، ذکر اور تلبیہ کہنے میں مصروف رہیں۔مزدلفہ میں پہنچ کر مشعر حرام کے آس پاس ٹھہرنے کی کوشش کریں کیونکہ حضور پاک ﷺ نے مشعر حرام کے پاس قیام فرمایا تھا۔ورنہ حدود مزدلفہ میں جہاں بھی جگہ مل جائے بہتر ہے۔

مغرب اور عشاء کی نماز

عرفات سے مزدلفہ آتے ہوئے راستے میں بھی مغرب کی نماز نہ قائم کریں، یاد رکھیں مزدلفہ پہنچ کر جب عشاء کا وقت ہو جائے تو مغرب اور عشاء کی دونوں نمازیں ایک ہی وقت میں باجماعت یا اکیلے ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ اس طرح قائم کریں کہ پہلے مغرب کے فرض ادا کریں پھر تکبیر تشریق اور لبیک کہیں پھر عشاء کے فرض ادا کریں۔اس کے بعد پہلے مغرب کی سنتیں، پھر عشاء کی سنتیں، وتر اور نفل پڑھیں۔ مغرب اور عشاء کے فرضوں کے درمیان سنت یا نوافل ادانہ کریں۔

یہ رات آپ کو مزدلفہ میں بسر کرنی ہے۔اس وقت آپ کو تھکاوٹ ضرور ہو گی۔اس لئے نماز سے فارغ ہو کر بے شک آپ گھنٹہ دو گھنٹہ سو جائیں اور پھر تازہ دم ہو کر عبادت میں مشغول ہو جائیں۔ یہ رات شب قدر سے بھی افضل ہے۔اس رات کو انوار الٰہی کی

بارش ہوتی ہے۔مزدلفہ میں رات بسر کرنے والوں کو رحمت الٰہی اپنے دامن میں لے لیتی ہے۔یہ رات خوش نصیب لوگوں کو میسر آتی ہے۔بہتر ہے کہ رات جاگ کر گزاری جائے۔عبادت،ذکر،استغفار،توبہ اور درود شریف میں مشغول رہیں۔نفل پڑھیں۔

رات بھر اپنے لئے اپنے اہل وعیال کے لئے اپنے والدین کے لئے بخشش اور صحت وکرم کی دعا مانگیں۔یہ رحمت اور بخشش کی رات ہے۔آج کی رات دل سے نکلی ہوئی کوئی دعا واپس نہیں لوٹتی بلکہ ہر ایک کو شرف قبولیت حاصل ہوگا۔

مزدلفہ میں ساری رات جاگنا افضل ہے لیکن لیٹنا یا سونا منع نہیں ہے مگر زندگی پڑی ہے سونے کے لئے۔ایسی رات زندگی میں بار بار کب آتی ہے۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو دعا عرفات میں امت کے لئے قبولیت سے رہ گئی تھی اس رات میں قبول ہوگئی۔

اس رات کا کتنا بڑا اعزاز ہے۔کتنا بڑا مقام ہے۔فجر کی نماز صبح وقت پر صبح صادق ہو جانے پر ہی قائم کریں۔معلم کے آدمی کے کہنے پر وقت سے پہلے وقت مان کر نہ پڑھیں کیونکہ وہ صبح کو منیٰ کی روانگی میں جلدی کرنے کی خاطر حجاج کو نماز سے فارغ ہو کر جلد تیار ہو جانے کے لئے وقت ہونے سے پہلے ہی ''وقت ہو گیا'' کہنا شروع کر دیتے ہیں۔آپ اس وقت تک نماز نہ قائم کریں جب تک فجر کا وقت نہ ہو جائے۔اس سے جھگڑا بھی نہ کریں،پیار سے سمجھائیں کہ حکومت کی توپ کا گولہ چھوٹتا ہے اس وقت فجر کی نماز کا وقت ہوتا ہے البتہ آپ اپنی تیاری رکھیں،گاڑی وغیرہ دیکھ لیں پھر وقت ہونے پر فجر کی نماز ادا کریں۔نماز کے بعد تھوڑی دیر مزدلفہ میں ٹھہرنا واجب ہے۔وقت پر نماز ادا کرنے سے یہ واجب بھی پورا ہو جاتا ہے اور طلوع آفتاب سے ذرا پہلے تک مزدلفہ میں رہنا سنت ہے۔یہاں میدان میں سے رات ہی کو ایک تھیلی یا لفافے میں منیٰ میں شیطان کو مارنے کے لئے ۷۰ کنکریاں دھو کر رکھ لیں۔پاک صاف،نہ زیادہ چھوٹی اور نہ زیادہ بڑی،تقریباً تین چنے کے کم وبیش جسامت کی یا کھجور کی گٹھلی کے برابر بھی ہو سکتی ہے لیکن اس سے بڑی نہیں۔پہلے دن صرف سات کنکریاں جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) کو مارنے کے لئے آپ کو منیٰ کے لئے روانہ ہونا ہے۔

سات کنکریاں تو آپ کو مارنی ہیں احتیاطاً دو یا تین زیادہ رکھ لیں ہو سکتا ہے کہ بڑے شیطان تک پہنچتے پہنچتے غلطی سے ایک آدھ گر جائے تو پریشانی ہوگی۔

۱۰ ذی الحجہ۔۔۔حج کا تیسرا دن

آج دسویں ذی الحجہ ہے۔حج کے مشاغل کی وجہ سے عیدالاضحیٰ کی نماز حاجیوں کو معاف کر دی گئی ہے۔آج کا دن بڑا مصروف دن ہے اور اس دن ہر حاجی کو بہت سے کام سرانجام دینے ہیں۔

پہلا واجب وقوف مزدلفہ

مزدلفہ میں فجر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد چند منٹ وقوف کریں اور حسب سابق ادب و احترام اور عجز وانکساری سے توبہ و استغفار کریں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ سورج نکلنے سے چند منٹ پہلے وقوف کا وقت ختم ہو جاتا ہے اگر کسی نے فجر کی نماز میں ہی وقوف کی نیت کرلی یا راستہ چلتے چلتے ہی وقوف کی نیت کرلی اور تسبیح و تہلیل و تکبیر و تلبیہ کہہ لیا تب بھی یہ واجب ادا ہو جائے گا۔اور ان میں سے کچھ نہ کیا تاہم ذرا سی دیر وہ اس وقت مزدلفہ میں رہا تو اس کا وقوف ہو جائے گا۔

دوسرا واجب جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) کی رمی

• اذی الحجہ کا سورج طلوع ہو گیا۔ صبح کا اجالا آسمان پر پھیلنے لگتا ہے تو انسانوں کا یہ سمندر ایک بار پھر منیٰ کی جانب کوچ کرتا ہے۔ آج صرف بڑے شیطان کو سات کنکریاں مارنی ہیں۔ کنکریاں مارنے سے پہلے تلبیہ پڑھنا بند ہو جاتا ہے۔ایک بار پھر ذہن صدیوں پیچھے چلا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ جب اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو قربانی کے لئے منیٰ کی طرف لے کر چلے تو شیطان نے انسانی شکل میں حضرت ابراہیمؑ کو بہکانے کی کوشش کی چنانچہ جہاں ''جمرہ عقبہ'' واقع ہے وہاں آپ کو بہکانے کی کوشش کی۔ آپ فوراً سمجھ گئے کہ یہ شیطان ہے۔ آپ نے جناب باری میں دعا کی اور فرمان الٰہی کے مطابق سات کنکریاں شیطان کے ماریں اور وہ فرار ہو گیا۔ جب آگے بڑھے تو جہاں ''جمرہ وسطی'' واقع ہے اس جگہ شیطان نے پھر آپ کو اس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ آپ نے پھر سات کنکریاں ماریں اور وہ بھاگ گیا۔ تیسری مرتبہ اس نے پھر جہاں ''جمرہ الاولیٰ'' ہے۔ وہاں تک آپ کا پیچھا کیا اور پروردگار نافرمانی پر اکسانے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد سے انہوں نے پھر اس پر سات کنکریاں ماریں اور وہ راستہ سے پلٹ گیا۔

اس واقعہ کی یاد میں منیٰ میں تین جمروں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ منیٰ میں تین مقامات پر جمرات کے نشان نصب ہیں۔ یہاں مختلف زبانوں میں لکھا ہوا ہے، اردو میں بھی لکھا ہوا ہے۔ پہلا جمرہ مسجد خیف کے نزدیک ہے۔ اس کو ''جمرہ الاولیٰ'' کہتے ہیں۔ دوسرا اس سے تھوڑی دور جا کر اسی راستے میں آتا ہے اس کو ''جمرہ وسطی'' کہتے ہیں۔ تیسرا جمرہ منیٰ کے آخر میں ہے اس کو ''جمرہ عقبہ'' کہتے ہیں۔ آج کے دن صرف جمرہ عقبہ یعنی (بڑے شیطان) کی رمی کرنا ہے۔

جمرہ عقبہ سے کچھ فاصلے سے کھڑے ہو کر کنکریاں ماریں اور ہر کنکری پر

بسم اللہ اللہ اکبر

پڑھتے جایئے اور سات کنکریاں ماریئے۔

شیطان کے متبادل ستون کو تھوڑا سا بڑا کر دیا ہے اور اس پر پل نما چھت ہے مگر ستون کی جگہ چھت نہیں ہے اس لئے اوپر سے بھی کنکریاں مار سکتے ہیں اور نیچے جا کر بھی۔ دونوں طرح جہاں سے بھی کنکریاں ماریں گے آپ کا وہ مارنا صحیح ہے اس لئے بالکل تردد نہ کریں کہ اوپر ہی سے ماریں یا نیچے سے۔ منٰی میں شیطانوں کی رمی کے وقت ہجوم اور حاجیوں کا زبردست ریلا ہوتا ہے۔ اس لئے کنکریاں مارنے کے لئے مقررہ فاصلے تک قریب ہو کر ہجوم میں شامل ہونے سے پہلے ہجوم کے باہر کسی جگہ کوئی نشان ساتھیوں سے طے کر لیں کہ ہجوم میں بچھڑ جانے کی صورت میں کنکریاں مار کر واپسی میں وہاں جمع ہوں گے اور بعد میں آنے والوں کا انتظار کریں گے۔ اگر پہلے سے طے نہیں کیا تو ہجوم میں بچھڑ جانے کی صورت میں کوئی بوڑھا ہے، کوئی عورت ہے، معلم کا نام بھی یاد نہیں، اب حاجی پریشان، محسن پریشان، اس لئے آپ پہلے ہی سے خیال کریں اور سب کو بتا دیں کہ کنکری مارنے کے بعد قریب میں فلاں جگہ انتظار کریں گے (بچھڑنے کی صورت میں) رمی کے بعد جمرہ عقبہ کے پاس نہ ٹھہریں۔ حضور پاک ﷺ نے وہاں قیام نہیں فرمایا تھا۔ یہاں ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ آپ شیطان پر کنکریاں اوپر ہی سے ماریں، نیچے والے حصے میں جانے کی کوشش نہ کریں کیونکہ ہجوم میں کچلے جانے کا خطرہ ہے اوپر بھی کافی رش ہوتا ہے مگر نیچے بند جگہ ہے اور کم از کم اوپر کھلی ہوا تو ملے گی۔ بوڑھے، بیمار مرد، عورتیں اور بچے ہرگز ہرگز نیچے کے حصے میں نہ جائیں ورنہ پریشانی ہو گی۔ ایک بات اور وہ یہ کہ اگر کنکریاں مارتے وقت کوئی چیز ہجوم میں نیچے گر جائے تو ہرگز ہرگز اٹھانے کی کوشش نہ کیجئے گا یا ہوائی چپل پاؤں سے نکلتی ہوئی محسوس ہو تو آپ اس کو نیچے بیٹھ کر ٹھیک کرنے کی غلطی نہ کر بیٹھیں، خیال رہے ہرگز ہرگز کسی بھی کام سے نہ جھکیں ورنہ کچلے جانے کا خطرہ ہے۔ رمی کا مسنون وقت طلوع آفتاب سے زوال آفتاب کے بعد بھی مکروہ نہیں چونکہ آج کل بہت ہی بھیڑ ہوتی ہے اور زوال سے پہلے رمی کرنے میں اس بھیڑ کی وجہ سے کچھ اموات بھی واقع ہو جاتی ہیں۔ اس لئے غروب آفتاب تک رمی کرنے کی گنجائش ہے اور غروب آفتاب سے پہلے عورتوں کو موقع نہ مل سکے تو مغرب کے بعد رمی کریں۔ عورتیں اور کمزور یا بیمار رات کے کسی بھی حصے میں صبح صادق ہونے سے پہلے رمی کر سکتے ہیں اور رمی کے لئے خود جانا ضروری ہے۔ بلا ناغہ شرعی کسی دوسرے سے رمی کرائی تو وہ ادا نہیں ہو گی۔ واجب ذمہ باقی رہے گا جس کا دم دینا پڑے گا۔

تیسرا واجب "قربانی"

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"نہ ان کے گوشت اللہ کو پہنچتے ہیں نہ خون، مگر اسے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔"

(سورۃ الحج۔۳۷)

رمی جمرۃ العقبہ سے فارغ ہو کر منیٰ میں قربانی کی جاتی ہے۔اس عظیم قربانی کی یاد میں جو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو اللہ کی راہ میں پیش کر کے دی تھی۔اس لمحے اللہ تعالیٰ بندے کی نیت کو دیکھتا ہے۔خیال رہے جب تک قربانی نہ ہو جائے سر کے بال نہ کٹوائیں۔ اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔بہت سے لوگوں سے یہ غلطی ہو جاتی ہے کہ کنکریاں مارنے کے بعد فوراً بعد بال کٹوا دیتے ہیں جو غلط ہے۔قربانی کے بعد بال کٹوائیں جو صحیح طریقہ ہے۔البتہ حج والے افراد پر قربانی واجب نہیں مستحب ہے اگر وہ قربانی نہ کرے اور بال کٹوائے تو جائز ہے۔

چوتھا واجب ''حلق'' (یعنی سر منڈوانا)

قربانی سے فارغ ہونے کے بعد مرد حاجی پورے سر کے بال منڈوائیں یا ایک انگلی کے پورے کی لمبائی کے برابر بلکہ کچھ زیادہ تمام سر کے بال کتروائیں لیکن اگر بال انگلی کے ایک پور کی لمبائی سے کم ہیں تو سر منڈوانا ہی ضروری ہے۔ قینچی سے چند بال کترنا حلال ہونے کے لئے ہرگز کافی نہیں۔رسول پاک ﷺ نے دعا فرمائی تھی ''اے اللہ سر منڈانے والوں کو بخش دے۔'' سر منڈوانے میں پہلے دائیں جانب سے منڈوانا مسنون ہے۔عورتوں کے لئے سر منڈوانا جائز نہیں۔آپ کے ساتھ بیوی ہو یا ایسی عورت جس کے آپ محرم ہیں تو یہ حکم ہے کہ انگلی کے ایک پور کے برابر یا اس سے کچھ زیادہ ساری چٹیا پکڑ کر یا چٹیا کے دائیں بائیں اور پیچھے تین حصے کر کے ہر حصے سے انگلی کے ایک پور کے برابر یا اس سے کچھ زیادہ بال کٹوائیں یا کاٹ دیں تو احرام سے نکلنے کے لئے کافی ہے۔ مرد یا عورت نے اگر چوتھائی بالوں سے کم کٹوائے تو واجب ادا نہیں ہو گا اور دم دینا پڑے گا کیونکہ احرام کھلنے کے لئے کم از کم چوتھائی سر کے بال منڈانا یا ایک انگلی کے پورے کے برابر کترنا واجب ہے اور تمام سر کے بال منڈانا یا کترنا واجب ہے۔ بال کٹوانے کے بعد احرام کھول دیں اور روزمرہ کا لباس پہن لیں۔حج کے تین فرائض ہیں۔

۱)احرام باندھنا

۲)عرفات کی حاضری

۳)طواف زیارت

جس میں اول دو ادا ہو گئے اور تیسرا باقی ہے۔اس لئے اب احرام کی ساری پابندیوں میں سے صرف ایک پابندی باقی رہے گی یعنی ازدواجی تعلق طواف زیارت کے بعد جائز ہو گا۔

۱۰ ذی الحجہ کا پانچواں اور سب سے اہم کام طواف زیارت

''اور چند مقرر دنوں میں ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے انہیں بخشے ہیں، خود بھی کھائیں اور تنگ دست محتاج کو بھی دیں پھر اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اس قدیم گھر کا طواف کریں۔''

(سورۃ الحج: ۲۸۔۲۹)

''میل کچیل دور کریں'' یعنی یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) کو قربانی سے فارغ ہو کر حجامت کرائیں، نہائیں، دھوئیں اور وہ پابندیاں ختم کر دیں جو احرام کی حالت میں عائد ہو گئی تھیں۔ جب کہ دوسری تمام پابندیاں تو ختم ہو جاتی ہیں مگر بیوی کے پاس جانا اس وقت تک جائز نہیں ہوتا جب تک حاجی طواف زیارت نہ کر لے۔ اوپر کی آیت میں ''اس قدیم گھر کا طواف کریں'' سے مراد طواف زیارت ہے جو یوم النحر کو قربانی کرنے والا احرام کھول دینے کے بعد کیا جاتا ہے اور یہ بھی ارکان حج میں سے ہے۔ یہ طواف قربانی کرنے حلق یا قصر کرنے کے بعد احرام کھول کر نہا دھو لینے کے بعد کیا جانا چاہئے۔ خیال رہے کہ طواف زیارت اپنے روزمرہ کے کپڑوں میں کیا جاتا ہے۔ طواف زیارت کا افضل وقت دسویں ذی الحجہ ہے۔ اگر بارہویں تاریخ تک بارہویں کا آفتاب غروب ہونے سے پہلے پہلے کر لیا جائے تو جائز ہے اور اگر بارہویں تاریخ گزر گئی تو تاخیر کی وجہ سے دم دینا واجب ہو گا اور طواف بھی فرض رہے گا۔ یہ طواف کسی حال میں ساقط نہیں ہوتا اور نہ کوئی اس کا بدل دے کر ادا ہو سکتا ہے بلکہ آخر عمر تک اس کی ادائیگی فرض رہتی ہے اور جب تک اس کو ادا نہیں کیا جائے گا بیوی سے متعلق پابندیاں برقرار رہیں گی۔

آپ نے جب طواف زیارت کر لیا تو اب احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو گئیں۔ بیوی سے متعلق جو پابندیاں تھیں وہ بھی ختم ہو گئیں۔ اب آپ کیلئے جو کچھ احرام سے پہلے حلال تھا وہ سب حلال ہو گیا۔

محترم خواتین کے لئے کچھ ایسی قدرتی حالتیں ہوتی ہیں جو انہیں فطری طور پر پیش آتی ہیں جن کی وجہ سے ان کے لئے مسجد میں داخل ہونا، نماز پڑھنا اور تلاوت قرآن ممنوع ہو جاتا ہے اگر حج میں ایسی صورت پیش آ جائے تو وہ حج کے تمام امور انجام دیں صرف طواف اس وقت تک نہ کریں جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں۔ اس تاخیر سے ان پر دم وغیرہ واجب نہیں ہوتا اور نہ کسی طرح کا گناہ ہوتا ہے۔

طواف زیارت کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی

آپ نے حج کا جو احرام باندھا تھا وہ تمتع کا تھا اور جس میں وقوف عرفات سے پہلے یعنی مکہ پہنچ کر آپ نے صرف عمرے کی سعی کی تھی حج کی سعی نہیں کی تھی اس لئے طواف زیارت کے بعد آپ پر صفا مروہ کے درمیان سعی واجب ہے۔ یہ سعی آپ بغیر احرام کے اپنے روزمرہ کے کپڑوں میں کریں گے کیونکہ احرام اس سے پہلے ختم ہو جاتا ہے۔

الحمدللہ دسویں ذی الحجہ کے سارے کام انجام پا گئے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے آپ کو زندگی کی اتنی بڑی خوشی عطا کی۔ اپنے گھر میں بلایا، اپنے در کو چھونے کا موقعہ دیا اور میدان عرفات میں قیام کی سعادت عطا کی۔ اب آپ مکمل طور پر احرام کی پابندیوں سے فارغ ہو گئے۔

اب آپ فارغ ہو کر پھر منیٰ چلے جایئے۔ طواف زیارت کے بعد دو رات اور دو دن منیٰ میں قیام کرنا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"یہ گنتی کے چند روز ہیں جو تمہیں اللہ کی یاد میں بسر کرنے چاہئیں۔ پھر جو کوئی جلدی کر کے دو ہی دن میں واپس ہو گیا تو کوئی حرج نہیں اور جو کچھ دیر زیادہ ٹھہر کر پلٹا تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ یہ دن اس نے تقویٰ کے ساتھ بسر کئے ہوں۔ اللہ کی نافرمانی سے بچو اور خوب جان رکھو کہ ایک روز اس کے حضور میں تمہاری پیشی ہونے والی ہے۔"

(سورۃ البقرہ۔ ۲۰۳)

یعنی ایام تشریق میں منیٰ سے مکہ کی طرف واپسی خواہ ۱۲ ذی الحجہ کو ہو یا تیرہویں کو دونوں صورتوں میں کوئی حرج نہیں۔ اصل اہمیت اس کی نہیں کہ تم کتنے دن ٹھہرے بلکہ اس بات کی ہے کہ جتنے دن بھی ٹھہرے ان میں اللہ کا ذکر کرتے رہے یا صرف سیر و تفریح یا میلوں ٹھیلوں میں لگے رہے۔

۱۱ ذی الحجہ۔۔۔حج کا چوتھا دن

اگر آپ کسی وجہ سے یا زیادہ ہجوم ہونے کی وجہ سے دس تاریخ کو قربانی یا طواف زیارت نہیں کر سکے تو آج کر لیں۔ گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ کو مناسک کی اصلاح میں "ایام رمی" کہتے ہیں۔ اس لئے ان دنوں میں رمی ہی وہ عبادت ہے جس کے منیٰ میں قیام کرنا سنت موکدہ اور بعض علماء کے نزدیک واجب ہے اور منیٰ سے باہر مکہ میں یا کسی اور جگہ رات گزارنا ممنوع ہے۔

رمی

آج کے دن یعنی ۱۱ ذی الحجہ کو تین جمروں کی رمی کرنا ہے۔ منیٰ کی بڑی مسجد سے جس کا نام مسجد خیف ہے۔ زوال کے بعد ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ مسجد خیف میں یا اپنی قیام گاہ پر ادا کریں اور رمی کے لئے نکل جائیں۔ آج رمی کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک ہے۔ غروب آفتاب کے بعد مکروہ ہے۔ راستہ میں سب سے پہلے "جمرہ الاولی" آئے گا۔ بالکل اسی طرح جس طرح جمرہ عقبہ کی رمی کی تھی اس پر سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری پر

بسم اللہ اللہ اکبر

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو سب سے بڑا ہے۔

پڑھتے جایئے اور سات کنکریاں ماریئے۔ رمی کے بعد ذرا آگے ہٹ کر قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعا کریں۔ توبہ استغفار، تسبیح وذکر کے بعد درود شریف پڑھیں۔ اپنے لئے دعا مانگیں، اپنے دوست احباب کے لئے دعا مانگیں۔

اس کے بعد آگے چلیں "جمرہ وسطیٰ" پر آئیں اور اسی طرح سات کنکریاں اس کو ماریں جس طرح "جمرہ الاولی" پر ماری ہیں اور ذرا بائیں جانب کو ہٹ کر قبلہ رخ ہو کر دعا مانگیں اور اتنی دیر ہی ٹھہریں جتنی دیر "جمرہ الاولی" پر ٹھہرے ہیں۔ اس کے بعد "جمرہ عقبہ" پر آئیں اسی طرح سات کنکریاں اس کو بھی ماریں جس طرح پہلے ماری تھیں۔ مگر اس جمرہ پر ٹھہرنے یا دعا مانگنے کا ثبوت نہیں بلکہ اس کے بعد سیدھے اپنی قیام گاہ پر چلے جائیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔

واضح ہو کہ بڑھتے ہوئے ہجوم کو مد نظر رکھتے ہوئے شارع جمرات کو سعودی حکومت نے کافی کشادہ کر دیا ہے نیز جمرات کے حصے میں سڑک کو اوپر نیچے ڈبل کر دیا ہے۔ اب ہر جمرہ پر اوپر سے بھی رمی ہو سکتی ہے۔

۱۲ ذی الحجہ۔۔۔حج کا پانچواں دن

اگر آپ نے قربانی یا طواف زیارت گیارہویں کو بھی نہیں کیا تو آج کر سکتے ہیں۔ آج کا مخصوص کام تینوں جمرات کی زوال کے بعد رمی کرنا ہے بالکل اسی ترتیب سے اور اسی طریقے سے جس طرح آپ کل کر چکے ہیں۔ گیارہ اور بارہ تاریخ کو رمی کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اس سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں۔ زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک جائز ہے لیکن بے پناہ ہجوم کی وجہ

سے اگر آپ رمی نہ کر سکیں تو مغرب کے بعد صبح صادق سے پہلی کرن تک جائز ہے۔ نیز بوڑھوں بیماروں اور عورتوں کو رات ہی کے وقت رمی کرنا چاہئے تاکہ مردوں کے ہجوم سے بچ سکیں۔

بارھویں کی رمی کے بعد تیرہویں کی رمی کے لئے منٰی میں مزید قیام کرنے اور نہ کرنے کا آپ کو اختیار ہے۔ آپ چاہیں تو آج بارھویں کی رمی سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ جا سکتے ہیں بشرطیکہ غروب آفتاب سے قبل آپ منٰی سے نکل جائیں لیکن اگر بارھویں کو غروب آفتاب سے پہلے آپ منٰی سے نہ نکل سکے تو اب منٰی سے جانا مکروہ ہے (آپ کو چاہئے کہ اب رات منٰی ہی میں گزاریں اور تیرہویں تاریخ کو رمی کر کے مکہ معظمہ جائیں) اور اگر تیرہویں کی صبح ہو گئی تو اس دن کی رمی بھی واجب ہو گی۔ اب رمی کئے بغیر منٰی سے مکہ معظمہ جانا جائز نہیں ہے اگر رمی کئے بغیر چلے گئے تو دم دینا پڑے گا۔

تیرہویں تاریخ کی رمی اصل میں واجب نہیں ہے بلکہ افضل ہے لیکن اگر تیرہویں کی صبح منٰی میں ہو جائے تو اس دن کی رمی بھی واجب ہو جاتی ہے۔

۱۲ ذی الحجہ کو ظہر اور عصر کے درمیان منٰی سے ایک بار پھر یہ قافلہ مکہ معظمہ کی جانب رواں دواں ہے۔ وہ اپنی خوش بختی پر نازاں ہیں، وہ اس بات پر شاداں ہیں کہ انہوں نے اللہ کے حکم پر اپنی زندگی کے دن اور رات تقویٰ کے ساتھ گزارے۔ اب حج کے تمام ارکان ادا ہو چکے ہیں۔ صرف طواف وداع باقی رہ گیا ہے اور حج کی نعمت عظمیٰ آپ کو حاصل ہو چکی ہے۔

طوافِ وداع

میقات سے باہر کے رہنے والوں پر واجب ہے کہ جب مکہ معظمہ سے رخصت ہونے لگیں تو رخصتی طواف کریں اور یہ حج کا آخری واجب ہے۔ آپ کا حج، حج افراد ہو یا قران یا تمتع ہر صورت میں آپ کے اوپر طواف وداع واجب ہے۔

اگر آپ میقات سے باہر رہنے والے ہیں اور طواف زیارت کے بعد اگر آپ نے نفلی طواف بھی کر لیا ہے تو طواف وداع ہو گیا۔ اور اگر طواف وداع کے بعد کسی ضرورت سے مکہ میں ٹھہر گئے تو چلتے وقت طواف وداع دوبارہ کر لینا مستحب ہے۔ طواف وداع کا وقت طواف زیارت کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور اختتام کا کوئی وقت مقرر نہیں جب تک مکہ میں مقیم ہیں یہ طواف کر سکتے ہیں۔

طواف وداع میں رمل نہ کریں اور طواف کے بعد دو رکعت نماز قائم کریں۔ دو رکعت نماز کے بعد زم زم پر جائیں اور خوب سیر ہو کر پانی پئیں اور اپنے سینے اور جسم پر لگائیں اگر ہو سکے تو ملتزم سے چمٹ کر اور ممکن ہو تو خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر روتے ہوئے نہایت عاجزی سے دعا مانگیں۔ حجر اسود کو بوسہ دے کر اور اللہ اکبر کہہ کر خانہ کعبہ کی جدائی پر اظہار افسوس کریں۔

اس آخری طواف کے موقع پر جو کچھ چاہیں مانگیں، دل کھول کر اپنے لئے دعائیں مانگیں، مغفرت، تندرستی، سلامتی، ایمان، حج اور کاروبار میں برکت، خاتمہ بالخیر، غرض جو بھی مرادیں ہوں اپنے لئے اور اپنے رشتہ داروں کے لئے سب مانگیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس شہر میں اللہ کے گھر کی تعمیر کرتے ہوئے یہ دعا بھی کی تھی۔

''اے رب ان لوگوں میں خود انہی کی قوم سے ایک ایسا رسول اٹھائیو جو انہیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے۔ تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے۔''

(سورۃ البقرہ۔۱۲۹)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا بھی پوری ہوئی اور اس دنیا میں سرکار دوعالمﷺ رحمتوں کی سرکار بن کر تشریف لائے۔

مقام ابراہیم پر آکر دعا خلیلؑ کی یاد آتی ہے اور دل اس ہستی کی جانب کھنچنے لگتا ہے جو اللہ کے بعد سب سے برتر، جو وجہ تخلیق کائنات، وہ جن پر فرشتے درود بھیجتے ہیں، وہ جن کے ذکر سے دل کو سیری نہیں ہوتی، وہ جو دونوں جہاں کے بادشاہ ہیں، وہ جن کے در کی گدائی کو بادشاہ ترستے ہیں، دل سوئے مدینہ کھنچا جاتا ہے۔ مکہ سے مدینہ تک کا سفر محبت کا سفر ہے۔ دل کی دھڑکنوں کا سفر ہے، آنکھوں سے رواں آنسوؤں کا سفر ہے۔

دربار رسالت کی فضیلت

اللہ کے مقدس گھر خانہ کعبہ کے دیدار سے مشرف ہو کر حج کے مبارک فریضہ سے سبکدوش ہونے کے بعد زندگی کی ایک سب سے بڑی سب سے عظیم الشان سعادت سرور کائناتﷺ کے روضہ اقدسﷺ کے لئے مدینہ منورہ کی جانب روانگی ہے۔ اس مبارک دربار رسالت مآبﷺ کی برکتوں اور فضیلتوں کا کیا کہنا۔ اس مقام مقدس پر اگر ہم سر کے بل جائیں تو بھی گنہگار غلام اپنے اشتیاق کو کم نہیں کر سکتے۔ اس کی گلیوں میں اولیاء کرام نے مدتوں تک جوتے نہیں پہنے۔ اس کی زمین کا چپہ چپہ بابرکت ہے۔

مدینہ منورہ کا سفر

مدینہ منورہ کے سفر کے لئے آپ کی باری کا وقت آپ کا معلم آپ کو بتائے گا۔ آپ اپنا پورا سامان لے کر چلیں (اگر حج کے بعد جا رہے ہیں) کیونکہ یہ باری ایسے حساب سے آئے گی کہ مدینہ منورہ سے سیدھے آپ جدہ جائیں گے، جہاں آپ کو وطن واپسی کے لئے اسی دن یا دوسرے دن ہوائی جہاز تیار ملے گا۔

(اگر حج سے پہلے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ آرہے ہوں تو حالت احرام میں داخل ہونا واجب ہے)۔

مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کا فاصلہ ۲۷۷ میل ہے جس کی مسافت طے کرنے میں کم وبیش سات آٹھ گھنٹے لگتے ہیں۔ راستے بھر یہ تصور کریں کہ سلطان دوعالم کے دربار میں حاضر ہونا ہے۔ دھیان اللہ اور اس کے رسول کی طرف رکھیں۔ سلام اور درود کا ورد راستہ بھر کرتے جائیں۔ اس سفر کے دوران ذہن پھر ایک بار چودہ سو سال پیچھے چلا جاتا ہے۔ ہم خیالوں میں دیکھتے ہیں کہ آفتاب رسالت ﷺ مکہ مکرمہ میں طلوع ہوا اس کی کرنیں مدینہ منورہ کے افق سے کچھ اس طرح چمکیں کہ کل کائنات اس نور سے منور ہو گئی۔ حضور ﷺ جس دعوت حق کے علمبردار، جس امانت الٰہی کے امین اور جس دین حنیف کے پیغمبر تھے اس کا یہی تقاضا تو تھا کہ عرب، عجم، گورے اور کالے، شاہ وگدا غرض یہ کہ دنیا کے ہر فرد وبشر کو حق وصداقت، امن ومحبت، اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی اس کائنات پر حاکمیت کے پیغام کی لازوال دولت سے مالا مال کیا جائے لیکن مکہ معظمہ کی فضا اس وقت ان صداؤں کو سننے کے لئے سازگار نہ تھی۔ اس وقت دعوت حق کے جواب میں ہر طرف تلوار کی جھنکار سنائی دے رہی تھی حتیٰ کہ جب کفار قریش نے حضور ﷺ کے درِدولت کا محاصرہ کر لیا تو اللہ کے حکم سے حضور اکرم ﷺ نے حسرت بھری نگاہوں سے مکہ معظمہ کو الوداع کہا۔ اپنے رفیق حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہمراہ رات کی تاریکی میں اس سفر باسعادت کا آغاز فرماتے ہیں اور جب کعبتہ اللہ پر نظر پڑتی ہے تو فرماتے ہیں۔

”مکہ تو مجھے ساری دنیا سے عزیز ہے مگر تیرے فرزند مجھے یہاں نہیں رہنے دیتے۔“

اور مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرماتے ہیں۔ جبل ثور کی چوٹی پر غار ثور میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی رفاقت میں تین دن تک قیام فرما کر کشاں کشاں منزل بمنزل سوئے مدینہ گامزن ہوتے ہیں۔

پھر نظروں کے سامنے ایک منظر وہ آتا ہے جب لوگ حضور اکرم ﷺ کی آمد کا مدینہ منورہ میں انتظار کر رہے ہیں۔

مدینہ منورہ میں حضور کی آمد

مدینہ منورہ کے در و دیوار اس خبر سے گونج رہے تھے کہ رحمتہ للعالمین حضرت محمد ﷺ مدینہ منورہ تشریف لا رہے ہیں۔ مدینہ کے پیر و جوان، صغیر و کبیر، عورتیں اور بچے سب کی آنکھیں فرش راہ ہیں۔ معصوم بچے فخر وانبساط اور فرحت و سرور میں نغمہ سرائی کر رہے ہیں کہ رحمت کائنات کی آمد آمد ہے۔

سرکار دوعالم اپنے جاں نثار اور رفیق خاص حضرت ابو بکر صدیقؓ کی معیت میں مدینہ منورہ کے افق پر بدر منیر بن کر طلوع ہوئے۔ تمام شہر تکبیر کی روح پرور صدا سے گونج اٹھا۔ انصار ہتھیار سجا سجا کر بے تابانہ گھروں سے رحمت کائنات سرکار دوعالم ﷺ کے استقبال کو پہنچے۔ انصار کی معصوم بچیاں نہایت خوش الحانی سے طربیہ ترانے الاپ رہی ہیں۔ آج ہر قبیلہ دل وجان سے آپ پر نثار

تھا۔ اسلام کا ہر شیدائی اس بات کا آرزومند تھا کہ آپ ﷺ کی میزبانی کا شرف اس کو نصیب ہو۔ ہر ایک حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہتا "حضور یہ گھر، یہ در، یہ مال وزر اور یہ جان عزیز سب کچھ نثار ہے۔" مگر آپ یہی ارشاد فرماتے، "میری اونٹنی قصویٰ کو چھوڑ دو جہاں رب العزت کا حکم ہو گا وہیں ٹھہرے گی۔" قصویٰ چلتے چلتے حضرت ایوب انصاریؓ کے مکان کے دروازے پر آ کر بیٹھ گئی۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ دوڑتے ہوئے خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں:

"یارسول اللہ ﷺ! یہ سعادت میری قسمت میں لکھی ہے کہ آپ ﷺ کی میزبانی کا شرف میں حاصل کروں یہاں سے قریب تر میرا ہی گھر ہے۔"

حضرت ابوایوب انصاریؓ نے کجاوہ اٹھالیا اور اپنے دو منزلہ مکان میں سرکار دوعالم ﷺ کو لے گئے جہاں آپ ﷺ تقریباً سات ماہ تک فروکش رہے۔

مدینہ منورہ کے سفر میں مدینہ منورہ سے کوئی ۱۰، ۱۲ میل پہلے ایک مقام بئر علی آئے گا جہاں آپ کا سیارہ (گاڑی) ٹھہر سکتی ہے۔ یہ بڑا بابرکت مقام ہے یہاں سے آپ ﷺ نے حج کا احرام باندھا تھا۔ خوب دعائیں مانگیں۔ اگر وقت اجازت دے اور مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نفل ادا کریں اور حاضری روضہ اقدس کے لئے خود کو تیار کرلیں۔

جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچ جائیں تو اپنے شوق دیدار کو اور زیادہ کریں اور جب مسجد نبوی کا گنبد خضراء نظر آئے تو اور کثرت سے درود شریف کا ورد رکھیں۔ شہر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

دعا بوقت داخلہ مدینہ منورہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم انت السلام و منک السلام و الیک یرجع السلام فحینا ربنا بالسلام و ادخلنا دارالسلام۔ تبارکت ربنا و تعالیت یا ذوالجلال والاکرام۔

رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق و اجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا۔ و قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ و ننزل من القران ماھو شفآء و رحمته للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خسارا

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

الٰہی! تو سلامتی والا ہے اور تیری طرف لوٹتی ہے سلامتی پس زندہ رکھ ہمیں اے ہمارے رب سلامتی کے ساتھ اور داخل فرما ہمیں اپنے گھر میں جو سلامتی والا ہے بابرکت ہے تو اے ہمارے رب اور عالیشان اے عظمت اور بزرگی والے پروردگار داخل فرما مجھے (مدینہ میں) داخل فرمانا سچا اور نکال مجھے مدینہ سے سچا اور عطا کر مجھ کو اپنی جناب سے غلبہ یا فتح و نصرت اور کہہ دیجئے آ گیا حق اور مٹ گیا باطل بلاشبہ تھا باطل مٹنے ہی والا اور ہم اتارتے ہیں قرآن جو کہ شفا اور رحمت ہے ایمان والوں کیلئے اور نہیں بڑھتے ظالم مگر خسارے میں۔

حضرت ابوالحسن نوریؒ:

حضرت ابوالحسن نوریؒ نے دوران طواف دعا مانگی کہ:

''اے اللہ! مجھے وہ انعام اور وصف عطا کر جس میں کبھی تغیر نہ ہو۔''

چنانچہ بیت اللہ میں سے ندا آئی کہ:

''اے ابوالحسن! تو ہمارے برابری کرنا چاہتا ہے۔ یہ وصف تو ہمارا ہے کہ ہماری صفات میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ ہم نے بندوں میں اس لئے تغیر و تبدل رکھا ہے کہ ہماری عبودیت اور ربوبیت کا اظہار ہوتا رہے۔''

*قربانی میں جب ساری مخلوق قربانیوں میں مصروف تھی میں نے ایک نوجوان کو دیکھا وہ سب سے الگ تھلگ چپ چاپ اندوہگیں بیٹھا تھا۔ میں ٹکٹکی لگا کر اس کی طرف دیکھتا رہا۔ تجسس یہ تھا کہ یہ نوجوان کیا کرتا ہے وہ دیر تک اسی طرح گم سم بیٹھا رہا پھر اس نے آسمان کی طرف نگاہ کر کے دعا شروع کی۔ وہ کہہ رہا تھا۔

''اے پروردگار! ساری مخلوق قربانی کرنے میں مشغول ہے میں تیری بارگاہ میں اپنے نفس کی قربانی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اسے شرف قبولیت سے نواز۔''

اتنا کہہ کر اس نے اپنی انگشت شہادت اپنے حلقوم کی طرف اٹھائی اور فوراً بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ میں نے قریب جا کر دیکھا تو اس کی روح پرواز کر چکی تھی۔

*حضرت عباس بن سلمیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی شام کو امت مسلمہ کی مغفرت کی دعا مانگی۔ دعا قبول ہوئی اور ارشاد ربانی ہوا:

''میں نے سب کی مغفرت کر دی سوائے باہمی حقوق اور ظالم کے کہ ان کا بدلہ لے کر حق دار اور مظلوم کو دیا جائے گا۔''

رسول اللہ ﷺ نے پھر دعا مانگی اور عرض کیا:

"خدایا تو اس پر بھی قادر ہے کہ ظالم کو معاف کر دے اور مظلوم کو اپنے پاس سے بہتر معاوضہ دے کر خوش کر دے۔"

لیکن اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اگلے دن مزدلفہ میں معشر الحرام پر پھر یہی دعا مانگی اور بارگاہ خداوندی میں بار بار التجا کی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور ﷺ نے تبسم فرمایا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا:

"خدا آپ کو شاداں رکھے۔ آپ ﷺ نے کس وجہ سے تبسم فرمایا۔"

ارشاد فرمایا۔

"خدا کے دشمن ابلیس نے جب دیکھا کہ حق تعالیٰ شانہ نے میری دعا قبول فرمالی اور ظالموں کے مظالم کو بھی معاف فرمادیا تو وہ واویلا اور آہ و فریاد کرنے لگا اور خاک میں لوٹنے لگا اس کی اس حالت پر مجھ کو ہنسی آگئی۔"

باب سوئم

ارکان حج وعمرہ کی حکمت

*حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ انہیں چہیتے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کا حکم دیا گیا ہے۔ خواب ایسی کیفیت ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ خواب خیال کی باتیں ہیں۔ لیکن ابراہیم خلیل اللہ نے خواب دیکھ کر اس بات کی تصدیق کر دی کہ چونکہ خواب میں حکم دینے والا اللہ ہے اس لئے خواب کی تعمیل کرنا ضروری ہے۔ جب حضرت اسماعیلؑ کو خواب سنایا تو انہوں نے خواب کی تعمیل کی اور تصدیق کی اور کہا:

"آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اسے پورا کریں۔ انشاءاللہ آپ مجھے صابروں میں سے پائیں گے۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تجسس، تحقیق اور مشاہداتی عقل سے اس بات کی بشارت دی تھی کہ:

"میں ایسے رب کی نفی کرتا ہوں جو چھپتا، ڈوبتا یا طلوع وغروب ہوتا ہے۔ یقین کی طرز فکر ان کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو منتقل ہوئی تھی۔ اس ہی مشاہداتی طرز فکر کی بنیاد پر فرزند سعید حضرت اسماعیلؑ ذبیح اللہ نے اللہ کے لئے قربانی میں باپ کے ساتھ پورا پورا تعاون کر کے ایثار وقربانی کا بہترین مظاہرہ کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب

ایک شب حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی ان سے کہتا ہے کہ اے ابراہیم اٹھ اور قربانی کر۔ بیدار ہو کر صبح ہی صبح دو اونٹ قربان کر دیئے۔ تین دن مسلسل یہ خواب دیکھتے رہے اور تینوں دن دو دو سو اونٹ اللہ کے لئے ذبح کرتے رہے۔ چوتھی شب خواب میں حکم ہوا کہ اپنے فرزند اسماعیل علیہ السلام کو خداوند قدوس کی راہ میں قربان کر۔ صبح حضرت سارہ خاتون سے اس خواب کا ذکر کیا۔ حضرت سارہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر آپ کے ارادے کی تائید کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی وقت اونٹ پر سوار ہو کر بی بی ہاجرہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اس وقت حضرت اسماعیلؑ کی عمر بارہ برس تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ

السلام نے بی بی ہاجرہ سے فرمایا کہ حضرت اسماعیلؑ کے سر میں کنگھی کر کے، ان کے بال مشک و عنبر سے دھو کر اور آنکھوں میں سرمہ لگا کر پاکیزہ کپڑے پہنادیں۔ حضرت اسماعیلؑ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں قربان کرنے کا حکم دیا ہے۔ بی بی ہاجرہؓ نے نہایت صبر و تحمل سے کہا: خدا کا حکم ہے تو میں بھی اس کی رضا میں راضی ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیلؑ کو ساتھ لے کر جا رہے تھے تو راستے میں ابلیس سامنے آگیا۔ شیطان نے حضرت اسماعیلؑ کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ تمہارا باپ تمہیں ذبح کرنے کے لئے جا رہا ہے۔ حضرت اسماعیلؑ نے کہا کہ بھلا کوئی باپ بے گناہ اپنی اولاد کو ذبح کر سکتا ہے۔ پھر حضرت اسماعیلؑ نے اپنے پدر بزرگوار سے پوچھا۔ اباجی! آپ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ میرے بیٹے میرے لخت جگر مجھے اللہ نے کہا ہے کہ میں تمہیں اس کے لئے قربان کردوں۔ یہ سن کر حضرت اسماعیلؑ نے کہا۔ میں اللہ کے لئے بصد شوق اور بخوشی قربان ہونے کے لئے حاضر ہوں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم میں ذرا سی بھی تاخیر نہ کریں۔ کیونکہ شیطان مردود چاہتا ہے کہ ہمیں سیدھے راستے سے بھٹکادے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیلؑ نے شیطان کو مایوس کرنے کے لئے کنکریاں ماریں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو لے کر منیٰ کے مقام پر آئے اور ایک جگہ انہیں لٹادیا۔ حضرت اسماعیلؑ سے فرمایا۔ آنکھیں بند کر لو اور خود بھی اپنی آنکھیں بند کر لیں تاکہ ایک دوسرے کو دیکھ کر دونوں باپ بیٹے کی محبت تعمیل حکم میں رکاوٹ نہ بن جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کا نام لے کر حضرت اسماعیلؑ کے گلے پر چھری پھیر دی۔ جب وہ اپنی دانست میں پیارے بیٹے کو ذبح کر چکے تو آواز آئی۔ اے ابراہیم آنکھیں کھول دو۔ دیکھا کہ ایک تندرست دنبہ ذبح کیا ہوا سامنے پڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پکارا۔ اے ابراہیم! بے شک سچ کردیا تو نے اپنے خواب کو۔ تحقیق اسی طرح ہم جزا دیتے ہیں۔ احسان کرنے والوں کو۔ اس واقعہ کے کچھ ہی عرصہ بعد حضرت جبرائیلؑ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر سلام بھیجا ہے کہ اس سرزمین پر اللہ کا گھر تعمیر کرو تاکہ لوگ آئیں اور اپنے رب کے گھر کا طواف کریں۔ آپ نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔

جس مقام پر شیطان نے ظاہر ہو کر آپ دونوں کو بھٹکانا چاہا تھا اور آپ دونوں نے اس پر کنکریاں ماری تھیں۔ حج کے رکن کی صورت میں آج بھی آپ کی یہ سنت جاری ہے۔ آپ نے بے چون چرا اللہ کی راہ میں اپنے عزیز بیٹے کی قربانی کی۔ اس واقعہ کی یادگار میں قربانی کرنے کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس عمل کو بھی زندہ جاوید کردیا۔ حج کر ہر رکن حضرت ابراہیم علیہ السلام، بی بی ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کی سنت ہے۔

کنکریاں مارنے کی حکمت

حج کا ایک رکن شیطان کو کنکریاں مارنا ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو قربانی کے لئے لے کر چلے تو منٰی کے مقام پر شیطان نے انہیں اپنے ارادے سے باز رہنے کی کوشش کی۔ آپ نے شیطان کو کنکریاں مار کر بھگا دیا۔ یہ وہی مقامات ہیں جہاں حج کے دوران شیطان کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ کنکریاں مارنے کی حکمت یہ ہے کہ اگر اللہ کے حکم کی تعمیل میں کوئی رکاوٹ آئے تو اس کی مزاحمت کی جائے۔ ذہنی مزاحمت کے ساتھ جسمانی طاقت بھی استعمال کی جائے۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم پورا ہو جائے اور شیطان اپنے وسوسوں سے مایوس اور نامراد ہو جائے۔

عمل کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے جب عمل کرنے کا وقت اور جگہ کا تعین کر لیا جائے۔ دنیا میں جب کسی کام کا خیال دماغ میں آتا ہے تو اس خیال کی کوئی نہ کوئی صورت ہوتی ہے۔ مثلاً شک کی صورت ایک الجھے ہوئے طویل جال جیسی ہوتی ہے۔ آدمی اگر جال میں پھنس جائے تو نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ملتا۔ جتنا جال سے نکلنا چاہتا ہے جال مزید الجھ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر شئے اور ہر امر اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندے تک آتا ہے۔ اور پھر لوٹ کر اللہ تک چلا جاتا ہے۔ حکم الٰہی لطیف انوار کا ذخیرہ ہے۔ جبکہ ناسوتی روشنیاں اور کثافت (شعور) عملی راستے میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ شیطان کھلا دشمن ہونے کی وجہ سے آدمی کے نفس کو کثافت سے بھر دیتا ہے۔ ''نفس'' (مٹی کے عناصر کا مرکب) میں شک وسوسے، غرور، تکبر، حسد اور نافرمانی اور دیگر غیر اخلاقی باتیں ہیں۔

نفس دو راستوں پر سفر کرتا ہے۔ ایک ناسوتی اور دوسرا غیبی دنیا کا راستہ۔ ناسوتی دنیا میں شیطان وسوسے ڈالتا ہے اور شیطان کی انسپائریشن حکم الٰہی اور انسانی عقل کے درمیان رکاوٹ بن جاتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شیطان کو کنکریاں مارنا شیطان انسپائریشن کو رد کرنا ہے۔

جب شیطان نے بہکانے کی کوشش کی تو آپ نے اسے کنکریاں مار کر بھگا دیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس عمل کو حج کا رکن قرار دے کر حاجیوں کے لئے لازمی قرار دے دیا۔ کنکریاں مارنے کا عمل گویا انسان کے اندر کے شیطان کو شکست دینے کا عمل ہے۔ کنکریاں مارتے وقت اس بات کا تصور کیا جانا چاہئے کہ ہم اپنے اندر کے شیطان کو شکست دے کر رسوا کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں۔

سعی کی حکمت

صفااور مروہ کے درمیان سات پھیرے لگانے کو سعی کہتے ہیں۔ یہ پھیرے حضرت بی بی ہاجرہؑ نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے لئے پانی کی تلاش میں لگائے تھے۔بی بی ہاجرہؑ کی اس سعی کے نتیجے میں آب زم زم کا چشمہ ابل آیا۔ حضرت بی بی ہاجرہؑ کا یہ عمل ممتا کی لازوال مثال ہے۔ ماممتااللہ کی صفت ہے۔ خالق اپنی مخلوق سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ صفت ربوبیت ہے کہ وہ اپنی مخلوق کو محبت کے ساتھ پالتاہے اور ان کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے وسائل واسباب مہیا کرتا ہے۔ ہر ماں ذیلی تخلیق کی ذمہ دار ہے جو دراصل اللہ کی صفات کا مظاہرہ ہے۔ماں اپنے بچے سے بے پناہ محبت کرتی ہے اور اپنے بچے کی پرورش اور کفالت کے لئے اپنی سکت کی انتہا تک کوشش کرتی ہے۔ان کی کوشش جب قبول بارگاہ ہوتی ہے تو وہ اپنا گوہر مراد حاصل کر لیتی ہے۔

انسان کے اندر زندگی کے تقاضے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جب یہ تقاضے ذہن میں رہتے ہیں۔ان تقاضوں کی تکمیل کے لئے ذہن تدابیر وذرائع تلاش کرتا رہتا ہے۔ ہر تقاضا صفت ربوبیت کی ایک روشنی ہے۔ روشنی میں اسباب ووسائل کے نقوش ہیں۔ تقاضے روح کی کیفیات ہیں۔اس لئے کہ جب روح جسم میں نہیں ہوتی تو تقاضے بھی نہیں ہوتے۔ روح کی کسی کیفیت میں مرکزیت قائم ہو جائے تو تقاضا مظہر بن جاتا ہے۔ سعی کے عمل میں اسی قانون کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے۔ حضرت بی بی ہاجرہؑ کا یہ عمل لوح محفوظ کے قانون کا عکس ہے۔ انہوں نے لوح محفوظ کا قانون پورا کر کے رہتی دنیا تک مثال قائم کر دی۔

اللہ رب العالمین اپنی مخلوق سے بہت محبت کرتے ہیں۔ حضرت بی بی ہاجرہؑ نے صفااور مروہ کے درمیان سات پھیرے لگا کر اس محبت کو مثبت کر دیا جو ایک خالق کو اپنی تخلیقی اولاد سے ہوتی ہے۔رب وہ ہے مخلوق کی کفالت کی تمام ذمہ داریاں پوری کرتا ہے۔

رب وہ ہے جو اسباب ووسائل مہیا کرتا ہے۔

حضرت بی بی ہاجرہؑ نے اپنے لخت جگر حضرت اسماعیلؑ کی زندگی کے لئے بنیادی وسیلہ پانی کی فراہمی کے لئے تلاش کا فریضہ ادا کیا۔ اور اس فرض میں اتنی مرکزیت قائم ہوئی کہ قدرت نے آب زم زم کا چشمہ جاری کر دیا۔بی بی ہاجرہؑ کی سعی کے نتیجے میں نمودار ہونے والا آب زم زم کی ان کی اولاد حضرت اسماعیلؑ اور ان کی نسل کے لئے حیات بن گیا۔اللہ پاک کی نعمتیں لامحدود اور لازوال ہیں۔ حضرت بی بی ہاجرہؑ کی سعی کے نتیجے میں پیدا ہونے والا زم زم کا چشمہ بھی لامحدود ولازوال ہے۔ کہ اسے ہزاروں سال سے اللہ کے بندے ہر سال ۲۵ لاکھ اور پورے سال میں لاکھوں عازمین عمرہ یہ پانی پی رہے ہیں اور پانی میں کمی واقع نہیں ہوتی۔

جب کسی بندے کا ارادہ اللہ کے امر کا تابع ہو جاتا ہے تو اللہ تعالی اسے پورا کر دیتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالی کے کن کہنے سے کائنات بن گئی۔بی بی ہاجرہؑ کا عمل امر ربی کے تابع ہو کر پانی کی شکل میں مظہر بن گیا۔

طواف کی حکمت

طواف ایک ایسی عبادت ہے جو بیت اللہ شریف میں کی جاتی ہے۔ خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کی مرکزیت کا سمبل ہے۔ ہر شئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے آرہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب لوٹ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آنے والی ہر شئے کائنات کا لاشعور ہے۔ اور مخلوق سے اللہ تعالیٰ کی جانب لوٹ جانے والی ہر شئے کائنات کا شعور ہے۔ لاشعور کائنات کا علم ہے اور شعور کائنات کے علم کا مظاہرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات علیم ہے اور علم کا سورس اللہ ہے۔ علم الٰہیہ کے انوار و تجلیات کا مظاہراتی سطح پر نزول کرنا کائنات کی نزولی حرکت ہے۔ نزولی حرکت میں علم کی تجلی اپنے اندر کے علوم کا مظاہرہ کرتی ہے۔

بیت اللہ شریف کے طواف میں یہ نیت ہوتی ہے کہ ہم اللہ کے گھر کا طواف کر رہے ہیں۔ طواف سعودی اور نزولی دونوں کیفیات پر مشتمل ہے۔ سعودی حرکت یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور نزولی حرکت یہ ہے کہ بندہ مقدس زمین پر جسمانی طور پر طواف کرتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک اسپرنگ ہے۔ اس اسپرنگ کے اوپر کے سرے پر تار میں ایک موتی پرویا ہوا ہے۔ اس موتی کو اسپرنگ کے ہر دائرے سے گزارتے ہوئے نیچے لایا جائے۔ سب سے اوپر تار میں پرویا ہوا موتی اسپرنگ کے نچلے حصے میں پہنچ جائے گا۔ جب یہ موتی تار کے انتہائی سرے پر پہنچ جائے، موتی کو واپس اوپر سے نیچے پہنچایا جائے۔ اس کا مفہوم یہ ہوا کہ اسپرنگ کا نزول، سعود راستہ کیلئے ہے۔ موتی کا اوپر سے نیچے آنا لاشعور ہے اور نیچے سے اوپر جانا شعوری حرکات ہیں۔ لیکن شعوری اور لاشعوری دونوں منتہا بلندی ہے۔ جب کوئی خاتون یا مرد اللہ کے گھر کا طواف کرتا ہے تو وہ بیت اللہ شریف کے چاروں طرف گھومتا ہے اور حجر اسود کے سامنے تھوڑی دیر قیام کرتا ہے۔ حجر اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ کے اشارے سے بوسہ دینا اور خانہ کعبہ کے گرد چکر لگانا طواف ہے۔ طواف کعبہ میں شعور اور لاشعور میں روشنیوں کا ہجوم ہو جاتا ہے۔ روشنیوں اور نور کے ذخیرہ ہونے کی وجہ سے روح مشاہدہ حق میں مصروف ہو جاتی ہے۔ اعتکاف کرنے والے پر مستی اور بے خودی طاری ہو جاتی ہے۔

''سبع سموت فی ستتہ ایام'' میں حکمت و دانائی یہ ہے کہ انسان کے اندر بیداری اور خواب کے حواس پر چھ شعور اور سات لاشعور کام کرتے ہیں۔ لاشعوری حواس یا انسان کی روح اسے عرش کے انوار سے قریب کرتی ہے۔ علیم و خبیر اور علیم و حکیم اللہ چاہتا ہے کہ انسان اپنی انتہا اور ابتداء کو پہچان کر خالق کائنات اللہ کی صفات کا مشاہدہ کرے۔ بیت اللہ شریف اللہ کا گھر ہے۔ اللہ کی عبادت اور وحدانیت کو قائم رکھنے کے لئے مرکز ہے۔ بیت اللہ شریف پر ہر لمحہ اور ہر آن انوار و تجلیات کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ فرشتے ہمہ وقت طواف کرتے رہتے ہیں۔ انبیاء اور اولیاء اللہ کی ارواح طیبہ طواف میں مصروف رہتی ہیں۔ فرشتوں کے انوار اور انبیاء کرام کے نور و نبوت اور اولیاء کرام کی فراست کی روشنیاں ایسا ماحول بنا دیتی ہے کہ ''خانہ کعبہ'' بقعہ نور بن جاتا ہے۔ جب حاجی بظاہر طواف کرتا ہے تو اس کے اوپر انوار کی بارش برستی ہے۔ نور کی بارش اور تجلی کی لطافت کثیر تعداد میں لوگ محسوس کرتے ہیں۔

جب حاجی یازائرتلبیه لبیک اللّٰھم لبیک ط لبیک لا شریک لک لبیک ط ان الحمد والنعمته لک والملک ط لاشریک لک ط پڑھتے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کرتا ہے توانوار اس کا احاطہ کر لیتے ہیں۔ قربِ الٰہی کا ادراک ہوتا ہے۔ روح کی سرشاری سے بندہ رب العالمین کا عرفان حاصل کرتا ہے۔ جن پاکیزہ لوگوں نے خانہ کعبہ پر نزول کرنے والی تجلیات کا مشاہدہ کیا ہے وہ بتاتے ہیں:

''ہم نے محسوس کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہیں۔''

کچھ لوگوں نے بتایا کہ ہم نے خانہ کعبہ سے نکلنے والی ماورائی روشنیوں کا مشاہدہ کیا ہے۔

ایک بزرگ نے زار و قطار روتے ہوئے بتایا کہ میں نے اللہ کو دیکھا ہے۔ میرا وجود محسوسات کے دائرے سے نکل گیا۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ میں اللہ کے نور کا ایک ذرہ ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے مخاطب ہیں۔ ''ہم نے تیری حاضری قبول فرمائی۔''

ایک صاحب نے سیدنا حضور ﷺ کی مسجد نبوی میں معراج شریف کے سامنے درود و سلام پڑھتے وقت دیکھا کہ روضہ مبارک کے اندر سیدنا حضرت عمرؓ، سیدنا ابو بکر صدیقؓ اور سیدنا حضرت علیؓ تشریف فرما ہیں۔

حضور پاک ﷺ کے ایک امتی کو اذن زیارت ہوا۔ یہ امتی اپنی روح کے ساتھ حضور ﷺ اور صحابہ کرام کو اپنی آنکھ سے دیکھ کر سلام کرتا ہے اور دعا کی درخواست کرتا ہے۔

ایک سالک نے بتایا کہ میں پورے دن مسجد نبوی میں درود شریف کا ورد کرتا رہا۔ افطار کے وقت چھتری کے نیچے میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اہل بیت کے ساتھ افطار فرما رہے ہیں۔ الحمد للہ میں نے حضرت عائشہؓ اور بی بی فاطمہؓ کی بہت قریب سے زیارت کی۔ حضرت بی بی فاطمہؓ نے افطار کیلئے مجھے کھجور عطا کی۔

روحانی علوم کے امین ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا۔

تہجد کے بعد باب جبرائیل کے قریب آسمان سے نور کی آبشار نزول کرتی ہوئی نظر آئی۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کو حضرت محمد ﷺ کے پاس نہایت مؤدب بیٹھے ہوئے دیکھا۔ صفا میں مراقبہ میں نور نبوت کا مشاہدہ ہوا۔ ۱۴ سو سال پہلے کے حضور ﷺ اور ازدواج مطہرات کے گھر (حجرے) دیکھے اور چودہ سو سال پہلے کی مسجد نبوی نظر آئی۔

پنج وقتہ نمازی اور تہجد گزار، زاہد نے بتایا کہ حضور ﷺ کے اقتدار میں فجر کی نماز ادا کی۔ سیدنا حضور ﷺ نے سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت فرمائی۔

حلق کرانے کی حکمت

حلق کرانے کا مطلب بال کٹوانا ہے۔ مرد کے لئے حلق کرانا افضل ہے۔ اور عورتوں کے لئے چوٹی کے آخری سرے سے ایک پور کے برابر بال کاٹنا ضروری ہے۔ حج اور عمرے کے دوران بال نہ کٹوائیں تو دم لازم ہوتا ہے۔ یعنی ایک بکرا یا بکری قربان کرنا ہوگا۔ آدمی کے تمام اعمال وافعال کی بنیاد خیالات کے تانے بانے پر قائم ہے، دماغ خیالات کو قبول کرتا ہے۔ خیالات غیب کی انفارمیشن ہیں۔ غیب عالم لطیف ہے۔ جو روشنیوں کا عالم ہے۔ غیب یا لاشعور سے آنے والی ہر انفارمیشن روشنی کی ایک معین مقدار ہے۔ ہمارا جسمانی نظام الیکٹرک کرنٹ پر قائم ہے۔ جسم میں برقی رو کام کر رہی ہے۔ یہ برقی رو جسم کی حرکات کے لئے انرجی مہیا کرتی ہے۔

مادی جسم کے اطراف میں برقی قوت ایک دائرے کی صورت میں جسم کو گھیرے ہوئے ہے۔ غیب کی انفارمیشن یا روشنی اس برقی فیلڈ میں داخل ہوتی ہے تو جسم حرکت کرتا ہے۔ برقی رو جسم سے رشتہ منقطع ہو جائے تو موت وارد ہو جاتی ہے۔

سر کے بال اس انفارمیشن کے لئے انٹینا کا کام کرتے ہیں۔ بال نہایت باریک نلکیوں کی طرح ہیں۔ برقی قوت ان نلکیوں کے اندر دور کرتی ہے۔ کنگھی کرتے وقت بالوں کی برقی قوت (کرنٹ) کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ بالوں میں کنگھی یا کنگھا پھیر کر چھوٹے چھوٹے کاغذ کے ٹکڑوں کے قریب کیا جائے تو کاغذ کنگھے پر اڑ کر چپک جاتے ہیں۔

غیب سے آنے والی اطلاعات برقی رو کے دوش پر بالوں کو گزر گاہ بناتی ہوئی جڑوں میں اتر جاتی ہیں اور برقی رو انرجی بن جاتی ہے۔ یہ انرجی دماغ میں منتقل ہوتی ہے۔ دماغ اس انرجی کو معنی ومفہوم میں تبدیل کر دیتا ہے۔

خیالات دو قسم کے ہوتے ہیں ایک منفی اور دوسرا مثبت۔ مثبت خیالات کا سورس عالم بالا ہے۔ جبکہ منفی خیالات کا سورس عالم اسفل ہے۔ ناسوتی روشنیاں کثیف ہونے کی وجہ سے برقی رو میں رکاوٹ بنتی ہیں اور یہی رکاوٹ منفی خیالات بن جاتے ہیں۔ مستقل منفی خیالات منفی طرز فکر کی بنیاد بن جاتے ہیں۔ اور تعمیر کے بجائے تخریبی حرکات کا باعث بنتے ہیں۔

حلق کرانے سے کثافت دور ہو جاتی ہے۔ اور روشنی کا بہاؤ تیز ہو جاتا ہے۔ خیالات میں پاکیزگی اور لطافت آجاتی ہے۔ حج وعمرہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں کیا جاتا ہے۔ جب بندہ اللہ پاک کے حکم پر اپنے بال کٹواتا ہے تو ظاہر سے ملنے والی انفارمیشن سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ اور عالم بالا سے آنے والی انفارمیشن سے رابطہ ہو جاتا ہے۔ اس عمل سے منفی خیالات سے نجات مل جاتی ہے۔ اور مثبت خیالات کی رو تیز ہو جاتی ہے۔

احرام باندھنے کی حکمت

یہ بات تجربے میں ہے کہ جس تنظیم میں بھی یونیفارم ہوتا ہے اس تنظیم میں نظم وضبط کا معیار اعلیٰ ہوتا ہے جیسے فوج، پولیس۔اس کے علاوہ عوامی سطح پر نرسیں، ڈاکٹر وغیرہ۔اجتماعی سطح پر جتنے بھی بڑے ادارے ہیں ان سب میں یونیفارم کو لازم قرار دیا گیا ہے۔

یونیفارم پہچان بن جاتی ہے۔جسے دور سے دیکھ کر تنظیم کے رکن کی حیثیت سے تسلیم کر لیا جاتا ہے اور خود بندہ بھی اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو یاد رکھتا ہے۔وردی پہن کر آدمی چست ہو جاتا ہے اور ڈیوٹی پوری کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

احرام بھی ایک یونیفارم ہے۔حج کا یونیفارم۔حج ایک ایسا پروگرام ہے جس میں بندے کا دھیان تمام وقت اللہ تعالیٰ کی جانب لگائے رکھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔لباس سب سے زیادہ ذہن کو متوجہ رکھتا ہے۔

اگر رنگ برنگے لباس ہوں تو ہر کسی کا ذہن دوسرے کے لباس کی تراش خراش میں لگ جاتا ہے۔اس لباس کو حاصل کرنے کی خواہشات بھی پیدا ہوتی ہیں۔ذہن "مرکزیت" سے ہٹ کر دنیاداری میں لگ جاتا ہے۔

سفید رنگ پاکیزگی کی علامت ہے۔پاکیزگی اللہ تعالیٰ کی صفت سبحان ہے۔صفت سبحان لا محدود ہے۔عالمین میں تمام مخلوق رنگین ہے۔دنیا کی ہر شئے کسی نہ کسی رنگین غلاف میں بند ہے۔آدمی کی ساخت میں جتنے اعضاء کام کرتے ہیں۔سب رنگین ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ترجمہ: اور جو بکھیرا ہے تمہارے واسطے زمین میں اس میں کئی رنگ ہیں۔نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں۔

ترجمہ: تونے دیکھا! کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے اس سے طرح طرح کے میوے ان کے رنگ اور پہاڑوں میں گھاٹیاں ہیں۔سفید اور سرخ ان کے رنگ اور بھجنگ کالے۔

ترجمہ: نکلتی ان کے پیٹ سے پینے کی چیز جس کے کئی رنگ ہیں اس میں آزار چنگے ہوتے ہیں۔اس میں پتہ ہے ان لوگوں کو دھیان کرتے ہیں۔

خانہ کعبہ کے غلاف کا رنگ سیاہ ہے۔اور زائرین سفید کپڑے کا احرام پہنتے ہیں۔

روشنی رنگوں سے مرکب ہوتی ہے۔روشنی ایک برقی مقناطیسی توانائی ہے۔روشنی ہر طرح کی اشیاء سے گزر جاتی ہے۔کسی شئے میں سے گزرنے کے لئے اسے کسی وسیلے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

رنگ دراصل روشنی کی وہ خاصیت ہیں کہ جو اندھیرے (سیاہ) سے مل کر بنتی ہے۔ کالا رنگ ہمیں اس لئے نظر آتا ہے کہ وہ روشنی کی تمام لہروں کو جذب کرلیتا ہے۔ سفید رنگ ہمیں اس لئے نظر آتا ہے کہ سفید رنگ روشنی کی تمام لہروں کو منعکس کرتا ہے۔

خانہ کعبہ کے اوپر ہر وقت انوار و تجلیات کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ خانہ کعبہ کا سیاہ رنگ پردہ ان انوار کو اپنے اندر ذخیرہ کرتا رہتا ہے۔ اور احرام کا سفید رنگ حاجی پر انوار کی لہروں کو منعکس کرتا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے زائر کا دماغ اور اس کا جسم مثالی انوار سے روشن اور مزین ہو جاتا ہے۔ سفید رنگ کا لباس ذہنوں میں پاکیزگی کا احساس پیدا کرتا ہے۔ پاکیزگی سے جو اس لطیف ہو جاتے ہیں۔ بندہ بشر لطیف حواس سے عالم بالا کی طرف صعود کرتا ہے اور اس کا رجحان اللہ کی طرف ہو جاتا ہے۔ عبادت اور رجوع الٰہی سے روح کی نگاہ غیب کا مشاہدہ کرتی ہے۔

احرام میں کم سے کم لباس استعمال کیا گیا ہے۔ لباس کی یکسانیت ذہنوں میں ہم آہنگی پیدا کرتی ہے۔ ایک جیسا لباس ذہن و یک فکر پر قائم رکھتا ہے۔ احرام باندھتے ہی بندہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کی طرز فکر میں داخل ہو جاتا ہے۔ زائرین کے جسم پر جب تک احرام ہوتا ہے حج کی سعادت اس کی سوچ کا محور بنی رہتی ہے۔ وہ اپنے اوپر حج کے فرائض کی پابندی لازم کر لیتا ہے گویا احرام باندھنا اللہ تعالیٰ کے سامنے حج کے مناسک کی ادائیگی کا معاہدہ کرنا ہے اور زائرین اس معاہدہ کی تمام شرائط بخوبی پورا کرتے ہیں۔

آب زم زم کی حکمت

مورخ علامہ ارزقی بتاتے ہیں ۲۲۳ھ میں زم زم کے کنویں کے اندر دیواریں ٹوٹنے سے پانی کی مقدار کم ہو گئی تھی۔ اس وقت کنویں کی مرمت کی گئی تھی۔ اور علامہ ارزقی نے کنویں کے اندر تین طرف سے چشمے کا جائزہ لیا تھا۔ کنویں کے اندر تین طرف سے چشمے جاری تھے۔ ایک سوت حجر اسود کی جانب جاری ہے۔ دوسرا سوت جبل ابو قبیس یعنی صفا کی طرف سے آرہا ہے اور تیسرا سوت مروہ کی جانب سے پھوٹ رہا ہے۔ کنویں کی گہرائی تقریباً ایک سو فٹ بتائی جاتی ہے اور کعبہ شریف سے ۱۸ میٹر کے فاصلے پر ہے۔

حکمت

پوری کائنات دو رخوں میں بند ہے۔ ایک رخ دائرہ اور دوسرا رخ مثلث تفکر کیا جائے تو انسان کا جسم بھی دائرہ اور مثلث سے تخلیق ہوا ہے۔ اگر ہم یہ معلوم کریں کہ انگلی کیا ہے تو کہیں گے کہ انگلی دائروں سے مرکب ہے۔ اسی طرح اگر کانچ کے باریک باریک چھلے سجا دیئے جائیں اور ان کو بیچ میں سے کاٹ دیا جائے تو مثلث کی شکل اختیار کر لیں گے۔

اسی طرح بال کی مثال ہے۔ بال خوردبین سے دیکھے تو چھلے نظر آئیں گے۔ درخت گول گول کاٹنے سے چھلے بن جائیں گے۔ ان کو بیچ میں سے کاٹ دیا جائیں تو مثلث نظر آئے گا۔

کوئی بھی مادی وجود دائرہ اور مثلث کے علاوہ حیثیت نہیں رکھتا۔ مثلث اور دائرہ ہوگا تو وجود ہوگا۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ہم نے ہر شئے معین مقداروں سے تخلیق کی۔

ہر تخلیق دائرہ اور مثلث میں بند ہے۔ روح کے اوپر دائرہ غالب ہے اور روح کے بنائے ہوئے لباس ''جسم'' پر مثلث غالب ہے۔ زم زم ایک کنواں ہے۔ اس کنویں میں تین طرف سے سوت پھوٹ رہے ہیں۔ زم زم کا کنواں دائرے اور مثلث سے مرکب ہے۔ لیکن دائرہ یعنی سرکل غالب ہے۔ سرکل چونکہ محیط ہے اس لئے اس کا پانی ختم نہیں ہوتا۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ سیدنا حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

''جس شخص نے کعبہ شریف کا طواف سات چکر لگا کر پورا کیا پھر مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دو نفل پڑھے اور آب زم زم پیا تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''آب زم زم جس مقصد کے لئے پیا جائے وہ پورا ہوگا۔ شفاء کی غرض سے پیا جائے تو اللہ شفاء دے گا۔ پیاس بجھانے کی نیت سے پیا جائے تو پیاس بجھ جائے گی اور پیٹ بھرنے کے لئے پیا جائے تو پیٹ بھر جائے گا۔''

زم زم پیتے وقت خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوں بسم اللہ پڑھ کر تین سانس میں ٹھہر ٹھہر کر پئیں اور خوب پیٹ بھر کر پئیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ سیدنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زم زم پیتے وقت یہ دعا فرماتے تھے:

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے ایسا علم مانگتا ہوں جو نفع دینے والا ہو اور فراخ روزی کا طلب گار ہوں اور ہر بیماری سے شفاء چاہتا ہوں۔

زم زم کا کیمیائی تجزیہ

آب زم زم کسی قدر نمکین ہے کچھ کچھ چکناہٹ بھی ہوتی ہے۔ اس کا ذائقہ خوشگوار ہے۔ قدرتی طور پر ہر جراثیم سے پاک ہے اور جسم کے لئے صحت مند ہے۔ یہ پانی نہ سڑتا ہے اور نہ اس میں بو پیدا ہوتی ہے۔ برسوں رکھا رہے تب بھی خراب نہیں ہوتا۔ ایک مصری ڈاکٹر نے سائنٹفک اصولوں میں اس کا کیمیائی تجزیہ کیا ہے جس کے مطابق اس میں موجود اجزاء یہ ہیں۔

میگنیشیم سلفیٹ

اس کا استعمال اعضاء کی حرارت کو دور کرتا ہے۔ قے، متلی اور دردسر کے لئے مفید ہے۔ دست آور ہوتا ہے اور استسقاء کے لئے بڑا نفع بخش ہے۔ جسم کے بلغمی مادے کو ختم کر کے مضر اجزاء کی بیخ کنی کرتا ہے۔

سوڈیم سلفیٹ

یہ ایک قسم کا نمک ہے جو قبض کو رفع کرتا ہے۔ وجع المفاصل کے لئے بے حد مفید ہے۔ ذیابیطس، خونی پیچش، پتھری اور استسقاء کے مریضوں کے لئے بھی انتہائی مفید ہے۔

سوڈیم کلورائیڈ

انسانی خون کے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ تنفس کی صفائی اور جسمانی نظام کی برقراری کے لئے استعمال کرایا جاتا ہے۔ آنت اور پیٹ کے مسلسل درد اور ہیضے کے لئے زود اثر ہے۔ زہر کی متعدد اقسام کے لئے بہترین تریاق ہے۔ خصوصاً کوئلے کے دھویں کی زہریلی گیس (کاربن مونوآکسائیڈ) سمیت اس کے استعمال سے فوراً دور ہو جاتی ہے اور یہ نمک اعضاء کی کمزوری بھی دور کرتا ہے۔

کیلشیم کاربونیٹ

خوراک کو ہضم کرنے، پتھری توڑنے اور وجع المفاصل کے لئے بے حد مفید ہے۔ اعضاء میں حدت کے اثرات زائل کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

پوٹاشیم نائٹریٹ

تھکن اور لو کے اثرات کو زائل کرتا ہے۔ پیشاب آور ہے۔ دمہ کے لئے مفید ہے، پسینہ بکثرت لاتا ہے۔ زم زم کے پانی کو ٹھنڈا رکھنے میں نائٹریٹ کا بڑا حصہ ہے۔

ہائیڈروجن سلفائیڈ

تمام جلدی امراض خصوصاً خنازیر کے لئے نفع بخش ہے۔شدید زکام میں اس کے استعمال سے راحت محسوس ہوتی ہے۔جراثیم کش ہے۔اس کے استعمال سے ہیضے کے جراثیم ختم ہوجاتے ہیں۔قوت ہاضمہ، قوت حافظہ اور دیگر دماغی قوتوں کو تقویت پہنچاتا ہے۔

بھوک بڑھاتا ہے اور بواسیر کے لئے بھی اکسیر ثابت ہوا ہے۔

زم زم اور ماں کے دودھ کے اجزاء

بچہ چار ماہ کی عمر تک ماں کے دودھ سے اپنی غذائی ضروریات پوری کرتا ہے۔ماں کے دودھ میں ایسے اجزاء ہوتے ہیں جو انسانی جسم کی نشو و نما کیلئے ضروری ہیں جیسے لحمیات، گلوکوز، وٹامنز اور معدنیات (سوڈیم، کیلشیم، پوٹاشیم، میگنیشیم) یہی اجزاء آب زم زم میں بھی پائے جاتے ہیں۔

چالیس نمازیں ادا کرنے کی حکمت، حکمت طواف، حدیث مبارک

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی اگر گھر پر نماز قائم کرے تو وہ ایک نور سے سیراب ہوتا ہے۔محلے کی مسجد میں پچیس گنا انوار کا نزول ہوتا ہے۔جامع مسجد میں پانچ پانچ سو گنا انوار نازل ہوتے ہیں اور بیت المقدس میں پچاس ہزار انوار کی آبشار گرتی ہے۔

مسجد نبوی میں نماز قائم کرنے کا حال بھی یہی ہے۔مسجد الحرام میں نماز قائم کرنے میں نمازی کے اوپر ایک لاکھ انوار کی بارش ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں منیٰ کی مسجد میں حاضر تھا کہ ایک انصاری اور ایک ثقفی حاضر خدمت ہوئے۔اور سلام کے بعد عرض کیا کہ حضور ہم کچھ دریافت کرنے آئے ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا جو تمہارا دل چاہے دریافت کرلو اور یا میں تمہیں سناؤں کہ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔انہوں نے عرض کیا کہ آپ ہی فرمادیں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم حج کے بارے میں دریافت کرنے آئے ہو کہ حج کے ارادے سے گھر سے نکلنے کا، عرفات میں ٹھہرنے، شیطان کو کنکریاں مارنے، قربانی کرنے اور طواف زیارت کا کیا اجر ہے۔عرض کیا کہ یہی سوالات ہمارے ذہن میں تھے۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ حج کا ارادہ کر کے گھر سے نکلنے کے بعد تمہاری سواری جو ایک قدم رکھتی ہے وہ تمہارے اعمال میں ایک اجر ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔اور طواف کے بعد دو رکعتوں کا اجر ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔صفا اور مروہ کے درمیان سعی کا اجر ستر غلاموں کو آزاد کرنے کے برابر ہے اور عرفات کے میدان میں لوگ جمع ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ دنیا کے آسمانوں پر اتر کر فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرے بندے دور دور سے گرد و غبار میں پراگندہ بال آئے ہیں۔میری رحمت کے امیدوار ہیں۔اگر

ان لوگوں کے گناہ ریت کے ذروں کے برابر ہوں تب بھی میں نے معاف کر دیئے اور اگر بارش کے قطروں یا سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں تب بھی میں نے معاف کر دیئے۔اس کے بعد حضورﷺ نے فرمایا:

شیطانوں کے کنکریاں مارنے کا حال یہ ہے کہ ہر کنکری کے بدلے میں ایک بڑا گناہ (نافرمانی) جو ہلاک کر دینے والا ہو معاف ہوتا ہے۔اور قربانی کا بدلہ اللہ کے ہاں تمہارا ذخیرہ ہے۔اور احرام کھولتے وقت سر منڈانے میں ہر بال کے بدلے میں ایک اجر ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔اس سب کے بعد جب آدمی طواف زیارت کرتا ہے تو ایسے حال میں طواف کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

۴۰ نمازیں پڑھنے کی حکمت

ثواب، نیکی اور اجر اللہ کا خصوصی انعام ہے۔نظام کائنات کا پورا سسٹم نور اور روشنی پر قائم ہے۔یہ نور اور روشنی لہروں میں نازل ہوتا رہتا ہے۔ایک نیکی کا مطلب ہے کہ بندہ ایک روشنی سے سیراب ہو گیا ہے۔صلوٰۃ کا مطلب ہے کہ اللہ سے تعلق قائم کرنا۔

ایک نماز کے ثواب کا مطلب یہ ہے کہ نمازی کا اپنے رب سے یک گونہ تعلق مزید بڑھ گیا ہے۔اور ایک لاکھ ثواب کا مطلب ہے کہ صلوٰۃ قائم کرنے والے بندے پابندی کا اپنے اللہ سے ایک لاکھ گنا تعلق میں اضافہ ہو گیا ہے۔

مذہبی اعتبار سے چالیس کے عدد کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔قرآن میں کئی جگہ اس کا تذکرہ ملتا ہے۔حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر بلایا اور چالیس دن رات مستقل طور پر اللہ تعالیٰ کے دھیان میں رہنے کا حکم دیا۔ان چالیس دن راتوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر لاشعوری حواس کا غلبہ رہا۔چالیس دن بعد شریعت موسوی کے احکامات تختیوں پر لکھے ہوئے نازل فرمائے۔

حضرت محمدﷺ کو نبوت سے چالیس سال کی عمر میں سرفراز کیا گیا۔اس کے علاوہ قرآن کی رو سے چالیس سال کی عمر تک بندے کو عارضی دنیا سے اپنا دامن ہٹا لینا چاہئے اور زیادہ وقت عبادت و ریاضت میں مصروف رہنا چاہئے۔چالیس سال کی عمر تک عقل انسانی میں فہم داخل ہو جاتا ہے اور آدمی کائنات کے نظام کو سمجھنے لگتا ہے۔وظائف اور چلے بھی عموماً چالیس دن کے ہوتے ہیں۔

روحانی صلاحیتوں کو بیدار کرنے کے لئے جو اسباق دیئے جاتے ہیں وہ بھی عموماً چالیس دن کے ہوتے ہیں۔غرض کہ چالیس کا عدد ذہنی اور روحانی صلاحیتوں کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔حضور پاکﷺ کے روضہ مبارک پر ۴۰ نمازیں پڑھنے کے متعلق روایت ہے۔

لوگ حج سے پہلے یا حج کے بعد مدینہ منورہ میں قیام کر کے چالیس نمازیں مسجد نبوی میں پابندی سے ادا کرتے تھے۔مسجد نبوی میں حضور پاکﷺ کا روضہ مبارک ہے۔جہاں آپ رسول اللہﷺ محو استراحت ہیں۔مسجد نبوی آپ رسول اللہﷺ کا حرم

ہے۔ یہاں جنت کا راستہ ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کا مسجد نبوی میں آنا جانا رہتا ہے۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران اکثر زائرین آپ رسول اللہ ﷺ کی خواب میں یا حالت بیداری میں زیارت کرتے ہیں۔

چالیس نمازیں ادا کرنے کے لئے کم از کم آٹھ دن مسجد نبوی میں پانچوں وقت کی حاضری ہوتی ہے۔ ذہن زیادہ تر حضور پاک ﷺ کی جانب متوجہ رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے حضور پاک ﷺ کے انوار اور روشنیاں ذہن میں منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ لوگوں کے اندر آپ رسول اللہ ﷺ کی طرز فکر منتقل ہوتی ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی محبت کی کشش دلوں کو آپ کی جانب کھینچتی ہے۔

ذہن و دل میں یہ بات یقین کے درجے تک پہنچ جاتی ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی ذات اعلیٰ ترین تخلیق ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس سید البشر ہے۔ جس کا بنانے والا احسن الخالقین ہے۔ بشری پیراہن میں رہتے ہوئے جس طرح آپ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ بشر ہونے کے ناطے انسان کے دل میں یہ خواہش جاگ اٹھتی ہے کہ میں بھی اپنی اندر کی صلاحیتوں سے کام لوں اور میری وجہ سے آخرت میں میرے پیارے نبی حضور ﷺ مجھ سے خوش ہوں۔

چالیس نمازیں قائم کرنے کی حکمت یہ ہے کہ مسجد نبوی میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارا جائے۔ تاکہ حضور ﷺ سے ذہنی اور قلبی رابطہ قائم ہو جائے۔ ذہن نور نبوت کو قبول کرنے کے قابل ہو جائے۔ اور جس طرح آپ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کو جانا، پہچانا اور اپنی روحانی صلاحیتوں کے ساتھ اللہ پاک کی ہستی کا مشاہدہ کیا۔ رحمت العالمین کی رحمت سے یہ صلاحیتیں آپ رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارک پر نمازیں ادا کرنے سے ہمارے اندر بھی بیدار ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتے ہیں کہ کائنات میں ہر تخلیق معین مقداروں میں بنائی گئی ہے۔ چالیس کا عدد بھی ایک معین مقدار ہے۔ اللہ تعالیٰ کی فکر میں اس کا تعلق پیغمبروں کے ساتھ ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چالیس دن رات کے لئے کوہ طور پر بلایا گیا۔

حضور پاک ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت و رسالت سے سرفراز کیا گیا۔ مسجد نبوی میں چالیس نمازیں قائم کرنے سے رسول اللہ ﷺ کے امتی میں آپ رسول اللہ ﷺ کی روشنیاں منتقل ہوتی ہیں اور اللہ اور اس کے رسول دونوں کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

شعور، قربت اور ماحول سے بنتا ہے۔ آدمی جس ماحول میں رہتا ہے۔ ماحول کے اثرات اس کے اوپر مرتب ہوتے ہیں۔ جب کوئی مسلمان بندہ مسجد نبوی میں مسلسل آٹھ دن آٹھ رات حضور ﷺ کے حرم سے وابستہ رہتا ہے اور ذہنی مرکزیت قائم رہتی ہے تو مسجد نبوی کا منور ماحول اس کے اوپر اثر انداز ہوتا ہے اور بندے کا دل محبت و عشق کے جذبات سے معمور ہو جاتا ہے۔ مسجد نبوی میں نمازیں ادا کرنے اجر بھی بہت زیادہ ہے۔ اجر اور ثواب کا مطلب یہ ہے کہ لاکھوں کروڑوں نور کی لہریں حضور ﷺ کے امتی میں

ذخیرہ ہو جاتی ہیں۔ روح توانااور سرشار ہو جاتی ہے۔ نماز میں حضور قلب نصیب ہو جاتا ہے۔ شکوک وشبہات اور وسوسوں سے نجات مل جاتی ہے اور بندہ اللہ کے فضل و کرم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے ایسی نمازیں قائم کرتا ہے جس کے بارے میں ارشاد ہے کہ

"الصلوٰۃ معراج المومنین"

باب چہارم

مشاہدات انوار و تجلیات

خانہ کعبہ پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تجلیات وانوار کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ فرشتے ہر وقت طواف کرتے رہتے ہیں۔ بیت اللہ شریف اللہ کا گھر ہے۔ یعنی اس گھر کو اللہ کا گھر ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ زائرین جب بیت اللہ شریف میں جاتے ہیں اور خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں تو ان کا ذہن اللہ کی صفات میں گم ہو جاتا ہے۔ اور ان کی روح روشنیوں، انوار و تجلیات کو دیکھتی ہے۔ اس طرح جب زائرین اور اللہ کے حبیب محمد ﷺ کے پروانے مسجد نبوی میں حاضر ہوتے ہیں تو انہیں سیدنا حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ انعام واکرامات سے نوازے جاتے ہیں۔ قرب رسول اور قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ خواتین و مرد انوار نبوت سے فیض یاب ہوتے ہیں۔

تاریخ میں بے شمار واقعات و مشاہدات ہیں جن کو پڑھ کر دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔ احساسات اور کیفیات لطیف ہو جاتی ہیں۔ حضور ﷺ طرح طرح سے اپنے امتیوں کی مدد فرماتے ہیں۔ انہیں اپنی محبت و عنایت سے نوازتے ہیں۔

اس بندہ نے کوشش کی ہے کہ ۱۴ سو سال میں گزرے ہوئے اور موجودہ صدی میں موجود ایسے مرد و خواتین بزرگوں کے حالات جمع کئے جائیں جن کو حضور ﷺ کا فیض حاصل ہوا ہے اور جن خواتین و حضرات کو خالق اکبر اللہ وحدہ لا شریک کا صفاتی دیدار نصیب ہوا ہے۔

مشاہدات و کیفیات

*حضرت امام باقرؒ:

حضرت امام زین العابدین کے صاحبزادے حضرت امام باقر محمد بن علیؒ جب حج کو تشریف لے گئے اور بیت اللہ شریف پر نگاہ پڑی تو اتنے زور سے روئے کہ چیخیں نکل گئیں۔ لوگوں نے دلاسہ دیا اور کہا کہ روئیں نہیں۔ فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ رونے کی وجہ سے نظر

فرمادے۔اور میں کل قیامت کے دن کامیاب ہو جاؤں۔اس کے بعد طواف کیااور طواف کے بعد مقام ابراہیم کے پاس جاکر نفلیں پڑھیں۔سجدے کی جگہ آنسوؤں سے بھیگ گئی۔

*حضرت ابو علی شفیق بلخیؒ:

حضرت ابولی شفیق بلخیؒ سفر کے دوران جب بغداد پہنچے تو خلیفہ ہارون الرشید نے آپ کو مدعو کیااور آپ سے نصیحت کرنے کی استدعا کی۔آپ نے فرمایاکہ اچھی طرح سمجھ لو کہ تم خلفائے راشدین کے نائب ہو۔خداتعالیٰ تم سے صدق وعدل اور علم وحیاء کی بازپرس کرے گا۔تمہاری مثال دریا جیسی ہے اور اعمال وحکام اس سے نکلنے والی نہریں لہٰذا تمہارا فرض ہے کہ اس طرح عادلانہ حکومت کرو کہ اس کا پرتو اعمال وحکام پر بھی پڑے۔کیونکہ نہریں دریا کے تابع ہوتی ہیں۔پھر آپ نے سوال کیا کہ اگر تم ریگستان میں پیاس سے تڑپ رہے ہو اور کوئی شخص تمہیں نصف حکومت کے معاوضے میں ایک گلاس پانی دینا چاہے تو کیا تم اس کو قبول کروگے۔ہارون الرشید نے کہا۔یقیناً قبول کرلوں گا۔پھر آپ نے پوچھا کہ اگر اس پانی کے استعمال سے تمہارا پیشاب بند ہو جائے۔اور شدت تکلیف میں کوئی طبیب تم سے نصف حکومت بھی طلب کرے۔تب تم کیا کروگے۔ہارون الرشید نے کہا کہ نصف حکومت بھی اس کے حوالے کردونگا۔یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ وہ حکومت باعث افتخار نہیں ہوسکتی جو صرف پانی کے ایک گھونٹ پر فروخت ہوسکے۔

*شیخ اکبر ابن عربیؒ:

فتوحات مکیہ میں شیخ اکبر ابن عربیؒ لکھتے ہیں:

''میں جمعہ کی نماز کے بعد طواف کررہا تھا۔میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ طواف کرتا ہے لیکن کسی سے مزاحم نہیں ہوتا اور نہ کوئی اس کی مزاحمت کرتا ہے۔میں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ روح ہے اور انسانی قالب میں طواف کرتی پھرتی ہے۔میں نے اس کا خیال رکھا۔

جب وہ شخص قریب آیا تو سلام کیا۔اس نے مجھے جواب دیا اور میں اس کے ہمراہ ہولیا۔ہم نے آپس میں چند باتیں کیں۔وہ شیخ احمد سیوطیؒ کی روح تھی۔

*حضرت ابو علی شفیق بلخیؒ:

فرماتے ہیں کہ میں ۱۴۹ ھ میں حج کو جارہا تھا۔راستے میں قادسیہ میں اترا۔لوگوں کا زبردست ہجوم تھا کہ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا نہایت عمدہ لباس پہنے ہوئے تھا۔پیر میں جوتا بھی تھا اور سب سے الگ ہو کر بیٹھا ہوا تھا۔میں نے سوچا کہ یہ لڑکا راستے میں دوسروں کے لئے بوجھ بنے گا اور اسی خیال میں گم تھا۔اس خیال سے میں اس کے قریب گیا۔اس نے مجھ سے کہا اے شفیق بدگمانی سے بچو،بدگمانی گناہ ہے۔یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا۔مجھے حیرت ہوئی کہ کون شخص ہے جس کو میرا نام معلوم ہے۔میں جلدی

جلدی اس کے پیچھے چلا۔ مگر وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا۔ جب ہم واقصہ پہنچے تو دفعتہً میں نے دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ آنسو بہہ رہے تھے۔ میں اس کی طرف بڑھا تا کہ اپنے گمان کی معافی کر پاؤں۔ مگر میں نے اس کی نماز سے فراغت کا انتظار کیا۔ جب وہ سلام پھیر کر بیٹھا تو میں اس کی طرف بڑھا۔ جب اس کی طرف معافی مانگنے کے لئے بڑھا تو اس نے قرآن کی آیت تلاوت کیں۔

''بڑا بخشنے والا ہوں ایسے لوگوں کو جو توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں اور پھر سیدھے راستے پر قائم رہیں۔''

یہ آیات پڑھ کر وہ پھر چلا گیا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ شخص ابدال معلوم ہوتا ہے۔ دو مرتبہ مجھے متنبہ کر چکا ہے۔ پھر جب ہم زبالہ میں پہنچے تو دفعتہً میری نظر اس جوان پر پڑی کہ وہ ایک کنویں پر کھڑا ہے۔ ایک بڑا سا پیالہ اس کے ہاتھ میں ہے اور کنویں سے پانی پینے کا ارادہ کر رہا تھا۔ کہ وہ پیالہ کنویں میں گر پڑا میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور یہ شعر پڑھا۔ جس کا ترجمہ ہے:

''تو ہی میری پرورش کرنے والا ہے۔ جب میں پیاسا ہوں اور تو ہی میری روزی کا ذریعہ ہے۔ جب میں کھانے کا ارادہ کروں۔''

اس کے بعد اس نے کہا۔ اے میرے اللہ تجھے معلوم ہے۔ اے میرے آقا اس پیالے کے سوا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ پس اس پیالے سے مجھے محروم نہ کرنا۔ شفیقؒ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ کنویں کا پانی اوپر آ گیا۔ نوجوان نے ہاتھ بڑھایا اور پیالہ پانی سے بھر کر باہر نکال لیا۔ اس کے بعد ریت اکٹھا کر کے ایک ایک مٹھی اس پیالے میں ڈالتا جاتا تھا اور اس کو ہلا رہا تھا۔ میں اس کے قریب گیا اور سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا۔ اللہ نے جو نعمت تم کو عطا کی ہے اس میں سے کچھ اس کا دیا ہوا مجھے بھی کھلا دیجئے۔ کہنے لگا۔ شفیق اللہ جل شانہ کی ظاہری اور باطنی نعمتیں ہمیں مل رہی ہیں۔ اپنے رب کے ساتھ نیک گمان رکھو۔ یہ کہہ کر پیالہ مجھے دے دیا۔ جب میں نے پانی پیا تو اس میں ستو اور شکر گھلی ہوئی تھی۔ اس سے زیادہ خوش ذائقہ اور خوشبودار چیزیں میں نے آج تک نہیں کھائی۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ داخل ہونے تک اسے نہیں دیکھا۔ جب ہمارا قافلہ مکہ مکرمہ پہنچ گیا تو میں نے قبتہ الشراب کے قریب ایک مرتبہ اسے آدھی رات کے قریب نماز پڑھتے دیکھا۔ بڑے خشوع سے نماز پڑھ رہا تھا۔ صبح صادق تک وہ اسی جگہ تسبیح پڑھتا رہا۔ اس کے بعد صبح کی نماز پڑھی اور پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر وہ باہر جانے لگا تو میں اس کے پیچھے گیا۔ باہر جا کر دیکھا تو راستے میں جس حالت میں دیکھا تھا اس کے بالکل خلاف بڑے خدام اور غلام اس کے چاروں طرف موجود تھے۔ میں نے ایک شخص سے جو میرے قریب تھا دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ اس نے بتایا کہ حضرت جعفر صادقؓ کے صاحبزادے موسیٰ بن جعفر ہیں۔

*حضرت ابویزیدؒ:

حضرت ابویزیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے پہلی مرتبہ حج کرنے کے وقت بجز گھر کے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ دوسری مرتبہ گھر کو بھی دیکھا اور صاحب خانہ کو بھی دیکھا۔ تیسری دفعہ جب حج کے لئے گیا تو گھر کو نہیں دیکھا صرف صاحب خانہ ہی کو دیکھا۔

*حضرت عبداللہ بن مبارکؒ

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا معمول تھا کہ وہ ایک سال حج کیا کرتے تھے اور ایک سال جہاد کیا کرتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک سال جبکہ وہ میرا حج کا سال تھا۔ میں پانچ سو اشرفیاں لے کر حج کے ارادے سے چلا اور کوفہ میں جہاں اونٹ فروخت ہوتے ہیں پہنچا تا کہ اونٹ خریدوں۔ وہاں میں نے دیکھا کہ کوڑے پر ایک بطخ مری پڑی ہے اور ایک عورت اس کے پر نوچ رہی ہے۔ میں اس عورت کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ یہ کیا کر رہی ہو؟ وہ کہنے لگی۔ جس کام سے تمہیں واسطہ نہیں اس کی تحقیق کیوں کر رہے ہو؟ میں نے اصرار کیا تو اس نے بتایا کہ میں سیدانی ہوں، میری چار لڑکیاں ہیں، ان کے باپ کا انتقال ہو گیا ہے۔ آج چوتھا دن ہے ہم نے کچھ نہیں چکھا۔ ایسی حالت میں مردار حلال ہے۔ ابن مبارک کہتے ہیں کہ مجھے ندامت ہوئی اور میں نے پانچ سو اشرفیاں اس کی گود میں ڈال دیں اور حج کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ جب حجاج واپس آئے تو انہوں نے مجھے مبارک باد دی اور دعا کی کہ حق تعالیٰ تمہارا حج قبول فرمائے۔ لوگ بتاتے کہ جب فلاں فلاں جگہ جب تم سے ملاقات ہوئی تھی۔ میں حیرت میں تھا کہ یہ سب لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ رات کو حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا عبداللہ تعجب نہ کر تو نے میری اولاد میں سے ایک مصیبت زدہ کی مدد کی ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ تیری طرف سے ایک فرشتہ مقرر کر دے جو تیری طرف سے حج کرے۔

*حضرت شیخ علی بن موفقؒ:

حضرت علی بن موفقؒ کہتے ہیں کہ میں ساٹھ حج کر چکا تھا۔ میرے دل میں یہ وسوسہ گزرا کہ کب تک ان جنگل بیابانوں میں پھرتا رہوں گا۔ مجھ پر دفعتہً نیند کا غلبہ ہوا تو میں نے ایک غیبی آواز سنی۔ اے ابن موفق! تو اپنے گھر اسی کو بلاتا ہے جس کے بلانے سے تیرا دل خوش ہوتا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کو اللہ اپنے گھر بلاتا ہے۔

*حضرت شیخ علی بن موفقؒ:

نے عرفہ کی رات مسجد خیف میں گزاری۔ خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اترے اور ایک نے دوسرے سے کہا۔ ''معلوم ہے؟ اس سال بیت اللہ کا کتنے لوگوں نے حج ادا کیا؟'' ۔ ''نہیں''۔ پھر کہا۔ ''چھ لاکھ افراد نے حج ادا کیا ہے۔'' پھر کہا۔ ''کیا معلوم

ہے ان میں سے کتنے لوگوں کا حج مقبول ہوا؟'' دوسرے فرشتے نے کہا۔''صرف چھ آدمیوں کا۔'' پھر وہ فرشتے آسمان کی طرف چلے گئے اور نگاہوں سے غائب ہو گئے۔ علی بن موفقؒ گھبرا کر بیدار ہو گئے۔ عرفات سے واپسی پر اس فکر میں غلطاں تھے۔ مزدلفہ میں رات خواب میں دیکھا کہ وہی دونوں فرشتے آسمان سے اترے اور انہوں نے وہی گفتگو کی۔ پھر پہلے فرشتے نے کہا: ''کیا معلوم ہے آج پروردگار نے کیا حکم صادر فرمایا؟'' دوسرے نے کہا۔ ''نہیں۔'' پہلے نے کہا۔ ''ان چھ آدمیوں کے طفیل میں چھ لاکھ افراد کا حج قبول فرمالیا اس طرح تمام حجاج کا حج قبول ہو گیا اور سب عطاو بخشش میں شریک ہو گئے۔''

*حضرت شیخ علی بن موفقؒ:

فرماتے ہیں کہ میں سواری پر جارہا تھا۔ راستے میں پیدل حج کو جانے والوں کا قافلہ ملا۔ مجھے وہ لوگ پیدل چلتے ہوئے بہت اچھے لگے۔

میں بھی سواری سے اتر کر ان کے ساتھ پیدل چلنے لگا۔ اور اپنی سواری پر اپنی جگہ ایک اور شخص کو بٹھادیا۔ اور ہم مصروف راستے سے ہٹ کر دوسری طرف چل دیئے۔ چلتے چلتے ہم ایک جگہ جا کر سو گئے۔ تو میں نے خواب میں دیکھا کہ چند لڑکیاں آئیں۔ جن کے ہاتھ میں سونے کے طشت اور چاندی کے آفتابے تھے اور وہ پیدل چلنے والوں کے پاؤں دھو رہی ہیں۔ میرے سوا سب کے پاؤں دھوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا یہ بھی تو ان ہی میں سے ہیں۔ لڑکیاں بولیں۔ اس کے پاس سواری ہے۔ اس لڑکی نے کہا یہ بھی ان میں شامل ہے۔ اس لئے کہ ان کے ساتھ چلنے کو اس نے پسند کیا ہے تو انہوں نے میرے بھی پاؤں دھوئے۔ پیدل چلنے کی میرے اوپر جس قدر تکان تھی وہ بالکل رفع ہو گئی۔

*صوفی ابو عبداللہ محمدؒ:

صوفی ابو عبداللہ بن محمد بن ابی راعتہؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد اور ابو عبداللہ بن حفیفؒ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں حاضر ہوا۔ بڑی سخت تنگی تھی۔ اسی حالت میں ہم مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے۔ اور خالی پیٹ ہی رات گزاری۔ میں اس وقت تک نابالغ تھا۔ بار بار والد کے پاس جاتا اور بھوک کی شکایت کرتا۔ میرے والد اٹھ کر قبر شریف کے قریب حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میں آج آپ کا مہمان ہوں۔ یہ عرض کر کے وہیں مراقبہ میں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد مراقبہ سے سر اٹھایا اور سر اٹھانے کے بعد کبھی رونے لگتے، کبھی ہنسنے لگتے۔ کسی نے اس کا سبب پوچھا تو کہنے لگے کہ میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی۔

آپ ﷺ نے میرے ہاتھ میں درہم رکھ دیئے۔ ہاتھ کھولا تو اس میں درہم رکھے ہوئے تھے۔ صوفی صاحب نے کہا کہ اللہ نے اس میں اتنی برکت ڈالی کی شیراز پہنچنے تک ہمارا خرچ بافرغت پورا ہو گیا۔

*حضرت احمد بن ابی الحواریؒ:

حضرت احمد بن ابی الحواریؒ کہتے ہیں کہ میں ابو سلیمانؒ دارانی کے ساتھ مکہ مکرمہ کے راستے میں جارہا تھا کہ میرا مشکیزہ گر گیا۔ میں نے ابو سلیمان کو اس کی خبر دی۔ انہوں نے کہا۔ اے گمشدہ چیز کے لوٹانے والے ہماری گمشدہ چیز ہم کو لوٹادے۔ تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ ایک شخص آواز دے رہا تھا کہ یہ مشکیزہ کس کا ہے۔ بڑی سخت سردی پڑ رہی تھی اور ہم پوستین پہن رہے تھے۔ ہم نے ایک آدمی کو دیکھا اس سے ابو سلیمان نے کہا کہ ہم سردی کے کپڑوں سے تمہاری کچھ مدد کریں۔ تو اس نے کہا کہ گرمی اور سردی دونوں اللہ کی مخلوق ہیں۔ اگر وہ حکم کرے تو یہ مجھ پر مسلط ہو سکتی ہیں اور اگر وہ ارشاد فرمادے تو یہ مجھے چھوڑ دیں گی۔ میں تو اس جنگل میں تیس برس سے ہوں۔ نہ سردی سے مجھے کپکپی آئی اور نہ گرمی سے پسینہ آیا۔ وہ اپنی محبت کا لباس مجھے سردی میں پہنا دیتا ہے اور گرمی کے زمانے میں اپنی محبت کی ٹھنڈک میں مجھے لپیٹ دیتا ہے۔ اے دارانیؒ! زہد کو چھوڑتے ہو اس لئے سردی تمہیں ستاتی ہے۔ اے دارانی! تم روتے اور چلاتے ہو اور پنکھوں کی راحت پاتے ہو۔ ابو سلیمان دارانیؒ کہتے ہیں کہ مجھے حقیقت میں اس شخص کے سوا کسی نے نہیں پہچانا اور میری کمزوریوں میں کسی نے متنبہ نہیں کی۔

*شیخ نجم الدین اصفہانیؒ:

شیخ نجم الدین اصفہانیؒ مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ کے جنازے میں شریک ہوئے۔ جب لوگ ان کو دفن کر چکے تو تلقین کرنے والے نے قبر کے پاس بیٹھ کر تلقین کی۔ شیخ نجم الدین ہنسنے لگے کیونکہ انہیں ہنسنے کی عادت نہیں تھی اس لئے دوستوں نے اس کی وجہ پوچھی تو شیخ نے کئی دن بعد فرمایا کہ میں اس لئے ہنسا تھا کہ جب تلقین کرنے والا قبر پر بیٹھا تو میں نے ان بزرگ کو جو دفن کئے گئے تھے۔ یہ کہتے سنا۔ دیکھو جی کتنی حیرت کی بات ہے کہ ایک مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے۔

*حضرت ذوالنونؒ مصری:

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک نوجوان کو کعبہ شریف کے پاس دیکھا کہ دمادم رکوع سجدے کر رہا ہے۔ میں نے کہا بڑی کثرت سے نمازیں پڑھ رہے ہو۔ کہنے لگا واپس جانے کی اجازت مانگ رہا ہوں۔ اتنے میں، میں نے دیکھا کہ ایک کاغذ کا پرچہ اوپر سے گرا ہے۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ اللہ جل شانہ جو بڑی عزت والا ہے اور بڑی مغفرت والا ہے کی طرف سے اپنے سچے شکر گزار بندے کی طرف اس کے پیچھے لکھا تھا۔ تو واپس چلا جا تیرے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔

*حضرت ذوالنون ؒ مصری:

فرماتے ہیں کہ میں ایک دن بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا۔ لوگوں کی آنکھیں بیت اللہ پر مرکوز تھیں۔ سب کو سکون مل رہا تھا کہ دفعتاً ایک شخص بیت اللہ کے قریب آیا اور یہ دعا کرنے لگا۔ ''اے اللہ میں تجھ سے وہ چیز مانگتا ہوں جو سب چیزوں سے زیادہ قریب ہو اور وہ عبادت مانگتا ہوں جو سب سے زیادہ تجھے محبوب ہو۔ اے اللہ ! میں تیرے برگزیدہ بندوں کے طفیل اور تیرے انبیاء کے وسیلے سے یہ مانگتا ہوں کہ اپنی محبت کی شراب کا ایک پیالہ مجھے پلادے اور میرے دل پر سے اپنی معرفت سے جہل کے پردے ہٹادے تاکہ میں اڑ کر تجھ تک پہنچ جاؤں اور عرفان کے باغوں میں تیرے ساتھ سرگوشیاں کروں۔'' اس کے بعد وہ شخص اتنا رویا کہ زمین پر ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ پھر وہ بندہ ہنسا اور وہاں سے رخصت ہو گیا۔ ذوالنون فرماتے ہیں کہ میں ان کے پیچھے چل دیا۔ اور میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ شخص یا تو بڑا کامل ہے یا پاگل ہے۔ وہ مسجد سے نکل کر ایک ویرانے کی طرف چل دیا۔ میں پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ وہ کہنے لگے تجھے کیا ہوا۔ کیوں چلے آ رہے ہو اپنا کام کرو۔ میں نے پوچھا۔ اللہ تم پر رحم کرے۔ تمہارا کیا نام ہے۔ کہنے لگے عبداللہ۔ میں نے پوچھا۔ آپ کے والد کا کیا نام ہے۔ بتایا عبداللہ۔ میں نے کہا یہ تو ظاہر ہے کہ سب اللہ کے بندے ہیں اور اللہ کے بندوں کی اولاد ہیں۔ تمہارا کیا نام ہے۔ کہنے لگے میرے باپ نے میرا نام سعدون رکھا تھا۔ میں نے کہا جو سعدون مجنون کے نام سے مشہور ہے۔ کہنے لگے۔ ہاں۔ میں وہی ہوں۔ میں نے پوچھا۔ وہ کون برگزیدہ لوگ ہیں جن کے وسیلے سے تو نے دعا کی۔ وہ لوگ اللہ کے وہ بندے ہیں جنہوں نے عشق کو اپنا لیا ہے۔

* شیخ حضرت یعقوب بصری ؒ:

شیخ حضرت یعقوب بصری ؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حرم شریف میں دس دن تک بھوکا رہا۔ مجھے زیادہ ضعف ہو گیا۔ میں باہر نکلا تو سڑا ہوا شلجم ملا۔ میں نے اٹھا لیا۔ خیال آیا کہ دس دن تک بھوکا رہا اور سڑا ہوا شلجم ملا۔ میں نے اس کو پھینک دیا اور پھر مسجد الحرام میں آ کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اس نے بتایا کہ ہم دس دن سے سمندر میں چکر کھا رہے تھے۔ ہماری کشتی ڈوبنے لگی تھی۔ تو ہم میں سے ہر شخص نے الگ الگ منت مانی۔ میں نے یہ نذر کی تھی کہ اگر میں زندہ سلامت پہنچ جاؤں تو یہ تھیلی اس شخص کو دوں گا۔

جس پر مکہ کے رہنے والوں میں سب سے پہلے میری نگاہ پڑے۔ یہاں پہنچ کر سب سے پہلے آپ پر نگاہ پڑی۔ میں نے کہا اس کو کھولو۔ اس نے کھولا تو سفید مصری اور روٹی تھی، چھلے ہوئے بادام اور شکر پارے تھے۔ میں نے ہر ایک میں سے ایک ایک مٹھی لے لی اور کہا۔ باقی تم لے جاؤ میری طرف سے اپنے بچوں میں تقسیم کر دینا۔ تمہاری نذر میں نے قبول کر لی۔

*حضرت ابوالحسن سراجؒ:

حضرت ابوالحسن سراجؒ کہتے ہیں۔ میں طواف کر رہا تھا کہ میری نظر ایک حسین عورت پر پڑی۔ جس کا چہرہ چاند کی طرح تھا۔ میں نے کہا۔ سبحان اللہ! ایسی حسین عورت میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کو کوئی غم نہیں۔ اس نے میری بات سن کر کہا۔ واللہ غموں میں جکڑی ہوئی ہوں۔ میرا دل فکروں اور آفتوں میں ہے۔ کوئی میرا ہمدرد نہیں ہے۔ میں نے ماجرا پوچھا تو اس نے کہا۔ میرے خاوند نے قربانی میں ایک بکری ذبح کی۔ میرے دو بچے کھیل رہے تھے اور ایک دودھ پیتا بچہ میری گود میں تھا۔

میں گوشت پکانے کے لئے اٹھی تو ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ میں تمہیں بتاؤں کہ ابا نے بکری کیسے ذبح کی۔ اس نے کہا بتاؤ۔ اس نے دوسرے بھائی کو بکری کی طرح ذبح کر دیا پھر ڈر کر بھاگ گیا اور ایک پہاڑ پر چڑھ گیا۔ وہاں ایک بھیڑیئے نے اسے کھالیا۔ باپ اس کی تلاش میں نکلا اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے پیاس کی شدت سے مر گیا۔ میں دودھ پیتے بچے کو چھوڑ کر دروازے تک گئی کہ شاید خاوند کا کچھ اتا پتہ چل جائے تو وہ بچہ چولہے کے پاس چلا گیا۔ جو ہانڈی چولہے پر پک رہی تھی بچے نے ہانڈی پر ہاتھ مارا۔ جس کی وجہ سے اس کا پورا جسم جل گیا۔ میری بڑی لڑکی جو خاوند کے گھر تھی اس کو جب اس سارے قصے کی خبر ملی تو وہ زمین پر گری اور مر گئی۔ مقدر نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا۔ میں نے پوچھا اتنی زیادہ مصیبتوں کے بعد تجھے صبر کیسے آیا؟ اس خوبصورت مہ پارہ نے تین شعر پڑھے۔

ترجمہ: میں نے صبر کیا کیونکہ صبر بہترین اعتماد ہے۔ اس لئے بے صبری سے مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ میں نے ایسی مصیبتوں پر سبر کیا کہ اگر وہ پہاڑوں پر پڑتے تو پہاڑوں کا ملبہ مشق ہو جاتا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ میں نے اپنے آنسوؤں کو پی لیا اور بہنے سے روک لیا۔ اب وہ آنسو میرے دل پر گرتے ہیں۔ صبر کے ان آنسوؤں نے میرے دل کو مجلا کر دیا ہے۔

*حضرت ابوسعید خزازؒ:

حضرت ابوسعید خزازؒ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں تھا۔ ایک مرتبہ باب بنی شیبہ سے گزر رہا تھا کہ ایک نوجوان کی میت دیکھی۔ جس کے چہرے پر نور ہی نور تھا۔ میں نے پوری توجہ کے ساتھ اس کے چہرے کو دیکھا تو نوجوان مسکرایا اور اس نے کہا۔ ابوسعید تمہیں معلوم نہیں کہ عاشق مرتے نہیں ہیں۔

*حضرت عبداللہ بن صالحؒ:

حضرت عبداللہ بن صالحؒ لوگوں سے بھاگ کر ایک شہر سے دوسرے شہر میں پھرتے رہتے تھے اور مکہ مکرمہ میں کافی عرصہ تک قیام کیا۔ سہیل بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا اس شہر میں آپ نے کافی عرصے تک قیام کیا ہے۔ انہوں نے کہا میں نے ایسا کوئی شہر نہیں دیکھا جس میں اس شہر سے زیادہ برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہوں۔ اس شہر میں صبح شام فرشتے اترتے ہیں۔

فرشتے مختلف صورتوں میں بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں۔ میں نے دریافت کیا تمہیں خدا کی قسم کچھ دیکھے ہوئے عجائبات اور سناؤ۔

فرمایا۔ کوئی ولی کامل ایسا نہیں ہے جو ہر جمعہ کی شب یہاں نہ آتا ہو۔

*حضرت لیث بن سعدؒ:

حضرت لیث بن سعدؒ کہتے ہیں کہ میں نے حج کے لئے پیدل سفر کیا۔ جب مکہ مکرمہ پہنچا تو عصر کی نماز کے وقت جبل ابو قیس پر چڑھ گیا۔ وہاں میں نے ایک صاحب کو دیکھا جو دعائیں مانگ رہے تھے۔ یارب یارب اتنی مرتبہ کہا کہ سانس رکنے لگا۔ پھر انہوں نے یار باہ یار باہ اتنی بار کہا کہ سانس رکنے لگا۔ پھر اسی طرح یااللہ یااللہ کہتے رہے کہ دم گھٹنے لگا۔ پھر اسی طرح یاحی یاحی لگاتار کہتے رہے۔

پھر یارحمٰن یارحمٰن پھر یارحیم یارحیم پھر یاارحم الراحمین کا ورد کیا۔ اس کے بعد بولے یااللہ میرا انگوروں کا جی چاہ رہا ہے۔ وہ عطا فرما اور میری چادریں پرانی ہوگئی ہیں۔ لیثؒ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ان کی زبان یہ لفظ پورے نکلے بھی نہیں تھے کہ ان کے سامنے ایک ٹوکری انگوروں سے بھری رکھی دیکھی۔ حالانکہ انگوروں کا موسم نہیں تھا۔ اور ساتھ دو چادریں رکھی ہوئی دیکھی۔ انہوں نے انگور کھانے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا میں بھی آپ کا شریک ہوں۔ فرمایا کیسے؟ میں نے کہا جب آپ دعا کر رہے تھے تو میں آمین آمین کہہ رہا تھا۔ فرمانے لگے آؤ کھاؤ لیکن اس میں سے کچھ ساتھ لے جانا۔ میں نے ان کے ساتھ بیٹھ کر انگور کھائے۔ میں نے خوب پیٹ بھر کر کھائے لیکن اس میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ پھر انہوں نے فرمایا۔ ان دونوں چادروں میں سے جو تمہیں پسند ہو لے لو۔ میں نے کہا۔

چادر کی ضرورت نہیں ہے۔ فرمایا، ذرا سامنے سے ہٹ جاؤ کہ میں ان کو پہن لوں۔ میں پرے کو ہٹ گیا۔ تو انہوں نے ایک چادر لنگی کی طرح باندھ لی اور دوسری اوڑھ لی اور چادریں پہلے سے پہنے ہوئے تھے ان کو ہاتھ میں لے کر پہاڑ سے نیچے اترے۔ میں پیچھے پیچھے چل دیا۔ جب صفا مروہ کے درمیان پہنچے تو ایک سائل نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے یہ کپڑا مجھے دیدیجئے۔ اللہ پاک آپ کو جنت کا جوڑا عطا فرمائے۔ آپ نے وہ دونوں چادریں اس کو دے دیں۔ میں نے اس سائل کے قریب جا کر پوچھا۔ یہ کون ہیں؟ اس نے کہا۔ حضرت امام جعفر صادقؒ ہیں۔

*حضرت شیخ مزنیؒ:

حضرت شیخ مزنیؒ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں مقیم تھا کہ مجھ پر شدید گھبراہٹ طاری ہوگئی اور میں مدینے پاک کی حاضری کے ارادے سے روانہ ہوگیا۔ جب بیت میمونہ پر پہنچا تو ایک نوجوان کو نزع کی حالت میں دیکھا۔ میں نے اس کے قریب جا کر کہا۔ لاالہ الااللہ پڑھو۔ اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور ایک شعر پڑھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ''اگر میں مر جاؤں تو میرا دل عشق مولا سے بھرا ہوا ہے اور کریم لوگ عشق ہی میں رخصت ہوتے ہیں۔'' یہ کہہ کر وہ انتقال کر گیا۔ میں نے اس کو غسل دیا، کفنایا، جنازے کی نماز پڑھی اور جب دفنا چکا تو وہ گھبراہٹ جو مجھ پر سوار تھی ختم ہوگئی۔ میں اس کو دفنا کر مکہ مکرمہ واپس آگیا۔

*حضرت مالک بن دینارؒ:

حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں حج کے لئے جارہا تھا۔ راستے میں ایک نوجوان کو دیکھا جو پیدل چل رہا تھا۔ اس کے پاس سواری تھی نہ توشہ اور نہ پانی۔ میں نے اس کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا پھر میں نے

دریافت کیا، ''جوان کہاں سے آرہے ہو؟''

نوجوان نے کہا، ''اسی کے پاس سے آرہا ہوں۔''

میں نے کہا، ''کہاں جارہے ہو؟''

نوجوان نے کہا، ''اسی کے پاس جارہا ہوں۔''

میں نے دریافت کیا، ''توشہ کہاں ہے؟''

نوجوان نے کہا، ''اسی کے پاس ہے۔''

میں نے کہا، ''یہ راستہ بغیر پانی اور توشہ کے طے نہیں ہوسکتا۔''

نوجوان نے کہا، ''میں نے سفر شروع کرتے وقت پانچ حروف بطور توشہ ساتھ لے لئے تھے۔''

میں نے دریافت کیا، ''وہ پانچ حروف کیا ہیں؟''

نوجوان نے کہا، ''اللہ تعالیٰ پاک کا ارشاد کاف، ھا، یا، عین، صاد۔''

میں نے دریافت کیا، ''اس کا کیا مطلب ہے؟''

نوجوان نے کہا، ''کاف'' کے معنی کافی یعنی کفالت کرنے والا اور ''ہا'' کے معنی ہادی یعنی ہدایت اور راہنمائی کرنے والا اور ''یا'' کے معنی یوؤی یعنی ٹھکانہ دیتا ہے اور ''عین'' کے معنی عالم یعنی ہر بات کو جاننے والا اور ''ص'' کے معنی صادق یعنی اپنے وعدہ کا سچا اور پورا۔ پس جس شخص کا رفیق اور ساتھی کفالت کرنے والا، رہنمائی کرنے والا، جگہ دینے والا، باخبر اور سچا ہو، کیا وہ برباد ہو سکتا ہے؟ کیا اس کو کسی بات کا خوف وخطر ہو سکتا ہے؟ کیا کو اس کی ضرورت اور حاجت ہے کہ توشہ اور پانی ساتھ لئے پھرے؟''

حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی گفتگو سن کر اپنا کرتہ اس کو دینا چاہا اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا۔ ''بڑے میاں! دنیا کے کرتے سے ننگا رہنا اچھا ہے۔ دنیا کی حلال چیزوں کا حساب دینا ہو گا اور حرام چیزوں کا عذاب بھگتنا ہو گا۔'' جب رات کا اندھیرا ہوا تو اس نوجوان نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا اور کہا۔ ''اے پاک ذات! جس کو بندوں کی اطاعت سے خوشی ہوتی ہے اور بندوں کی نافرمانی سے اس کا کچھ نقصان نہیں ہوتا مجھے وہ چیز عطا فرما جس سے تجھے خوشی ہوتی ہے۔ یعنی اطاعت اور فرمانبرداری اور اس چیز کو معاف فرما جس سے تیرا کوئی نقصان نہیں ہوتا یعنی گناہ اور نافرمانی سے محفوظ فرما۔''

جب لوگوں نے احرام باندھا اور لبیک کہا تو نوجوان خاموش ہو گیا۔ میں نے کہا تم لبیک کیوں نہیں پڑھتے؟ کہنے لگا۔ ''مجھے اندیشہ ہے کہ میں لبیک کہوں اور وہاں سے جواب ملے نہ تیری لبیک قبول اور نہ تیری تکبیر معتبر ہے نہ میں تیرا کلام سنتا ہوں اور نہ میں تمہاری جانب متوجہ ہوتا ہوں۔'' پھر وہ نوجوان چلا گیا اور میں نے تمام راستے اس کو نہیں دیکھا۔ آخر وہ منیٰ میں نظر آیا اور چند شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہے۔

''وہ محبوب جس کو میرا خون بہانا اچھا معلوم ہوتا ہے

میرا خون اس کے لئے حرم میں بھی حلال ہے۔

اور حرم سے باہر بھی۔

خدا کی قسم اگر میری روح کو یہ معلوم ہو جائے

کہ وہ کس پاک ذات سے وابستہ ہے

تو قدموں کے بجائے سر کے بل کھڑی ہو جائے۔

ملامت کرنے والے مجھے اس کے عشق میں ملامت نہ کر۔

اگر تجھے وہ نظر آجائے جو میں دیکھتا ہوں تو تو کبھی بھی لب کشائی اور طعنہ زنی نہ کرے۔

لوگ اپنے جسم سے بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں۔

کاش وہ اس بات سے واقف ہوتے کہ روح بھی اللہ رب العالمین کا طواف کرتی ہے۔

عید کے دن لوگوں نے بھیڑ بکری کی قربانی کی لیکن معشوق نے اس دن میری جان کی قربانی قبول فرمائی۔

لوگوں نے حج کیا ہے اور میرا حج تو دل کے مکین کا قرب ہے۔

لوگوں نے جانوروں کی قربانی کی ہے اور

میں اپنی جان کی قربانی کرتا ہوں۔

پھر اس نوجوان نے یہ دعا مانگی۔

''الٰہی لوگوں نے قربانی کے ساتھ تیرا تقرب حاصل کیا۔ میرے پاس میری جان کے سوا کوئی چیز قربانی کے لئے نہیں ہے۔ اس کو تیری بارگاہ عالی میں پیش کرتا ہوں تو اس کو قبول فرما۔''

*حضرت جنید بغدادیؒ:

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ تہجد کے لئے گیا۔ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران میرا معمول تھا کہ جب رات زیادہ ہو جاتی تو طواف کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک نوجوان لڑکی کو دیکھا۔ وہ طواف کر رہی تھی اور اشعار پڑھ رہی تھی:

''میں نے عشق کو بہت چھپایا مگر وہ مخفی نہیں رہتا۔

اب تو کھلم کھلا میرے پاس ڈیرہ ڈال دیا ہے

جب شوق بڑھتا ہے تو اس کے ذکر سے دل بے چین ہو جاتا ہے۔

اور اگر میں اپنے محبوب سے قریب ہونا چاہتی ہوں تو وہ مجھ سے قریب ہو جاتا ہے۔

اور وہ ظاہر ہوتا ہے تو میں اس میں فنا ہو جاتی ہوں اور پھر اسی کے لئے زندہ ہو جاتی ہوں۔

اور وہ مجھے کامیاب کرتا ہے حتیٰ کہ میں مست و بے خود ہو جاتی ہوں۔''

میں نے اس سے کہا کہ تو خدا سے کیا کہتی ہے۔ ایسی بابرکت جگہ ایسے شعر پڑھتی ہے۔ وہ لڑکی میری جانب متوجہ ہوئی اور کہا۔ جنید!

اس کے عشق میں بھاگی پھر رہی ہوں اور اسی کی محبت نے مجھے حیران اور پریشان کر رکھا ہے۔

اس کے بعد لڑکی نے دریافت کیا جنید تم اللہ کا طواف کرتے ہو یا بیت اللہ کا؟ میں نے جواب دیا میں تو بیت اللہ کا طواف کرتا ہوں۔

اس نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا اور بولی، سبحان اللہ آپ کی بھی کیا شان ہے، پتھر کی مانند بے شعور مخلوق پتھروں کا طواف کرتے ہیں اور شعور والے، گھر والے کا طواف کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگ اپنے عشق و محبت میں سچے ہوتے تو ان کی اپنی صفات غائب ہو جاتیں۔ اور اللہ کی صفات ان میں پیدا ہو جاتیں۔

حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ فرط غم سے میں غش کھا کر گر گیا جب ہوش آیا تو وہ جا چکی تھی۔

*حضرت شیخ عثمانؒ:

حضرت شیخ عثمان حضرت شیخ رکن الدینؒ کے مرید تھے۔ ترک دنیا کا یہ عالم تھا کہ ایک تہبند کے علاوہ ان کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ اسی بے سروسامانی کے عالم میں حج کے لئے تشریف لے گئے۔ دو مرتبہ حج بیت اللہ شریف کا شرف حاصل کیا۔ طواف میں کھلی آنکھوں سے دیکھا کہ خضرؑ ان کے اوپر سایہ کئے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر بے چین ہو گئے اور اسی وقت دوسرے ممالک کی سیاحت کے لئے روانہ ہو گئے۔ سات برس کے بعد اپنے مرشد کے پاس ملتان واپس آ گئے۔ مرشد نے گلے لگایا اور بوسہ دے کر فرمایا:

"تم نے یہ بہت اچھا کیا کہ حضرت خضرؑ کا سایہ دیکھا اور اسی وقت مسافرت اختیار کر لی ورنہ مخلوق کے فتنہ میں پڑ جاتے۔"

یہ کہہ کر اپنا پیراہن محبوب کو پہنایا اور اپنی دستار ان کے سر پر باندھی۔

*حضرت شبلیؒ:

حضرت شبلیؒ جب عرفات پہنچے تو بالکل چپ چاپ رہے۔ کوئی لفظ بھی زبان سے نہ نکالا۔ جب حد حرم کے نشانات شروع ہوئے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ بے اختیار ہو کر کہا:

"میں چل رہا ہوں اس حال میں کہ میں نے اپنے دل پہ تیری محبت کی مہر لگا دی تاکہ اس دل میں تیرے سوا کسی کا گزر نہ ہو۔ کاش میں اپنی آنکھوں کو اس طرح بند کرتا کہ تیرا دیدار نصیب ہونے تک کسی کو بھی نہ دیکھتا۔ دوستوں میں بعض دوست ایسے ہوتے ہیں جو ایک ہی کہ ہو رہتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں جن کے دل میں دوسروں کی بھی شراکت اور گنجائش ہوتی ہے۔"

*خواجہ معین الدین چشتیؒ:

خواجہ معین الدین چشتیؒ فرمایا کرتے تھے کہ حاجی جسم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں لیکن عارف دل کے ساتھ طواف کرتے ہیں۔

فرمایا ایک مدت تک میں خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتا رہا اور اب خانہ کعبہ کی تجلیات سے بہرہ مند ہوتا ہوں۔

*حاجی سید محمد انورؒ:

حاجی سید محمد انورؒ فرماتے ہیں کہ حج سے واپسی پر مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ لوگ گمان کرنے لگے کہ میں باؤلا ہو گیا ہوں۔ ہر وقت سکر کی کیفیت طاری رہتی تھی۔

اسی زمانے میں حاجی سید عابدؒ تشریف لائے۔ آپؒ نے فرمایا:

''ایک بات کہنا چاہتا ہوں جو میں نے اب تک کسی پر ظاہر نہیں کی ہے۔ آپ بھی میری زندگی میں کسی پر ظاہر نہیں کیجئے گا۔ میں نے حرم شریف میں بعض انبیاء علیہ السلام کی زیارت بیداری کے عالم میں کی ہے۔''

*مولانا محب الدینؒ:

مولانا محب الدینؒ صاحب مسجد الحرام میں درود شریف کے ورد میں مصروف تھے کہ پاس بیٹھے ہوئے مولوی ظفر احمد صاحب نے فرمایا:

''اس وقت حرم پاک میں کوئی مرد حق آگاہ آیا ہے۔ سارا حرم روشن نظر آرہا ہے۔''

دیکھا کہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ طواف کے لئے آئے ہیں۔ طواف سے فارغ ہو کر باب الصفا کی طرف سعی کے لئے جاتے ہوئے مولانا محب الدینؒ صاحب کے پاس سے گزرے مولانا کھڑے ہو گئے اور ہنس کر کہنے لگے کہ میں بھی تو کہوں کہ آج حرم میں دن آگیا۔ یہ کہہ کر مصافحہ اور معانقہ کیا۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ سعی کے لئے آگے بڑھ گئے۔

*شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریاؒ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج میں خرچ کرنا اللہ کے راستے میں خرچ کرنا ہے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے آقا اور مرشد حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب کی ہمرکابی میں دو مرتبہ حج کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میں نے

ہمیشہ حضرت کا یہ معمول دیکھا کہ وہاں کے قیام میں ہند کے جانے والے کوئی ہدیہ پیش کرتے تو اول تو حضرت بڑے اصرار سے اس کو یہ کہہ کر واپس فرماتے کہ یہاں کے لوگ زیادہ مستحق ہیں۔ان کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ مخصوص اہل کمال کا پتہ بھی بتا دیتے۔اس کے بعد بھی کوئی اصرار کرتا تو حضرت قبول فرما کر مجھے مرحمت فرمادیتے کہ اس کی کوئی چیز بازار سے منگا لینا یہاں کے تاجروں کی بھی مدد کرنی چاہیے۔

مولانا ذکریا صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کو بہت کم شعر پڑھتے سنا ہے۔ مگر جب حج کے لئے تشریف لے گئے اور مسجد الحرام میں تشریف فرما تھے تو میں نے بہت عجیب انداز سے آپ کو یہ شعر پڑھتے سنا۔

کہاں ہم اور کہاں یہ نکہتِ گل

نسیم صبح تیری مہربانی

*ڈاکٹر نصیر احمد ناصر:

اسلامیہ یونیورسٹی (بہاولپور) کے وائس چانسلر رہ چکے ہیں۔اسلامی موضوعات پر بے شمار شہرہ آفاق کتب لکھ چکے ہیں۔"سیرت طیبہ" پر کتاب لکھنے پر سعودی عرب نے ڈاکٹر صاحب کو گراں قدر انعام سے نوازا اور شاہی مہمان بنا کر مقدس تاریخی مقامات کی سیر کروائی۔

حج کے دوران آپ کے ذہن میں سوال ابھرا حجاج کو عفات میں دن چڑھ آنے اور دن ڈھلنے سے پہلے یہاں سے کوچ کر جانے کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟ڈاکٹر صاحب بتاتے ہیں کہ:

"ایک رات میں ذکر و فکر میں مستغرق، خواب و بیداری کے عالم میں تھا کہ ایک پر اسرار بزرگ ہستی نے مجھ سے فرمایا کہ تم یہ معلوم کرنا چاہتے ہو کہ انسانوں کو کیوں صرف دن کی حاضری لازم ہے اور شام سے پہلے کیوں انہیں عرفات خالی کرنا پڑتا ہے؟ یہ راز اسرار حج میں سے ہے۔یہ راز 'دوست' ہے جسے عشق ہی سمجھ سکتا ہے۔ عشق و ایمان لازم و ملزوم ہیں۔اہل عشق ہی اللہ تعالی کے دوست اور مومن ہوتے ہیں۔

حقیقت ہے کہ عشق ہی صدق، ایمان اور عبادت ہے نیز وہی شاہد، مشہود اور شہود ہے۔ بہر حال تمہارے سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے دن کو اپنی خاکی مخلوق اور رات کو اپنی ناری مخلوق جنوں کے لئے مخصوص کیا ہے لہٰذا انسان وہاں رات بسر کرنے کے اور جن وہاں دن گزارنے کے مجاز نہیں۔انس و جن اور ملائکہ کے علاوہ بھی اللہ تعالی کی مخلوقات ہیں جو اس وادی لبیک میں حاضری دیتے ہیں۔"

ڈاکٹر نصیر احمد صاحب لکھتے ہیں:

"عرفات کی حدود میں داخل ہوتے ہی ہم نے سب سے پہلے مسجد نمرہ کی زیارت کی۔ جہاں خطبہ حج دیا جاتا ہے اور اس دن ظہر اور عصر کی قصر نمازیں ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ یہ نوری اور ناری مخلوق کی زیارت گاہ بھی ہے۔ یہ کشادہ مسجد ہے جس کی فضاء اہل جذب و شوق کے پسینے کی خوشبوئے جاں فزا سے مہکتی رہتی ہے۔ اس کے خاموش اور تنہا ماحول میں ہم نے فرداً فرداً نفل پڑھے لیکن خدا جانے کیوں مجھے ایسا محسوس ہوتا رہا کہ ہمارے سوا اور بھی غیر مرئی ہستیاں وہاں ذکر و فکر اور قیام و سجود میں مشغول ہیں۔ یہ احساس روح پرور بھی تھا اور بصیرت افروز بھی۔ مسجد نمرہ سے ہم جبل رحمت گئے۔ یہ چھوٹی سی پہاڑی ہے اوپر چڑھنے کے لئے زینے بنے ہوئے تھے۔ ہم ان کے ذریعے آسانی سے اوپر چڑھے جہاں چبوترا بنا ہوا ہے۔ حج کے دن جبل رحمت پر پہنچنا از بس دشوار بلکہ عموماً محال ہوتا ہے کیونکہ لاکھوں حجاج کو اس چوٹی پر پہنچنے اور نفل پڑھنے کی طلب اور جستجو ہوتی ہے لہٰذا ان کے عشر عشیر ہی کو اپنی آرزو پوری کرنے کا موقع ملتا ہے۔ ہماری خوش قسمتی تھی کہ ہمیں وہاں نفل پڑھنے کی سعادت ملی۔ یہ تصور اور احساس کی پیغمبر اعظم و آخر ﷺ وہاں تشریف فرما ہوئے تھے بیک وقت سرور انگیز بھی تھا اور رقت آمیز بھی۔ روح قدم بوسی کے لئے تڑپی دل میں اس مقام پر سجدہ ریز ہونے کی آرزو مچلنے لگی۔ جسے آپ ﷺ کے پائے مبارک چومنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی میں نے اس مقام کے لئے دعا مانگی اور ایک جگہ سر بسجود ہو گیا۔ ایک خاص قسم کی خوشبو آئی ار مشام جاں کو معطر کر گئی۔ آپ ﷺ کے نقش قدم پر سر بسجود ہونے سے جو کیف و سرور حاصل ہوا اس کا بیان محال ہے۔ روح کو آرزو تھی کہ اپنے مسیحا ہادی 'دوست' علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک میں پڑا رہوں اور زمانے کی گردش رک جائے اور ساعت حضوری جاویداں بن جائے لیکن ایسی آرزو کہاں پوری ہوتی ہے۔ نفل و دعا سے فارغ ہوئے تو ہمارے دل کی عجیب حالت تھی۔ ہم گرد و پیش کے صحرائی، کوہستانی مناظر دیکھنے لگے۔ ان کے نظارے میں آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا سوز اور روح کا جذب و شوق تھا۔

'دوست' نے دیکھنا اور سوچنا مجھے قطرہ ودیعت کیا ہے۔ سوچ کے سفر کے ساتھ احساسات اور جذبات کی کیفیت بھی بدلتی رہتی ہے۔ میری اس سوچ نے مجھے کسی اور ہی عالم میں پہنچا دیا کہ اس وادی مقدس میں کروڑوں صدیقین، شہدا اور صالحین نے اپنے اللہ کے حضور حاضری دی ہو گی اور جبل رحمت میں خاص طور پر اس کی بارگاہ میں سر بسجود ہوئے ہوں گے نیز ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ 'دوست' نے ہمیں بھی اس میدان مقدس میں اپنے حضور حاضری دینے اور اپنی بارگاہ میں جبیں عجز و نیاز جھکانے کی سعادت بخشی ہے۔ اس عالم جذب و مستی میں کیا دیکھتا ہوں کہ جبل رحمت پر بالخصوص نور رحمت کی بارش ہو رہی ہے۔ میں نے برف باری کی تعبیر اس لئے اختیار کی کہ نور رحمت کے گرنے کا نظارہ بارش کی طرح نہیں برف باری کی طرح ہوتا ہے۔ یہ بڑا ہی حسین و نظر افروز، دل آویز اور بصیرت افروز اور سرور انگیز اور کیف آفرین منظر ہوتا ہے۔ اس حقیقت کا اہل شوق و نظر ہی کو عین الیقین بلکہ حق الیقین ہوتا ہے کہ یہ پہاڑی سچ مچ جبل رحمت ہے۔ کیوں کہ یہاں رحمت برستی ہے اور دلوں کو زندہ کرتی رہتی ہے۔ اگلے دن ہم

نے دوبارہ عمرہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ عمرہ کرنے کیلئے احرام باندھنے کے مقام میقات گئے۔ احرام باندھا، نوافل پڑھے اور حرم پہنچ گئے۔ اس دفعہ عمرے نے صہبائے دوآتشہ کا نشہ و کیف اور جذب و سرور بخشا۔ طواف شروع کرتے ہی ایسا محسوس ہوا کہ اللہ اپنے گھر میں جلوہ بداماں ہے۔ دل کے لئے یہ حشر بداماں نظارہ تھا۔ اور وہ کس طرح حریف نظارہ ہوا 'دوست' ہی یہ راز جانتا ہے مجھ پر جذب و مستی اور جنون و شوق کی کیفیت طاری ہوگئی۔ اہل جذب و شوق کے ساتھ میں بھی طواف میں مشغول ہوگیا تھا۔ میں بھی رکن یمانی کو لمس کرتا اور حجر اسود کو چومتا اور دعائیں مانگتا رہا لیکن نظریں اپنے اللہ پر مرتکز رہیں اور اس کے جمال سے جمالیاتی ٹھنڈک حاصل کرتی رہیں۔ یہ جمالیاتی ٹھنڈک تاثیر حسن ہوتی ہے۔

جمالیاتی لذت و سرور اور کیف و مستی کی روح پرور اور مسحور کن خنکی میں مجھے کچھ ہوش نہ تھا۔ جذب و مستی کو عالم میں والہانہ طواف کر رہا تھا۔ دفعتاً کسی نے میرا بازو پکڑا۔ میں نے دیکھا تو وہ میری بیگم تھی۔ کہا۔ ''کب تک طواف کرتے رہیں گے؟ سات چکر تو کب کے پورے ہو چکے۔ چلیں اب سعی کریں۔'' بیگم کی آواز سے میں چونک پڑا۔ اس نے مجھے قرب حضور کی سعادت ہی سے نہیں، جمالیاتی ٹھنڈک سے بھی محروم کر دیا۔ میرے دل پر جو گزری، میرا اللہ ہی جانتا ہے۔ نور کی برف باری اب بھی ہو رہی تھی، فرشتوں کے آنے جانے کا تانتا ابھی بھی بندھا ہوا تھا۔ جن و انس برابر طواف کر رہے تھے۔ ان میں اہل نظر اور صاحب حسن سرور بھی تھے۔ وہاں سب کچھ معمول کے مطابق ہو رہا تھا لیکن اب 'دوست' جلوہ بداماں نہ تھا۔ میرا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ وہ جمالیاتی لمحات ہی میں شوق و نظر کو اپنی دید کی سعادت سے بہرہ مند کرتا ہے۔

*ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا۔ میرے پاس ایک یمن کے رہنے والے بزرگ آئے اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایک ہدیہ لایا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے ایک دوسرے صاحب جو ان کے ساتھ تھے کہا کہ اپنا قصہ ان کو سناؤ۔ انہوں نے اپنا یہ قصہ سنایا کہ جب میں حج کے ارادے سے صفا سے چلا تو ایک بڑا مجمع مجھے رخصت کرنے کے واسطے آیا۔ اور رخصت کرتے وقت ایک شخص نے ان میں سے مجھ سے کہہ دیا کہ جب تم مدینہ طیبہ میں حاضر ہو تو حضور اقدس ﷺ اور حضرات شیخین کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دینا۔ میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا اور اس آدمی کا سلام عرض کرنا بھول گیا۔ جب مدینہ منورہ سے رخصت ہو کر پہلی منزل ذوالحلیفہ پر پہنچا اور احرام باندھنے لگا تو مجھے اس شخص کا سلام یاد آگیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرے اونٹ کا بھی خیال رکھنا مجھے مدینہ طیبہ واپس جانا پڑ گیا۔ ایک چیز بھول آیا ہوں۔ ساتھیوں نے کہا کہ اب قافلہ کی روانگی کا وقت ہے تم پھر مکہ تک قافلے کو نہ پاسکو گے۔ میں نے کہا کہ پھر میری سواری کو بھی اپنے ساتھ لیتے جانا۔ یہ کہہ کر میں مدینہ طیبہ لوٹ آیا اور روضہ اقدس پر حاضر ہو کر اس شخص کا سلام میں نے حضور ﷺ اور حضرات شیخین کی خدمت میں پہنچایا۔ اس وقت رات ہو چکی تھی میں مسجد سے باہر نکلا۔ تو ایک آدمی ذوالحلیفہ کی طرف آتا ہوا ملا۔ میں نے اس سے قافلے کا حال پوچھا۔ اس نے کہا وہ روانہ ہو گیا ہے۔

میں مسجد میں لوٹ آیااور یہ خیال ہوا کہ کوئی دوسرا قافلہ کسی وقت جاتا ہوا ملے گا تو اس کے ساتھ روانہ ہو جاؤنگا۔ میں رات کو سو گیا آخیر شب میں حضور پاک ﷺ اور حضرات شیخین کی زیارت کی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ یہ شخص ہے۔ حضور ﷺ میری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا ابوالوفاء۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری کنیت تو ابوالعباس ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم ابوالوفاء ہو۔اس کے بعد حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مسجد الحرام میں پہنچادیا۔ میں مکہ مکرمہ میں آٹھ دن تک مقیم رہا اس کے بعد میرے ساتھیوں کا قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا۔

* قافلہ کے ساتھ ایک بزرگ حج کو جارہے تھے۔انہوں نے دیکھا کہ ایک عورت قافلے کے آگے چل رہی ہے۔ میں نے خیال کیا کہ یہ ضعیفہ امداد کی مستحق ہے۔ میرے پاس چند درہم تھے میں نے اسے دیئے۔اس نے ہاتھ اوپر کر لئے۔ میں نے ضعیفہ سے کہا کہ جب قافلہ پڑاؤ کرے گا تو میں لوگوں سے چندہ جمع کر کے تجھے اور درہم دوں گا۔ بزرگ خاتون نے کہا، ہاتھ بڑھا۔ اور اس نے مجھے بہت سارے درہم دیئے اور کہا کہ اے شخص تو نے جیب سے درہم دیئے ہیں اور ہم نے تجھے غیب سے دیئے ہیں۔

*تاجروں کی ایک جماعت ایک مرتبہ حج کو گئی۔راستے میں جہاز خراب ہو گیا۔حج کا وقت ختم ہو رہا تھا۔ان میں سے ایک شخص کے پاس پچاس ہزار اشرفیوں کا مال تھا وہ اس کو چھوڑ کر پیدل چل دیا۔ ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ تو اگر یہاں ٹھہر جائے تو تیرا مال فروخت ہو سکتا ہے۔تاجر نے کہا۔خدا کی قسم اگر ساری دنیا کا مال بھی مجھے مل جائے تب بھی حج کے مقابلے میں اس کو ترجیح نہ دونگا کہ وہاں کی حاضری میں اولیاءاللہ کی زیارت نصیب ہو گی اور میں ان حضرات میں جو کچھ دیکھ چکا ہوں بیان سے باہر ہے۔لوگوں نے پوچھا۔آخر تو نے کیا دیکھا، اس تاجر نے سنایا۔ایک مرتبہ ہم حج کو جارہے تھے کہ پیاس کی شدت نے سب کو پریشان کر دیا۔ کہیں پانی کا گھونٹ نہ قیمت سے ملا اور نہ کسی طرح اور پیاس کی وجہ سے میرا دم نکلنے لگا۔ میں چند قدم آگے چلا تو ایک فقیر جس کے ہاتھ میں ایک برچھا اور ایک پیالہ تھا اس نے اپنے برچھے کو زمین میں گاڑھ دیا۔اس کے نیچے سے پانی ابلنے لگا میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور اپنا مشکیزہ بھی بھر لیا۔اس کے بعد قافلے والوں کو میں نے خبر کی۔ سب قافلے والے اس سے سیراب ہوئے۔

* ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں بہت پریشان حال اور مضطرب دل تھا۔ بے چین اور بے قرار واری اور زادراہ کے بغیر میں مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑا۔ تین دن اسی طرح چلتا رہا۔ چوتھے دن پیاس کی شدت سے مرنے کے حال کو پہنچ گیا۔ ریگستان میں کہیں درخت نہیں تھا میں نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا اور قبلہ کی جانب منہ کر کے بیٹھ گیا۔ غنودگی میں ایک شخص نے میری طرف ہاتھ بڑھا کر کہا، ہاتھ بڑھاؤ۔ میں نے ہاتھ کھول دیا۔انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور فرمایا تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ تم حج کرو گے اور روضہ اطہر کی زیارت کرو گے۔ میں نے پوچھا۔ آپ کون صاحب ہیں؟ فرمایا، میں خضرؑ ہوں۔ میں نے عرض کیا، میرے لئے دعا کیجئے۔ حضرت خضرؑ نے کہا یہ الفاظ تین دفعہ دہراؤ۔ ”اے پاک ذات جو اپنی مخلوق پر مہربان ہے۔اپنی مخلوق کے حال کو جانتا

ہے۔ان کی ضروریات سے باخبر ہے۔ تو مجھ پر لطف و مہربانی فرما۔اے لطیف،اے علیم،اے خبیر۔''۔۔۔۔۔۔پھر فرمایا کہ یہ ایک تحفہ ہے جو ہمیشہ کام آنے والا ہے۔جب تجھے کوئی پریشانی پیش آئے یا کوئی آفت نازل ہو تو اس کو پڑھ لیا کر۔۔۔۔۔۔یہ کہہ کر خضر غائب ہو گئے۔ مجھے ایک شخص نے یا شیخ یا شیخ کہہ کر آواز دی میں اس کی آواز سے ہوش میں آ گیا۔ وہ شخص اونٹنی پر سوار تھا۔ مجھ سے پوچھنے لگا ایسی صورت اور ایسے حلئے کا کوئی نوجوان کبھی تم نے دیکھا ہے۔ میں نے کہا۔ نہیں۔ اس شخص نے کہا ہمارا ایک اپنا عزیز سات دن ہو گئے گھر سے چلا گیا ہے۔ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ وہ حج کو جا رہا ہے۔ پھر اس سوار نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں کا ارادہ کر رہے ہو؟ میں نے کہا جہاں اللہ تعالیٰ لے جائے۔ اس نے اپنی اونٹنی بٹھائی اور اس سے اتر کر توشہ دان میں سے دو روٹیاں اور حلوہ مجھے دیا۔ پینے کے لئے پانی دیا اور پھر اس نے مجھے اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کر لیا۔ ہم دو رات اور ایک دن چلے۔ تو قافلہ ہمیں مل گیا۔ وہاں اس نے قافلے والوں سے اس نوجوان کا حال دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ قافلے میں ہے۔ وہ مجھے چھوڑ کر تلاش میں گیا۔ تھوڑی دیر بعد نوجوان کو لے کر میرے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا۔ بیٹا اس شخص کی برکت سے اللہ جل شانہ نے تیری تلاش مجھ پر آسان کر دی۔ میں ان دونوں کو رخصت کر کے قافلے کے ساتھ چل دیا۔

*ایک بزرگ کہتے ہیں کہ جماعت کے ساتھ مکہ مکرمہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ ہم میں ایک ہاشمی بزرگ بھی تھے۔ان پر غنودگی طاری ہو گئی۔ جب وہ نیند سے بیدار ہوئے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ میں نے جو کچھ دیکھا وہ تم نے بھی دیکھا ہے۔ ہم نے کہا، ہمیں تو کچھ نظر نہیں آیا۔ کہنے لگے کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا ہے کہ احرام باندھے ہوئے طواف کر رہے ہیں۔ میں نے طواف کرنے والوں سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہنے لگے۔ ہم فرشتے ہیں۔ میں نے پوچھا تمہاری محبت اللہ کے ساتھ کیسی ہے؟ انہوں نے بتایا ہماری محبت اندر سے ہے تمہاری محبت باہر سے ہے۔

*ایک بزرگ مدینہ طیبہ میں حاضر تھے۔انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جو روضہ اقدس پر الوداعی سلام کر رہا تھا۔ جب وہ ذوالحلیفہ پہنچا تو نماز پڑھی۔ احرام باندھا۔ جب وہ چلنے لگا تو بزرگ نے کہا۔ میں تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ اس نے انکار کر دیا۔ جب زیادہ اصرار کیا تو اس شخص نے کہا کہ میرے قدم پر قدم رکھتے چلے آؤ۔ وہ ایک غیر معروف راستے پر چلا تو بزرگ قدم بقدم اس کے پیچھے ہو لئے۔ تھوڑی دیر میں چراغ نظر آنے لگے۔ اس شخص نے کہا یہ جگہ مسجد عائشہ ہے۔ یا تو تم آگے بڑھ جاؤ یا میں آگے بڑھ جاؤں۔ میں نے کہا جیسے تمہاری مرضی۔ وہ شخص آگے بڑھ گیا اور میں مکہ مکرمہ پہنچ گیا اور طواف اور سعی کے بعد شیخ ابو بکر کنانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ان کی خدمت میں بہت سے مشائخ تشریف رکھتے تھے۔ وہ فرمانے لگے کب آئے؟ میں نے کہا ابھی حاضر ہوا۔ فرمایا، کدھر سے آ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا، مدینہ طیبہ سے۔ فرمایا، مدینے سے کب چلے تھے؟ عرض کی، گذشتہ رات وہیں تھا۔ وہ مشائخ جو حاضر مجلس تھے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ شیخ کنانی نے کہا۔ کس کے ساتھ آئے ہو؟ میں نے عرض کیا۔ ایک بزرگ کے ساتھ آیا ہوں۔ جن کے ساتھ یہ حالات اور قصہ گزرا۔ شیخ کنانی نے کہا۔ یہ شیخ ابو جعفر وامغانی ہیں۔ اور تم نے جو

حالات سنائے وہ ان کے احوال میں سے بہت معمولی چیز ہے۔ اس کے بعد شیخ کنانی نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ چلو شیخ وامغانی کو تلاش کریں۔ کہاں ہیں اور مجھ سے فرمایا کہ تمہارا یہ حال نہیں تھا کہ ایک شب میں یہاں پہنچ جاؤ۔ پھر فرمایا کہ چلتی ہوئی زمین کیسی معلوم ہو رہی تھی۔ میں نے عرض کیا، جیسے دریا کی موج کشتی کے نیچے معلوم ہوتی ہے۔

مشاہدات

*حضرت علیؓ:

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی تدفین کے بعد ایک بدو حاضر ہوا اور روضہ اطہر پر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ ہم نے سنا اور جو اللہ جل شانہ کی طرف سے آپ رسول اللہ ﷺ کو پہنچا تھا اور آپ ﷺ نے اس کو محفوظ فرمایا تھا۔ اس کو ہم نے محفوظ کیا۔ اس چیز میں جو اللہ تعالیٰ نے آپ رسول اللہ ﷺ پر نازل کی (یعنی قرآن) یہ وارد ہے۔

ترجمہ: اگر یہ لوگ جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کر لیا تھا۔ آپ کے پاس آجاتے اور آکر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیتے۔ اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لئے سفارش فرماتے تو ضرور اللہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

یہ آیت پڑھنے کے بعد بدو نے کہا۔ بے شک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔ اور اب میں آپ ﷺ کے پاس مغفرت کا طالب بن کر حاضر ہوا ہوں۔ اس پر قبر اطہر سے آواز آئی کہ "بے شک تمہاری مغفرت ہوئی۔"

*حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو مجھے اپنے سرہانے بٹھا کر فرمایا کہ جن ہاتھوں سے تم نے حضور اقدس ﷺ کو غسل دیا تھا انہی ہاتھوں سے مجھے غسل دینا اور خوشبو لگانا اور مجھے اس حجرے کے قریب لے جاکر جہاں حضور ﷺ کی قبر ہے۔ اجازت مانگ لینا۔ اگر اجازت مانگنے پر حجرے کا دروازہ کھل جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا۔ ورنہ مسلمانوں کے عام قبرستان بقیع میں ہی دفن کر دینا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جنازے کی تیاری کے بعد سب سے پہلے میں آگے بڑھا اور میں نے جا کر عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ یہ ابو بکرؓ یہاں دفن ہونے کی اجازت مانگتے ہیں۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک دم حجرے کے کواڑ کھل گئے۔ اور ایک آواز آئی کہ دوست کو دوست کے پاس پہنچا دو۔

*حضرت عائشہؓ:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب میرے والد حضرت ابو بکرؓ بیمار ہوئے تو یہ وصیت فرمائی کہ میری نعش روضہ اقدس لے جا کر عرض کر دینا کہ یہ ابو بکرؓ ہیں۔ آپ ﷺ کے قریب دفن ہونے کی تمنا رکھتے ہیں۔ اگر وہاں سے اجازت ہو جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا۔ اور اجازت نہ ہو تو بقیع میں دفن کر دینا۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد وصیت کے موافق جنازہ وہاں لے جا کر قبر شریف کے قریب یہی عرض کیا گیا تو ایک آواز سنائی دی کہ اعزاز و اکرام کے ساتھ اندر لے آؤ۔

*حضرت بلالؓ:

بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت بلالؓ نے حضرت عمرؓ سے درخواست کی کہ مجھے یہاں قیام کی اجازت دے دی جائے۔ حضرت عمرؓ نے اجازت دے دی۔ حضرت بلالؓ نے وہاں قیام فرما لیا اور وہیں شادی کر لی۔ ایک دن خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔

آپ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلالؓ کیا میری زیارت کرنے کا وقت نہیں آیا۔ یہ خواب دیکھتے ہی حضرت بلالؓ کی آنکھ کھلی۔ تو نہایت غمگیں اور پریشان تھے فوراً اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ چل دیئے اور روتے روتے روضہ اقدس پر حاضری دی۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ چلے آئے اور اذان کی فرمائش کی۔ صاحبزادوں کی تعمیل ارشاد میں اذان کہی۔ آواز سن کر مرد اور عورتیں روتے ہوئے گھروں سے نکل آئے اور حضور ﷺ کے زمانے کی یاد نے سب کو تڑپا دیا۔

*حضرت ابراہیم خواصؒ:

حضرت ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں پیاس سے اس قدر بے چین ہوا کہ چلتے چلتے پیاس کی شدت سے بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ کسی نے میرے منہ پر پانی ڈالا۔ میں نے آنکھیں کھولی تو دیکھا ایک شخص حسین چہرہ نہایت خوبصورت گھوڑے پر سوار کھڑا ہے۔ اس نے مجھے پانی ملایا اور کہا کہ میرے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔ تھوڑی دیر چلے تھے کہ وہ کہنے لگا، یہ کیا آبادی ہے۔ میں نے کہا یہ تو مدینہ منورہ آ گیا۔ کہنے لگا، اتر جاؤ اور روضہ اقدس پر حاضر ہو تو یہ عرض کر دینا کہ آپ ﷺ کے بھائی خضر نے سلام عرض کیا ہے۔

*شیخ ابوالخیر اقطع:

شیخ ابوالخیر اقطعؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور پانچ دن ایسے گزر گئے کہ کھانے کو کچھ نہ ملا۔ کوئی چیز چکھنے کی نوبت نہ آئی۔ قبر اطہر پر حاضر ہوا اور حضور اقدس ﷺ اور حضرات شیخین پر سلام عرض کر کے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ

میں آج رات کو حضور ﷺ کا مہمان بنوں گا یہ عرض کر کے منبر شریف کے پیچھے جا کر سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا حضور ﷺ تشریف فرما ہیں۔ دائیں جانب حضرت ابو بکر صدیقؓ، بائیں جانب حضرت عمر فاروقؓ ہیں اور حضرت علیؓ سامنے ہیں۔

حضرت علیؓ نے مجھ کو بلا کر فرمایا دیکھ حضور اقدس ﷺ تشریف لائے ہیں۔ میں اٹھا تو آپ ﷺ نے مجھے ایک روٹی مرحمت فرمائی۔ میں نے آدھی کھالی اور جب میری آنکھ کھلی تو آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔

*حضرت حاتم اصمؒ:

حضرت حاتم اصمؒ نے بیس برس تک چلہ اور مراقبہ کیا۔ ضرورت کے بغیر کسی سے بات نہیں کی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ گئے۔ قبر اطہر پر قیام کر کے کہا۔ اے اللہ! ہم لوگ تیرے نبی کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔

اے اللہ تو ہمیں نامراد نہ کرنا۔ غیب سے آواز آئی۔ ہم نے تمہیں یہ سعادت عطا فرمادی۔

*شیخ عبد السلام بن ابی القاسمؒ:

شیخ عبد السلام بن ابی القاسم صقلیؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں مدینہ طیبہ میں تھا۔ میرے پاس کوئی چیز نہیں تھی۔ میں حجرہ شریف پر حاضر ہوا اور عرض کی۔ اولین اور آخرین کے سردار میں مصر کا رہنے والا ہوں۔ میں پانچ مہینے سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور آپ ﷺ سے سوال کرتا ہوں کہ کسی ایسے شخص کو متعین فرمادیجئے جو میرے کھانے کی خبر لے لیا کرے یا میرے جانے کا انتظام کر دے۔ پھر میں نے اور دعائیں مانگیں اور منبر شریف کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ دفعتہً میں نے دیکھا کہ ایک صاحب حجرہ شریف میں حاضر ہوئے وہ صاحب کچھ بول رہے تھے پھر وہ صاحب میرے پاس آئے اور ہاتھ پکڑ کر کہا۔

اٹھو، میں اٹھ کر ان کے ساتھ ہو لیا۔ وہ مجھے ساتھ لے کر باب جبریل سے نکلے اور بقیع سے نکل کر ایک خیمے میں آگئے۔ اس خیمے میں ایک کنیز اور ایک غلام موجود تھے۔ ان سے جا کر کہا، اٹھو اپنے مہمان کے لئے کھانا تیار کرو۔ غلام نے لکڑیاں اکٹھی کر کے آگ جلائی اور کنیز نے روٹی پکائی اور میزبان نے اتنی دیر مجھے باتوں میں لگائے رکھا۔ جب روٹی تیار ہو گئی تو کنیز نے آدھی آدھی کر کے دو جگہ رکھی۔ پھر گھی کا ڈبہ لا کر ان دونوں پر بہادیا۔ اس کے بعد صیحانی کھجوریں جو بہت بڑی بڑی اعلیٰ قسم کی تھیں، طشت میں رکھ کر مجھے کھانے کو دیں، کھانے کے بعد میں نے کہا کہ کئی مہینوں سے گیہوں نہیں کھایا تھا بس اب سیر ہو گیا ہوں۔ اس نے میرے پاس سے جو بچا تھا وہ بھی اور دوسرا ٹکڑا جو رکھا تھا ایک زنبیل میں رکھا اور دو صاع کھجور جو تقریباً سات سیر ہونگی اسی زنبیل میں رکھ کر مجھ سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے نام بتایا۔ اس نے کہا تمہیں خدا کی قسم ہے کبھی شکایت نہ کرنا۔ جب

تک تمہارے جانے کی صورت نکلے کھانا تمہارے پاس وہیں پہنچ جایا کرے گا۔ یہ کہہ کر اپنے غلام سے کہا یہ زنبیل لے کر ان کے ساتھ جاؤ اور ان کو حجرہ شریف تک پہنچا آؤ۔

*حضرت سید ابو محمد عبدالسلامؒ:

حضرت سید ابو محمد عبدالسلامؒ بیان فرماتے ہیں کہ میں مدینے منورہ میں حاضر تھا۔ کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ تین دن تک کچھ کھانے کو نہ ملا۔ میں نے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر پہلے منبر شریف کے قریب دو رکعتیں ادا کیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ پر درود و سلام بھیجا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کا پوتا بھوک سے نڈھال ہوں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ ثرید کھاؤں۔ ابھی یہ عرض کر ہی رہا تھا کہ نیند آ گئی۔ ایک اجنبی نے مجھے اٹھایا اور ایک خوبصورت پیالے میں تازہ پکا ہوا ثرید دے دیا۔ میں نے اس مرد خدا سے پوچھا تو یہ کھانا کیوں لایا؟ اس نے کہا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے بچے تین دن سے ثرید پکوانے کا تقاضہ کر رہے تھے۔ مگر گوشت اور گھی نہیں مل رہا تھا۔ آج سامان ملا تو میں ثرید پکا کر آرام کر رہا تھا کہ خواب میں نبی برحق ﷺ کی زیارت ہوئی۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے شخص! تیرے ایک بھائی نے مجھ سے ثرید کھانے کی خواہش کی ہے۔ تو اپنے ثرید میں سے کچھ اپنے اس بھائی کو بھی کھلا جو میری مسجد میں موجود ہے۔

*حضرت سفیان ثوریؒ:

حضرت سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو ہر قدم پر درود پڑھتا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ کہ تم صرف درود پڑھ رہے ہو۔ اس نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا، میں سفیان ثوریؒ ہوں۔ اس نے کہا اگر تو اپنے زمانے کا یکتا نہ ہوتا تو میں یہ راز نہ کھولتا۔ پھر اس نے کہا میں اور میرے والد حج کو جا رہے تھے۔ راستے میں میرے والد بیمار ہو گئے۔ اور ان کا انتقال ہو گیا۔ مرنے کے بعد ان کے چہرے کا رنگ سیاہ ہو گیا۔ مجھے یہ حالت دیکھ کر سخت رنج ہوا۔ اناللہ پڑھ کر ان کا چہرہ کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ صدمے سے نڈھال ہو کر زمین پر گر گیا۔ اور میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے والد کے چہرے پر سے کپڑا ہٹا کر اپنا دست مبارک پھیرا۔ اور میرے والد کا چہرہ سفید اور روشن ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ جب واپس جانے لگے تو میں نے ان کا دامن پکڑ لیا۔ اور عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ آپ نے میرے اوپر عظیم احسان فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرا باپ مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا۔

*شیخ ابو نصر عبدالواحدؒ:

شیخ ابو نصر عبدالوحد بن عبدالملک فرماتے ہیں کہ حج سے فراغت کے بعد زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ حجرہ شریف کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ شیخ ابو بکر دیار بکریؒ تشریف لائے اور حجرہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ السلام علیکم یا رسول اللہ ﷺ۔ تو میں نے حجرہ شریف کے اندر سے یہ آواز سنی۔ وعلیکم السلام یا ابو بکر۔ اور اس آواز کو وہاں موجود کئی لوگوں نے سنا

*حضرت ابو عمران واسطیؒ:

ابو عمران واسطیؒ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ سے حضور ﷺ کی قبر اطہر کی زیارت کے لئے چلا۔ جب میں حرم سے نکلا مجھے اتنی سخت پیاس لگی کہ میں اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ میں اپنی جان سے مایوس ہو کر ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ دفعتاً ایک شہسوار سبز گھوڑے پر سوار میرے پاس آئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک گلاس تھا۔ انہوں نے مجھے پینے کو شربت دیا۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا۔ مدینہ طیبہ حاضری کا ارادہ ہے۔ اس شخص نے کہا۔ اب تم حضور ﷺ اور حضرات شیخین کی خدمت میں سلام عرض کر چکو تو یہ عرض کر دینا کہ رضوان نے آپ تینوں کی خدمت میں سلام بھیجا ہے۔

*حضرت سید احمد رفاعیؒ:

مشہور بزرگ سید احمد رفاعیؒ ۵۵ ھ میں جب حج سے فارغ ہو کر زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ تو انہوں نے قبر اطہر کے قریب کھڑے ہو کر دو شعر پڑھے۔

''دوری کی حالت میں، میں اپنی روح کو خدمت اقدس میں بھیجا کرتا تھا۔ وہ میری نائب بن کر آستانہ مبارک چومتی تھی۔ اب جسموں کی حاضری کی باری آئی ہے۔ اپنا دست مبارک عطا کیجئے تاکہ میرے ہونٹ اس کو چومیں۔''

التجا قبول ہوئی۔ قبر شریف سے دست مبارک نمودار ہوا۔ حضرت احمد رفاعیؒ نے دست مبارک کو چوما۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت نوے ہزار کا مجمع مسجد نبوی ﷺ میں تھا۔ جنہوں نے اس واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ سب نے اللہ کے دوست رسول ﷺ کے دست مبارک کی زیارت کی۔ جن میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی تھے۔

*حضرت شیخ احمد بن محمد صوفیؒ:

شیخ احمد بن محمد صوفیؒ کہتے ہیں کہ میں جنگل میں تیرہ ماہ حیران پریشان پھرتا رہا۔ میرے بدن کی کھال بھی چھل گئی۔ میں اسی میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور روضہ اقدس پر حاضری دی۔ حضور ﷺ کی خدمت میں اور حضرات شیخین کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ اس کے بعد میں سو گیا۔ میں نے حضور پاک ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ ارشاد فرمایا کہ احمد تم آئے۔ میں نے عرض کیا۔ جی

حضورﷺ حاضر ہوا ہوں۔ اور میں بھوکا بھی ہوں اور آپ کا مہمان بھی ہوں۔ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے دونوں ہاتھ کھولو۔ میں نے دونوں ہاتھ کھول دیئے۔ حضورﷺ نے ان کو دراہم سے بھر دیا۔ جب میری آنکھ کھلی تو دونوں ہاتھ درہم سے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے اسی وقت روٹی اور فالودہ خریدا اور کھا کر جنگل چل دیا۔

*حضرت شاہ ولی اللہؒ:

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی گراں قدر تالیف ''در ثمین فی مبشرات النبی الامین'' میں مدینہ منورہ اور مسجد نبویﷺ میں روضہ اقدس کی زیارت کے بہت سے واقعات قلم بند فرمائے ہیں۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

''میں نے رسول اللہﷺ کو آپ کی اصل شبیہ مبارک میں بار بار دیکھا حالانکہ میری تمنا تھی کہ آپﷺ کو روحانیت میں دیکھوں۔ آخر میری عقل میں یہ بات آئی کہ آپﷺ کا خاصہ ہے روح کو بصورت جسم ظہور میں لانا اور یہی وہ عظیم حقیقت ہے جس کی جانب آپﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انبیاء کرام پر موت صادر نہیں ہوتی وہ اپنی اپنی قبور میں حیات ہیں اور ان کی حیات ایسی ہی ہے جیسی اس عالم دنیا میں تھی۔ انبیاء اپنی قبروں میں پڑھتے اور حج کرتے ہیں۔''

شاہ ولی اللہ رقم طراز ہیں:

''میں نے جب بھی آپﷺ کی ذات اقدس واطہر پر درود سلام بھیجا، آپﷺ مجھ سے خوش ہوئے اور انشراح فرمایا کہ آپﷺ رحمت اللعالمین ہیں۔''

''ایک رات مجھے مدینہ میں کچھ کھانے کو نہ ملا۔ میرے ایک دوست کو علم ہوا۔ وہ میرے لئے دودھ کا پیالہ لایا۔ میں نے دودھ پیا اور سو گیا۔ خواب میں رسول اللہﷺ کی زیارت کا شرف پایا۔ آپﷺ نے فرمایا:

''تمہیں دودھ کا پیالہ میں نے بھیجا تھا۔''

آپﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ آپﷺ ہی نے اس دوست کے دل میں یہ بات ڈالی اور وہ دودھ لے آیا۔''

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ''فیوض الحرمین'' میں رقم طراز ہیں کہ:

"میں نے روضہ اطہر سے بے حد وحساب فیوض باطنی حاصل کئے۔ مجھے آپ ﷺ نے خود سلوک کی تعلیم دی۔ میری تربیت فرمائی۔"

*حضرت آدم بنوریؒ:

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نامور خلیفہ حضرت آدم بنوریؒ کے ہزاروں مرید تھے۔ آپؒ کی خانقاہ میں ہر وقت مسلح پٹھانوں کا جم غفیر رہتا۔ حاسدوں نے مغل حکمراں کے کان بھرے کہ حضرت آدم بنوریؒ کے مریدین کہیں حکومت کا تختہ نہ الٹ دیں۔ بادشاہ ان کی باتوں میں آگیا اور اس نے حضرت بنوریؒ کو حج پر چلے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت آدم بنوریؒ مکہ مکرمہ چلے گئے۔ حج سے فارغ ہو کر آقائے دو جہاں سرور کونین ﷺ کے دربار اقدس میں حاضری دینے کے لئے مدینہ منورہ پہنچے۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ بڑھا کر حضرت آدم بنوریؒ سے مصافحہ کیا اور بطور مکاشفہ ارشاد فرمایا کہ

"جو شخص تیرے متوسلین میں سے تجھ سے مصافحہ کرے گا، گویا مجھ سے مصافحہ کرے گا اور جس نے مجھ سے مصافحہ کیا وہ مغفور ہے۔"

اس اعزاز سے سرفراز ہو کر حضرت آدم بنوریؒ نے بے شمار افراد کو مصافحہ کی سعادت سے نوازا۔ کچھ مدت کے بعد آپ کو حضور ﷺ کی طرف سے بشارت ہوئی:

ترجمہ: اے فرزند تو میرے جوار میں رہو۔

چنانچہ حضرت آدم بنوریؒ نے مدینہ میں ہی رہائش اختیار کر لی اور ۱۰۵۳ھ میں وہیں وفات پائی۔

*حضرت داتا گنج بخشؒ:

حضرت داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت بلالؓ کے روضہ پر سویا ہوا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ ایک بوڑھے کو بچے کی طرح گود میں لئے ہوئے شہر میں تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے فرط محبت میں دوڑ کر حضور ﷺ کے پائے مبارک کو بوسہ دیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ابو حنیفہؒ ہیں۔

*حضرت شاہ گل حسن شاہؒ:

شاہ گل حسن شاہؒ قلندر پانی پتی مؤلف "تذکرہ غوثیہ" نے حضرت سید غوث علی شاہ پانی پتیؒ کی ہدایت پر "قصیدہ بردہ" یاد کیا۔

بردہ شریف پڑھنے سے آپ کو کئی بار حضورﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ایک مرتبہ عالم رویا میں دیکھا کہ دریا و صحرا اور کوہ بیاباں طے کرتے ہوئے ریگستان میں بے ہوش ہو کر گر پڑے ہیں۔ حضورﷺ ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے اور آپ کے سر کو اٹھا کر زانوے مبارک پر رکھا۔ چہرے سے گرد و غبار صاف کیا۔آپ نے رو کر عرض کیا کہ میری دادرسی کیجئے۔

رسول اللہﷺ نے فرمایا:

''گھبراؤ نہیں۔اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے گا اور تمہارے سارے مقاصد پورے ہو جائیں گے۔ابھی وقت نہیں آیا۔کچھ عرصے بعد منزل مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔''

آنکھ کھلنے پر شاہ صاحب کو سنایا تو انہوں نے فرمایا:

''مبارک ہو۔یہ حال تو ہم پر بھی نہیں گزرا۔تم کو حج نصیب ہو گا اور مدینہ منورہ میں ظاہری آنکھوں سے حبیب خداﷺ کو دیکھو گے اور اس خواب کی واردات تم پر بیداری میں گزرے گی مگر تم پہچانو گے نہیں۔''

مولانا گل حسن صاحبؒ کچھ عرصے بعد حج بیت اللہ کے لئے گئے۔تو آپ نے سوچا مدینہ رسول کی زیارت کے لئے سوار ہو کر جانا بے ادبی ہے، پیدل روانہ ہوئے۔راستہ میں ایک پیر میں پھوڑا نکل آیا۔ٹانگ سوجھ گئی، چلنا دوبھر ہو گیا۔درد کی شدت سے بے تاب ہو ریگستان میں بے ہوش ہو گئے۔ہوش آیا تو خیال کیا کہ زندگی پوری ہو چکی ہے۔افسوس روضہ رسولﷺ کی زیارت نصیب نہ ہو سکی۔آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔یکبارگی ایک طرف سے گرد و غبار بلند ہوا اور جماعت نمودار ہوئی جو وردیاں پہنے ہتھیار لگائے گھوڑوں پر سوار تھی۔سردار گھوڑے سے اترے اور آپ کے سر کو زانو پر رکھ کر رومال سے چہرہ صاف کیا اور ٹانگ پر ہاتھ پھیرا۔

ہاتھ لگتے ہی درد ختم ہو گیا۔اس کے بعد تسلی اور تشفی دی اور ایک سوار کو حکم دیا کہ اس کو قافلہ میں پہنچا دو اور فلاں شخص کو ہدایت کر دو کہ آرام اور سہولت سے مدینہ لے جائے۔راستہ میں بار بار اہل قافلہ نے آپ کی بڑی خاطر مدارات کی۔جب مدینہ طیبہ پہنچے تو خواب یاد آیا۔

*پیر سید جماعت علی شاہؒ:

سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوریؒ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ سے واپسی کے وقت مواجہہ شریف کے سامنے ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کر رہے تھے عالم بیداری میں حضور رحمت دو عالمﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔رسول اللہﷺ نے فرمایا:

''مولوی خیر المبین کو حیدر آباد دکن میں ہمارا سلام پہنچا دو۔''

شاہ صاحب مناسک حج ادا کرنے کے بعد پہلے جہاز سے تشریف لے گئے۔ مولوی صاحب سے ملاقات کی اور بتایا کہ حضرت ختم المرتبتﷺ نے آپ کو سلام کہلوایا ہے۔ یہ سنتے ہیں مولوی صاحب پر وجد طاری ہو گیا۔ بہت دیر بعد ہوش آیا اور اٹھ کر شاہ صاحب سے معانقہ کیا۔

سید جماعت علی شاہؒ ایک مرتبہ مصر کی راہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ بمبئی سے مصر تک وضو اور استنجا کے لئے سمندر کا کڑوا پانی استعمال کرنے سے زخم ہو گئے اور اوپر کی جلد اتر کر اندر سے خون بہنا شروع ہو گیا۔ مدینہ منورہ میں دربار اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا:

''یہ تو میں جانتا ہوں کہ اس دربار کی حاضری دینے کے قابل نہیں تھا مگر باوضو یہاں ٹھہر نہیں سکتا۔ زخم ہر وقت بہتا رہتا ہے۔''

سیدنا حضورﷺ کی زیارت حاصل ہوئی۔ آپﷺ نے فرمایا۔

''زخموں کو کوثر سے دھوئو۔''

حرم شریف کے اندر ایک چھوٹا سا کنواں ''بئر فاطمہ'' کے نام سے موجود تھا۔ اسے کوثر بھی کہتے تھے۔ آپ نے پانی پلانے والے سے ایک کوزہ پانی لیا اور زخم دھو کر نماز عشاء ادا کی۔ صبح فجر کے وقت وضو کرنے اٹھے تو زخم نہیں تھا۔

ترکوں کے زمانے میں رات کے وقت حرم شریف کے اندر رہنے کی کسی کو اجازت نہیں تھی۔ جب تک شیخ الحرام اجازت نہ دیں۔

حضرت سید جماعت علی شاہؒ کو اپنے ساتھ چار آدمی رکھنے کی اجازت تھی۔ ایک رات آپ کے ساتھ تین آدمی تھے۔ آپ کے ایک رفیق نے حرم میں رات گزارنے کی خواہش ظاہر کی۔ وہ روزے سے تھا۔ اور روزہ کھولنے کے بعد اس نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ حرم شریف میں رات گزارنے کے بعد وہ آپ کے پاس آیا اور کہا:

''رات ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ میں نے آنحضورﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے بھوک لگی ہے۔ دیکھا کہ سفید لباس میں ایک بزرگ تشریف لاتے ہیں اور مجھ سے فرمایا:

''جھولی پھیلاؤ۔''

میں نے جھولی پھیلا دی۔ انہوں نے میری جھولی میں کھجوریں ڈال دیں۔ اور میں نے پیٹ بھر کر کھجوریں کھالیں۔

میں نے اس شخص کو مبارکباد دی۔ اے شخص! حضورﷺ کے دربار کی کھجوریں تجھے مبارک ہوں۔

*ایک صاحب نے بکریاں پالی ہوئی تھیں۔ جب بکری بچہ دیتی تو وہ اون کٹوا کر جمع کرتے تھے۔ اس اون سے انہوں نے حاجی امداد اللہؒ صاحب کے لئے ایک کملی بنوائی۔ ان صاحب کے مطابق جب میں حج کے لئے گیا تو اس کملی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ ایک مقام پر سمندر میں طغیانی آ گئی۔ میں منہ لپیٹ کر ڈوبنے کے لئے بیٹھ گیا۔ کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ جہاز کچھ دیر بعد ڈوب جائے گا۔ مجھے نیند آ گئی۔ خواب میں مجھ سے ایک شخص نے کہا اٹھو ہوا موافق ہو گئی ہے۔ کچھ دیر میں جہاز طغیانی سے نکل جائے گا۔ مجھے میری کملی دے دو۔ میں نے گھبرا کر کملی دینی چاہی۔ اس گھبراہٹ میں آنکھ کھل گئی۔ اس کے ساتھ میں نے اعلان کیا کہ جہاز ڈوبے گا نہیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ تم میں سے کوئی حاجی امداد اللہ کو جانتا ہے۔ مگر کسی نے اقرار نہیں کیا۔ آخر جہاز طغیانی سے نکل آیا اور ہم مکہ شریف پہنچ گئے۔ جب میں طواف کر رہا تھا تو میں نے حاجی صاحب کو مالکی مصلیٰ کے قریب کھڑے دیکھا۔ اور دیکھتے ہی پہچان گیا۔

طواف سے فارغ ہو کر میں نے حاجی امداد اللہ کی خدمت میں کملی پیش کر دی۔

*حضرت خواجہ محمد سعیدؒ:

ایک روز حضرت مجدد الف ثانیؒ کے فرزند حضرت خواجہ محمد سعید حرم نبوی ﷺ میں تحیۃ المسجد پڑھ رہے تھے کہ روضہ انور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آواز آئی۔

العجل العجل انا الیک مشتاق

(جلدی کیجئے، جلدی کیجئے، میں آپ کا مشتاق ہوں)

حضرت خواجہ محمد سعید فرماتے ہیں کہ میں نے آٹھ مرتبہ اپنی ظاہری آنکھوں سے حضور ﷺ کی زیارت کی۔

*حضرت خواجہ محمد معصومؒ:

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے تیسرے بیٹے حضرت خواجہ محمد معصومؒ کو دو روز کے لئے مسجد نبوی ﷺ میں اعتکاف کی اجازت ملی۔

رات کے وقت جب تنہا رہ گئے تو مراقب ہوئے۔ تہجد کے وقت دیکھا کہ آپ ﷺ تشریف لائے اور مجھے سینہ اطہر سے لگایا۔

*حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ ان کے استاد حضرت مولانا قلندر صاحب کو روزانہ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواب میں زیارت ہوتی تھی۔ حضرت مولانا قلندر صاحب جب مدینہ شریف جا رہے تھے تو کسی غلطی پر اپنے غلام کو تھپڑ مار دیا۔ اسی روز سے زیارت بند ہو گئی۔ حضرت مولانا قلندر صاحب کو بہت غم ہوا اور اسی غم میں مدینہ طیبہ پہنچے، وہاں

کے مشائخ سے رجوع کیا۔ سب نے کہا ہمارے بس کی بات نہیں البتہ ایک مجذوب عورت کبھی کبھی روضہ اطہر ﷺ کی زیارت کے لئے آتی ہے وہ توجہ کرے تو انشاءاللہ زیارت نصیب ہو جائے گی۔ حضرت مولانا قلندر صاحب مجذوبہ کے منتظر رہے جب وہ آئیں حضرت مولانا قلندر صاحب نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے زیارت نہیں ہوتی۔

روضہ اقدس ﷺ کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"شف ہذا رسول اللہ علیہ وسلم"

حضرت مولانا قلندر صاحب نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں۔

* شیخ الحدیث حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھیؒ:

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھیؒ نے مدینہ منورہ میں قیام کے دوران ایک روز فرمایا:

"سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مہمانوں کے آرام کا خود خیال رکھتے ہیں اور اپنے خاص امتیوں کے قیام و آسائش کی آپ ﷺ کو فکر ہوتی ہے۔ آپ ﷺ خود ہی فیصلہ فرماتے ہیں کہ آپ کا کون سا مہمان کہاں قیام کرے گا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ انتظام کرتے اور حکم دیتے دیکھا اور سنا ہے۔

* حضرت مہر علی شاہؒ:

حضرت مہر علی شاہؒ: ایک مرتبہ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اس زمانے میں سواری کا خاطر خواہ انتظام نہ تھا۔ جب وادی حمزہ پہنچے تو تمام حاجی تھک کر چور ہو گئے، جاتے ہی لیٹ گئے۔ کسی نے نماز پڑھی کسی نے نہیں پڑھی۔ حضرت مہر علی شاہؒ نے عشاء کی نماز کے صرف فرض پڑھے اور سونے کا ارادہ کیا۔ دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پاس سے گزر رہے ہیں۔ جب بالکل قریب پہنچے تو میری طرف التفات نہیں فرمایا۔ میں دوڑ کر آگے بڑھا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے کیا غلطی ہو گئی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "جب آپ ہماری سنتیں چھوڑیں گے تو باقی لوگوں کا کیا حال ہو گا؟" یہ سن کر مہر علی شاہؒ پر گریہ طاری ہو گیا۔ دوبارہ عشاء کی پوری نماز پڑھی اور اپنی مشہور نعت کہی

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء

گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں

*شیخ ابن ثابتؒ

مکہ مکرمہ میں شیخ ابن ثابتؒ نامی ایک بزرگ رہا کرتے تھے۔ ٦٠ سال تک مدینہ شریف حضرت سلطان دو جہاں ﷺ کی زیارت پاک کے لئے تشریف لاتے رہے۔ ایک سال کسی مجبوری کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے۔ نیم بیداری کے عالم میں اپنے حجرے میں بیٹھے تھے کہ حضرت محمد ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”ابن ثابت! تم ہماری ملاقات کو نہیں آئے ہم تم سے ملنے آ گئے ہیں۔“

*حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ:

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز دوران قیام مدینہ طیبہ میں اشعار کی ایک کتاب دیکھ رہا تھا۔ اس میں ایک مصرع تھا:

”ہاں اے حبیب ﷺ رخ ہٹا دو نقاب کو“

مجھے یہ بھلا معلوم ہوا۔ میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا اور روضہ شریف میں درود و سلام کے بعد انہی الفاظ کو پڑھا اور شوق دیدار میں رونا شروع کر دیا۔ دیر تک یہی حالت رہی کچھ دیر بعد یہ محسوس ہونے لگا کہ مجھ میں اور جناب رسالت مآب ﷺ میں کچھ حجاب نہیں اور آپ ﷺ کرسی پر سامنے جلوہ افروز ہیں۔ آپ ﷺ کا چہرہ انور سامنے ہے اور نور سے چمک رہا ہے۔

مدینہ منورہ میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ درس دے رہے تھے کہ گنبد خضراء کی جالیاں سامنے تھیں۔ تلافدہ میں سے ایک کو ”حیات النبی ﷺ“ کے متعلق کافی شکوک تھے۔ دوران درس انہوں نے دیکھا کہ سید البشر حضرت محمد ﷺ تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے کچھ کہنا چاہا تو حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے اشارے سے منع کر دیا۔

****

صلوٰۃ میں اللہ تعالیٰ کے نام (۲رکعت صلوٰۃ)

اراکین اسماء حسنیٰ ٹوٹل

اللہ اکبر ۲۔ بار

ثناء ۶۔ بار

تعوذ ا۔ بار

تسمیہ ۳۔ بار

سورۃ فاتحہ ۵ بار

کوئی سورۃ

اللہ اکبر ۲۔ بار

رکوع ۹ یا ۱۵ بار

تسمیع ا۔ بار

تحمید ا۔ بار

اللہ اکبر ۲۔ بار

تسبیح ۹ یا ۱۵ بار

اللہ اکبر ۲۔ بار

اللہ اکبر ۲۔ بار

تسبیح ۹ یا ۱۵ بار

اللہ اکبر ۲۔ بار

سورۃ فاتحہ ۵۔ بار

کوئی سورۃ ۲۔ بار

اللہ اکبر ا۔ بار

رکوع ۹ یا ۱۵ بار

تسمیع ا۔ بار

تحمید ا۔ بار

اللہ اکبر ا۔ بار

تسبیح ۹ یا ۱۵ بار

اللہ اکبر ۲۔ بار

اللہ اکبر ۲۔ بار

تسبیح ۲۔ بار

اللہ اکبر ۹ یا ۱۵ بار

التحیات ۹۔ بار

۱۰۹۔ بار

درود شریف ۵۔ بار

دعا ۳۔ بار

سلام ۶۔ بار

۱۲۳۔ بار

مختلف نماز واذان

اراکین اسماء حسنیٰ ہوٹل

بمعہ سورۃ دو رکعت نماز یا ۱۳۱۔ بار

فرض سنت

دو رکعت نماز فرض بغیر سورۃ ۱۰۲۔ بار

ایک رکعت نماز وتر ۷۹۔ بار

ایک رکعت نماز فرض ۶۹

ایک وقت اذان ۱۷۔ بار

پانچ وقت اذان ۸۵ پانچ وقت اذان کے بعد دعا ۱۰

پانچ وقت نماز سے پہلے اقامت ۸۵ ۱۸۰۔ بار

صلوٰۃ پنجگانہ

اراکین اسماء حسنیٰ ٹوٹل

فجر دو سنت ۱۳۱۔ بار

دو فرض ۱۳۵۔ بار ۲۶۶۔ بار

ظہر چار سنت ۲۴۰۔ بار

چار فرض ۲۳۳۔ بار

دو سنت ۱۳۱

دو نفل ۱۳۱ ۷۳۵۔ بار

عصر چار فرض ۲۴۰

چار سنت ۲۳۳ ۴۷۳۔ بار

مغرب تین فرض ۱۸۶۔ بار

دو سنت ۱۳۱۔ بار

دو نفل ۱۳۱۔ بار ۴۸۸۔ بار

عشاء چار سنت ۲۴۰۔ بار

چار فرض ۲۳۳۔ بار

دو سنت ۱۳۱۔ بار

دو نفل ۱۳۱۔ بار

تین وتر ۱۹۵۔ بار

دو نفل ۱۳۱۔ بار ۱۰۶۱۔ بار

پانچ وقت اذان، دعا، اقامت ۱۸۰۔ بار ۳۱۶۳۔ بار

وتر ایک رکعت

اراکین اسماء حسنیٰ ٹوٹل

اللہ اکبر ۲۔ بار

سورۃ فاتحہ ۵۔ بار

سورۃ اخلاص ۵۔ بار

اللہ اکبر ۲۔ بار

دعائے قنوت ۳۔ بار

اللہ اکبر ۲۔ بار

رکوع ۹ یا ۱۵۔ بار

تسمیع ۱۔ بار

تحمید ۱۔ بار

اللہ اکبر ۲۔ بار

تسبیح ۹ یا ۱۵۔ بار

اللہ اکبر ۲۔ بار

اللہ اکبر ۲۔ بار

تسبیح ۹ یا ۱۵۔ بار

اللہ اکبر ۲۔ بار

التحیات ۹۔ بار

درود شریف ۵۔ بار

دعا ۳۔ بار

سلام ۲۔ بار

وتر ۹۷

فرض ۲۹

آیت/سورۃ

اراکین اسماء حسنیٰ ٹوٹل

تعوذ ا۔بار

تسمیعہ ۳۔بار

سورۃ فاتحہ ۵۔بار

سورۃ الناس ۳۔بار

سورۃ الفلق ا۔بار

سورۃ اخلاص ۵۔بار

سورۃ نصر ۳۔بار

سورۃ کوثر ا۔بار

سورۃ قریش ا۔بار

سورۃ فیل ا۔بار

سورۃ حمزہ ا۔بار

سورۃ العٰدٰیٰت ۴۔بار

سورۃ الزلزال ا۔بار

سورۃ البینہ ۵۔بار

سورۃ قدر ا۔بار

سورۃ علق ۵۔بار

سورۃ التین ۲۔بار

سورۃ الم نشرح ا۔بار

سورۃ الضحیٰ ۳۔ بار

سورۃ الیل ۱۔ بار

سورۃ الشمس ۳۔ بار

حرم شریف کے جملہ باب

سیریل نمبر نام

۱۔ باب الملک عبدالعزیز

۲۔ سلم باب الملک عبدالعزیز

۳۔ باب بدر وم اجیاد

۴۔ باب بدر وم اجیاد

۵۔ باب اجیاد

۶۔ باب بلال

۷۔ سلم اجیاد الکربائی

۸۔ سلم اجیاد الکربائی

۹۔ باب حنین

۱۰۔ باب اسمٰعیل

۱۱۔ باب صفا

۱۲۔ سلم ابی قبیس الکربائی

باب ابی قبیس قائد قوۃ الحرام

۱۳۔ سلم ابی قبیس الکر بائی

باب ابی قبیس قائد قوۃ الحرم

۱۴۔ سلم الدر قم الکر بائی

۱۵۔ سلم الدر قم الکر بائی

۱۶۔ عبارۃ باب بنی ہاشم (صفا مروہ کے اوپر والا)

۱۷۔ باب بنی ہاشم

۱۸۔ عبارۃ باب علی

۱۹۔ باب علی

۲۰۔ باب العباس

۲۱۔ عبارۃ باب العباس

۲۲۔ باب النبی

۲۳۔ عبارۃ باب النبی

۲۴۔ باب السلام

۲۵۔ عبارۃ باب السلام

۲۶۔ باب بنی شیبہ

۲۷۔ باب المحجون (عبارۃ بنی شیبہ یہ نیا بنا ہے اس پر نمبر نہیں ہے) ۲۸۔ عبارۃ باب المعلاہ

۲۹۔ باب المعلاہ

۳۰۔ باب المدعی

۳۱۔ باب المروہ

۳۲۔ باب مراد

۳۳۔ سلم الکربائی باب مراد

۳۴۔ سلم الکربائی باب مراد

۳۵۔ سلم الکربائی باب مراد

۳۶۔ سلم الکربائی باب مراد

۳۷۔ باب المصحف

۳۸۔ باب عرفہ

۳۹۔ باب منٰی

۴۰۔ باب قریش

۴۱۔ سلم القرارۃ

۴۲۔ سلم القرارۃ

۴۳۔ سلم القرارۃ

۴۴۔ بدروم

۴۵۔ باب الفتح

۴۶۔ جسر باب الزبیر

۴۷۔ بدروم عمرالفاروق

۴۸۔ بدروم عمرالفاروق

۴۹۔ باب عمر الفاروق

۵۰۔ سلم باب العمرہ

۵۱۔ جسر باب الندوہ

۵۲۔ باب الندوہ

۵۳۔ باب الشامیہ

۵۴۔ سلم باب الشامیہ

۵۵۔ سلم باب الشامیہ

۵۶۔ باب القدوس

۵۷۔ باب المدینہ

۵۸۔ جسر باب المدینہ

۵۹۔ باب الحدیبیہ

۶۰۔ بدروم باب الحدیبیہ

۶۱۔ بدروم باب الحدیبیہ

۶۲۔ جسر باب المہدہ العباسی

۶۳۔ باب العمرہ

۶۴۔ یہ نئے حرم کا دروازہ ہے ان پر نام نہیں ہے

۶۵۔ سلم الشبیکر

۶۶۔ سلم الشبیکر

۶۷۔ باب الملک فہد (نیچے حرم میں جانے کیلئے اور ۷۷+۷۶)

۶۸۔ سلم باب الملک فہد (بڑا گیٹ)

۶۹۔ باب الملک فہد

۷۰۔ سلم باب الملک فہد

۷۱۔۸۲-۸۳= باب الملک فہد نیچے حرم میں جانے کیلئے

۷۲۔ سلم باب الملک فہد الکربائی

۷۳۔ سلم باب الملک فہد الکربائی

۷۴۔ سلم باب الملک فہد عبدالعزیز

****